اخلاقِ سلفؒ

حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم

ناشر

عمار احمد، بیت المعارف، الٰہ آباد

اخلاقِ سلف

از بقیۃ السلف محی السنت حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی دامت برکاتہم

تلخیص و ترجمہ

تنبیہ المغترین

للقطب الربانی ابی المواہب الشیخ عبد الوہاب بن احمد الشعرانی قدس سرہ

ناشر

عمار احمد، مدرسہ عربیہ بیت المعارف الٰہ آباد

مطبوعہ: تاج آفسٹ پریس، الٰہ آباد

مقدمہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اَمَّا بَعْدُ !

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر الانبیاء من العبادۃ وذکر الصالحین کفارۃ وذکر الموت صدقۃ وذکر القبر یقربکم من الجنۃ

(فیض القدیر شرح جامع صغیر صـ۵۶۴ ج ۳)

یعنی انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے اور موت کا ذکر صدقہ ہے اور قبر کا ذکر تم کو جنت سے قریب کرنے والا ہے۔ اس سے ذکر صالحین کی جیسی کچھ فضیلت ثابت ہوئی وہ ظاہر ہے کہ اس کو کفارۂ سیئات کہا گیا۔ اسی طرح احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ عند ذکر الصّٰلحین تنزل الرحمۃ یعنی صالحین کے ذکر کے وقت رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے۔ نیز حضرات مشائخ اہل طریق کیلئے کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ اسلاف کی سیرت کو پیش نظر رکھنے کی بھی بہت تاکید فرماتے ہیں اسلئے کہ کتاب و سنت پر عمل اسی وقت آسان ہو سکتا ہے جبکہ ان حضرات کی سیرت سامنے رکھی جائے جنھوں نے خود اس پر عمل فرما کر عملی نمونہ پیش فرمایا اور اپنے متبعین کے لئے اسوۂ حسنہ قائم فرمایا صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی عملی تصویر امت کے سامنے پیش فرمائی۔ پھر تابعین و تبع تابعین اور انکے بعد علماء عاملین و اولیاء کاملین نے ہر دور میں اسکو عملاً باقی رکھا۔ لہٰذا ان سب کی زندگیوں میں اخلاق نبویہ کا ایسا نمونہ موجود ہے کہ تا قیامت امت ان سے مستغنی نہیں ہو سکتی۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ تعلیم الدین میں شیخ قوام الدین رح کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ :۔

"اے درویش محک و معیار ایں کار کتاب و سنت است و سیر سلف کہ اہل اقتدار بودند"

یعنی اس طریق کی اصل کسوٹی اور معیار کتاب و سنت ہے اور ان اسلاف کی سیرت جو کتاب و سنت کی اتباع کر کے اس راہ میں مقتدا ہوئے۔ لہٰذا امت کو کتاب و سنت کے ساتھ اسلاف کی سیرت کا پیش نظر رکھنا بھی از بس ضروری ہوا۔

اسلئے عرصہ سے میری دلی آرزو تھی کہ کوئی رسالہ ایسا مرتب کیا جائے جسمیں سلف صالحین کا تذکرہ اور انکے اخلاق وارشادات اختصار کے ساتھ درج کر دیئے جائیں، تاکہ عام مسلمانوں کے حق میں موجب موعظت و نصیحت اور باعث نزول رحمت و حصول برکت ہو اور اپنے اسلاف کے اخلاق سے متخلق ہونیکی طرف رغبت پیدا ہو۔ نیز انکی سیرت کے مطالعہ سے کتاب و سنت پر عمل کا داعیہ انکے قلب میں موجزن ہو۔

چنانچہ حضرت علامہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ جو دسویں صدی ہجری کے مشاہیر علماء اور اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کی تصنیف "تنبیہ المغترین" جو اسی موضوع پر لکھی گئی ہے نظر سے گزری تو اسکے اکثر مضامین کو گویا اپنے دل کا ترجمان پایا اور قلب میں شدید تقاضا پیدا ہوا کہ اگر اس کتاب کے مضامین منتخب کر کے طبع کرا دیئے جائیں تو امت کے لئے بیحد نافع و مفید ثابت ہوں گے۔

اسمیں شک نہیں کہ یہ کتاب اپنے مضامین کے لحاظ سے امت محمدیہ کیلئے ایک مہتم بالشان دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے اور بلاشبہ اس قابل ہے کہ اسکی ایک ایک بات کو حرز جان بنایا جائے۔ خود مصنف علیہ الرحمہ اپنی اس کتاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

> یہ کتاب اگرچہ اپنی ضخامت کے لحاظ سے مختصر ہے، لیکن قدر و منزلت کے اعتبار سے نہایت ارفع اور بہت بلند ہے۔ اس لئے کہ اس میں سلف صالحین صحابہ و تابعین اور علماء عاملین کے ان اخلاق و صفات کا ذکر ہے جن سے

خالق ومخلوق دونوں کے معاملات کی صلاح وابستہ ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ قدیم اردو زبان میں عرصہ ہوا "اخلاق سلف" کے نام سے ایک بار طبع ہوچکا ہے جو اس وقت نایاب ہے۔ حسن اتفاق سے میرے پاس اس کا ایک نسخہ موجود تھا جو تلخیص وترتیب کے وقت سامنے ہے۔ بحمداللہ اس کی مدد سے یہ کام بآسانی انجام کو پہنچا اور میری دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ اب اس کو بھی "اخلاق سلف" کے نام سے طبع کرایا جارہا ہے۔ خدا کرے جلد طبع ہوکر منصۂ شہود پر آئے۔ اللہ تعالیٰ ان مضامین سے عوام وخواص سب کو انتفاع کی توفیق بخشے اور اس خدمت کو قبول فرماکر میرے لئے نجات اخروی کا وسیلہ بنائے اور ہم سب کو اپنے اسلاف کے اخلاق سے متصف ہونے کی اور ان کے ارشادات وتعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد احمد

پھولپور، پرتاپگڑھ

تلخیص خطبۂ مصنفؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العٰلمین واصلی واسلم علی سیدنا محمد وعلی سائر الانبیاء والمرسلین وعلی آلھم وصحبھم اجمعین واقول سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

وبعد ۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد مؤلف کتاب عرض کرتا ہے کہ میں نے اس کتاب کو اپنی دانست میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے عین مطابق تحریر کیا ہے اور طریق باطن میں اس کتاب کی حیثیت بالکل وہی ہے جو امام نوویؒ کی کتاب "المنہاج" کی ہے۔ پس جس طرح علماء ظاہر فقہ ظاہر میں امام نوویؒ کی کتاب مذکور سے فتویٰ دیتے ہیں اسی طرح عرفاء باطن کو اس کتاب کی عمدہ تحریرات کے مطابق فتویٰ دینا چاہیے، کیونکہ میں نے اس کتاب کو سلف صالحین صحابہ وتابعین اور علماء عاملین کے اخلاق سے مشید ومضبوط کیا ہے ۔

اس کتاب کی تالیف کا سب سے بڑا محرک یہ ہوا کہ دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں جبکہ بادشاہ وقت سلیمان بن عثمان کے بعض عمال نے شاہی خزانہ میں کچھ خیانت کرلی تھی، تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت سلطان کی ہمدردی کیلئے اسکی تفتیش میں سرگرم ہے اسکو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ افسوس آج کوئی عالم شرع ایسا نظر نہیں آتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے خیال سے اخلاق محمدیہ کے مٹے ہوئے نشانات کی تفتیش میں اس جماعت کیطرح سرگرم ہو۔ اور مجھے غیرت ایمانی نے اس بات پر مجبور کیا کہ ایک ایسی کتاب مرتب کروں جسمیں اخلاق محمدیہ کے وہ نشانات ظاہر کئے جاویں جو آج علماء ظاہر وباطن کے عہد سلطنت میں مٹ چکے ہیں، چنانچہ اسی داعیہ کے تحت میں نے اس کتاب کو مرتب کیا اور بفضلہ تعالےٰ یہ کتاب اس زمانہ کے تمام علماء وصوفیاء کیلئے یکساں مفید ہے، کوئی اسکے مطالعہ سے مستغنی نہیں جیسا کہ انشاء اللہ اسکے مطالعہ سے خود تمکو بخوبی واضح ہو جائیگا ۔ اللہ تعالےٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اس کتاب میں کوئی خلل دیکھے تو اسکو نیکی پر میری مدد کرنے کی غرض سے درست کردے کیونکہ یہ کتاب کسی کتاب سے منقول نہیں بلکہ کتاب وسنت

اور اقوال ائمہ سے مستنبط ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تو فرماتے کہ یہ عمر کی رائے ہے، اگر ٹھیک ہے تو خدائے تعالےٰ کیطرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو عمر کی طرف سے سمجھو اسیطرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو فتویٰ دیکر فرمایا کرتے کہ یہ ہمارے علم کا انتہائی نتیجہ ہے۔ اگر کسی کو اس سے زیادہ واضح ماخذ معلوم ہوجائے تو وہی درست ہوگا۔ اور اکثر فرمایا کرتے کہ یہ نعمان کا فتویٰ ہے اگر درست ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو نعمان کی طرف سے ہے اور دنیا و آخرت میں اسکا مواخذہ نعمان کی گردن پر ہے بعینہ یہی بات اس کتاب کا مولف اپنے متعلق بھی کہتا ہے۔ نیز یہ کہ مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ یہ کتاب ان صالحین کے مٹے ہوئے اخلاق کو واضح کرنیوالی ہے جو دسویں صدی کے نصف اول تک وفات پا چکے ہیں۔

بحمد اللہ میں نے تقریباً ایک سو مشائخ کی زیارت کی ہے جنمیں سے ہر ایک اس رتبہ کا تھا جسکے وسیلے سے لوگ دعا استسقاء کرتے تھے۔ یہ تمام حضرات زہد و تقویٰ اور قناعت کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اور اپنے ظاہری و باطنی اعضاء کو ممنوعات سے روکنے میں بڑے مستعد تھے اور انمیں سے ہر ایک ایسا تھا کہ انتہائی تنگی کے باوجود حاکموں کے مال کو نہ قبول فرماتے، بلکہ جبتک حلال و طیب مال نہ ملتا پیٹ پر پتھر باندھ کر فاقہ کشی کرتے۔ انمیں سے بعض حضرات تو ایسے تھے جو خشک روٹی کا ٹکڑا کوٹ کر پانی اور نمک میں بھگو کر اسپر قناعت کرتے۔ انہی میں سے شیخ امین الدین عمری اور شیخ محمد مغربی بھی ہیں جو جلال الدین سیوطی کے شیخ ہیں۔ ایکدفعہ انکے پاس سلطان قائتبائی آیا آپ اسوقت خشک روٹی پانی میں تر کرکے کھارہے تھے اس نے آپکی خدمت میں ایک ہزار دینار پیش کیا تو یہ فرماکر اسے لوٹا دیا کہ مجھے اسکی ضرورت نہیں اور اسکو یہ شعر سنایا جسکا ترجمہ یہ ہے:۔

تو ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پانی پر قناعت کر اور معمولی کپڑا پہن اور اپنی عقل سے کہدے کہ بہت سے بادشاہ دنیا سے کوچ کرچکے۔ بادشاہ کو یہ سنکر نہایت عبرت ہوئی اور اسپر گریہ طاری ہوگیا پھر اپنے دینار اٹھالئے۔

پس ان اصلی مشائخ کے حال کو ہمارے زمانہ کے مشائخ کہاں پاسکتے ہیں جو مصر و حجاز اور شام سے سفر کرکے روم و عراق میں آتے ہیں اور بادشاہوں سے وظائف اور مناصب کے طالب ہوتے ہیں جبکہ انکو اپنے وطن میں بھی بقدر کفایت مل ہی جاتا۔ انکو تو یہی چاہئے تھا کہ اگر بادشاہ اپنی طرف سے کچھ دینا بھی چاہتے تو انکار کردیتے

جیسا کہ انکے اسلاف کا مسلک تھا بلکہ ہم نے تو سلف کے مریدوں کو بھی اپنے شہر سے دنیا کی طلب میں سفر کرتے نہیں دیکھا مشائخ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ کیونکہ طریقت میں مرید کا پہلا قدم یہ ہے کہ اپنے جملہ مال و متاع کو اپنے قبضہ سے نکالکر ناامیدی کے دریا میں پھینک دے۔ اور قوم صوفیا کے نزدیک صوفی کی حقیقت بس یہ ہے کہ وہ ایسا عالم ہے جو اپنے علم پر اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہو۔

چنانچہ میری یہ کتاب ایک ایسی میزان ہے جو محقق و مدعی، اور مفید و مضر، اور صالح و فاسق اور مخلص و غیر مخلص میں فرق کرنے والی ہے۔ پس اے میرے بھائی! جن لوگوں کی تو صحبت اختیار کرنا چاہتا ہے انکے پاس جاکر دیکھ، اگر وہ اُن اخلاق و اوصاف حمیدہ سے متصف ہوں جو اس کتاب میں درج ہیں تو انکے پاس بیٹھ اور انکی پیروی کر اور انکے قدم چوم لے۔ اور اگر وہ ان اخلاق سے متصف نہوں تو انکی صحبت سے پرہیز کر۔ لیکن انہیں حقیر مت سمجھ اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر۔

میں اللہ تعالٰے سے دعا کرتا ہوں کہ اس تصنیف سے مصنف، کاتب، سامع اور قاری سب کو پورا پورا فائدہ پہنچائے۔ بیشک اللہ ہی دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اور میں نے اس کتاب کا نام تنبیہ المغترین ا واخر القرن العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفھم الطاھر رکھا ہے۔ اللہ اس کو خاص اپنی رضا کیلئے بنا دے۔

میں محمدی اور سنی ہوں اور میں نے علوم دین میں تبحر حاصل کرنے کے بعد تالیفات کی ہیں نیز میں نے انکے اصول کا خلاصہ شیخ زکریا انصاری، شیخ برہان الدین بن ابی شریف شیخ عبدالحق سنباطی اور شیخ نورالدین محلی جیسے مشائخ اسلام پر پیش کرنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ اب مقصود کتاب شروع کرتا ہوں۔ اور اللہ ہی سے توفیق و مدد چاہتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَخلاقِ سلف

۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ کتاب اور سنت کو ہمہ وقت اس طرح لازم پکڑے رہتے جیسے جسم کے ساتھ اس کا سایہ لازم ہوتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی جب تک علوم شرعیہ میں متبحر نہ ہو جاتا، مسند ارشاد پر نہ بیٹھتا۔ سید الطائفہ حضرت ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

ہماری کتاب یعنی قرآن مجید تمام کتابوں کی سردار اور جامع ترین کتاب ہے، پس جس نے نہ قرآن پاک کو پڑھا اور نہ حدیث رسولؐ کو یاد کیا اور نہ ہی ان دونوں کے معانی کو سمجھا، اس کی اقتدار، ہرگز جائز نہیں۔ نیز آپ اپنے دوستوں سے فرماتے، کہ اگر کسی آدمی کو دیکھو کہ ہوا میں چار زانو بیٹھا ہے، تب بھی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی سے متعلق اس کا عمل نہ دیکھ لو، اس کی پیروی ہرگز نہ کرو۔ جب دیکھ لو کہ اوامر کا امتثال کرنے والا اور مناہی سے اجتناب کرنے والا ہے تو اس پر اعتقاد جماؤ اور اس کی پیروی کرو۔ اور اگر اسے دیکھو کہ اوامر کے امتثال میں کوتاہی کرتا ہے اور منہیات سے پرہیز نہیں کرتا تو اس سے اجتناب کرو۔

میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا وصف ہے جو آجکل فقراء میں بالکل مفقود ہے بعض تو ان میں ایسے ہیں جو اس راستہ میں ایک قدم بھی نہیں چلے، صرف

چند باتیں فنا و بقا کے متعلق ادھر اُدھر سے ملا کر یاد کر لی ہیں اور چند شطحیات جنکی تائید نہ قرآن سے ہوتی ہے نہ حدیث سے، تکیہ کلام بنا رکھی ہیں۔ پھر صوفیانہ لباس پہن کر لوگوں کو دھوکہ دیتے پھرتے ہیں۔

چنانچہ اسی قسم کا ایک شخص میرے پاس آیا اور بغیر علم کے اور بلا مذاق تصوف کے میرے سامنے مقام فنا و بقا میں گفتگو کرنے لگا۔ اس کے ساتھ معتقدین کا ایک گروہ بھی تھا، وہ مع اپنی جماعت کے کئی دن میرے پاس رہا۔ آخر کار ایک دن میں نے اس سے دریافت کیا کہ نماز اور وضو کے فرائض کیا ہیں، تو مجھ سے کہنے لگا کہ میں کچھ پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ میں نے کہا بھائی، ظاہری عبادات کو کتاب و سنت کے مطابق درست کرنا اجماعاً واجب ہے، جو شخص واجب و مستحب اور حرام و مکروہ میں فرق نہیں کرتا وہ جاہل ہے۔ ایسے شخص کی اقتدار ظاہری اور باطنی طریق میں کسی طرح بھی جائز نہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ پھر اسی دن مجھ سے علیٰحدہ ہو گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس سے اور اس کی وجہ سے جو ضیق تھی اس سے نجات دیدی۔

میں کہتا ہوں وہ شخص کاذب اور مفتری ہے جو کہتا ہے کہ طریق تصوف کو قرآن و حدیث نے بیان نہیں کیا، اس کا یہ قول اس کی جہالت پر صاف دلیل ہے کیونکہ اہل تصوف کے نزدیک صوفی کی حقیقت سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ ایک ایسا عالم ہے جو اپنے علم پر اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہو، اور حضرات صوفیاء اپنے مریدین کو جو مجاہدات بتلاتے ہیں، اس سے ان کا مقصود یہی ہوتا ہے کہ سلف صالحین کے طریق پر عبادات شرعیہ کو بجالانے کا ان کو ملکہ حاصل ہو جائے بس، اس کے سوا اور کوئی مقصود نہیں۔ لیکن چونکہ

سلف صالحین کے طریق پر عمل کرنے والے نایاب ہوگئے ہیں اور ان کے اوصاف سے بہت کم لوگ متصف ہیں، اس لئے ان کا طریق ہی مٹ گیا جس کی وجہ سے بعض لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ یہ طریق شریعت سے خارج ہے۔ اس کو خوب یاد رکھو۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ ہر فعل اور قول میں اس وقت تک توقف فرماتے ہیں جب تک اسکو کتاب و سنت یا عرف کی ترازو سے تول نہ لیں۔ کیونکہ عرف بھی منجملہ شریعت کے ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے : خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ

ترجمہ : معافی کو شیوہ بنا اور نیکی کا حکم کر۔

پس معلوم ہوا کہ حضرات مشائخ اپنے اقوال و افعال میں محض لوگوں کے عمل پر اکتفاء نہیں کرتے، کیونکہ ممکن ہے کہ یہ قول یا فعل ایسی بدعات میں سے ہو جن کی تائید قرآن و حدیث میں نہیں ملتی۔ حدیث میں آیا ہے :۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَصِيْرَ السُّنَّةُ بِدْعَةً، اِذَا تُرِكَتِ الْبِدْعَةُ يَقُوْلُ النَّاسُ تُرِكَتِ السُّنَّةُ۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک سنت کی جگہ بدعت نہ ہو جائے، یہاں تک کہ اگر بدعت چھوڑی جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ سنت چھوڑی گئی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے لوگ اپنے بڑوں سے بدعتیں لیتے ہیں پس جب بدعت پر عمل کرتے کرتے زمانہ دراز ہو جاتا ہے، تو لوگ یہ گمان کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ بھی ایسی سنت ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

جاری فرمایا ہے۔ سلف ہمیشہ لوگوں کو قرآن و حدیث میں مقید رہنے کی ہدایت فرماتے اور بدعت سے نفرت دلاتے، اور اس معاملہ میں شدت اختیار فرماتے۔

مروی ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ سے کہا میرے لئے ایک ایسا کپڑا بناؤ جو میں قضائے حاجت کے وقت پہنا کروں اور نماز کے وقت اتار دوں، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ مکھیاں نجاست پر بیٹھ کر بدن پر بیٹھتی ہیں صاحبزادے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نماز اور بیت الخلاء کے لئے ایک ہی کپڑا تھا۔ پس امام صاحب اس ارادہ سے رُک گئے۔

اے بھائی! تو اپنے تمام افعال اور اقوال و عقائد میں سنت نبوی کی پیروی کر اور کسی فعل کا ارادہ نہ کر جب تک تجھے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کتاب و سنت کے مطابق ہے۔ سو اس شخص نے جھوٹ کہا اور بہتان باندھا جو یہ کہتا ہے کہ اہل تصوف کا طریقہ بدعت ہے، اس لئے کہ جو شخص شریعت کی مخالفت سے اتنا ڈرتا ہو کہ جب تک کسی عمل کا شریعت کے موافق ہونا سمجھ میں نہ آوے تب تک اس کی طرف رُخ تک نہیں کرتا، بلکہ اس میں توقف کرتا ہو، پس اگر ایسا شخص بھی بدعتی ہو تو پھر سمجھ لو کہ روئے زمین پر کوئی سُنّی باقی نہیں رہا۔

فالحمد للہ رب العلمین

۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:

کہ اپنے اور اپنی اولاد و دیگر دوستوں کے جملہ امور کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیتے ہیں اور ان کی رسد وغیرہ میں بھی اللہ تعالےٰ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں میرے لڑکے عبدالرحمٰن کو تحصیل علم کا بالکل شوق نہ تھا، جس کے باعث

مجھے سخت حیرانی تھی، پس اللہ تعالےٰ نے میرے دلمیں یہ خیال ڈالا کہ اس کی صلاحیت کو اللہ سبحانہ وتعالےٰ کے سپرد کر دوں، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو وہ اسی رات سے خود بخود کتاب کے مطالعہ میں لگ گیا، اور اس کو اسی وقت سے علم کی شیرینی معلوم ہونے لگی اور اس کا فہم ان طلبائے سے جو اس سے کئی سال پہلے کے طالبعلم تھے سبقت لے گیا، اور اللہ پر توکل کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی تکلیف سے نجات دی۔ خداوند تعالےٰ اسے عالم باعمل بنائے

میں نے حضرت علی خواص علیہ الرحمۃ کو کہتے سنا ہے کہ علماء ومشائخ کیلئے اپنی اولاد کے حق میں بارگاہِ خداوندی میں دعا سے بڑھ کر کوئی انتظام نفع بخش نہیں۔ کیونکہ اولاد کی تربیت والد کے ناز اور اگر والدہ موجود ہو تو اس کی محبت میں ہوتی ہے۔ اور لوگوں کا باپ کی وجہ سے اس کی تعظیم کرنا ہی اسے بگاڑنے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے عموماً ان کو فضائل وکمالات حاصل کرنے کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ جس جاہ وعزت کی خاطر مجھے تحصیل علم اور ریاضت ومجاہدہ کی ضرورت تھی وہ تو مجھے والد کی وجہ سے حاصل ہی ہے پھر مجھے اس کے لئے محنت ومشقت کرنا لغو وبیکار ہے۔ برخلاف عوام الناس کی اولاد کے خصوصاً کسانوں کی اولاد کہ ہوش سنبھالتے ہی اس کو حاکم وقت کی زدوکوب اور چپراسیوں کی سختی پر آنا پڑتا ہے جو نہایت تشدد سے معاملہ کرتے ہیں۔ پس ان کو اس اذیت وکلفت سے نکلنے کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان کے دل میں قرآن وحدیث کی تحصیل کا خیال ڈال دیتا ہے۔ اور جس قدر لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اسی قدر وہ علم میں ترقی اور رغبت کرتے ہیں یہاں تک کے

وہ شیخ الاسلام اور شیخ الطریق بن جاتے ہیں۔

شیخ احمد زاہد ہر چلے اپنے بیٹے کو خلوت میں رکھتے، مگر جب چلہ کے ختم ہونے تک اس پر کچھ انوار نہ کھلتے تو فرماتے، اے بیٹا! اگر کچھ میرے اختیار میں ہوتا تو تصوف میں کسی کو تجھ پر مقدم نہ کرتا۔ (مگر تمھاری عدم صلاحیت کی بنا پر مجبوری ہے اور یہ خواہش پوری ہوتی نظر نہیں آتی)۔

میں کہتا ہوں، بعض علماء اور صالحین کی اولاد کے حق میں اس قاعدہ کے خلاف ظہور میں آیا ہے۔ شیخ تقی الدین سبکی اور شیخ سراج الدین بلقینی کی اولاد نہایت با کمال ہوئی ہے، جن کو ہم نے طبقات صوفیاء اور علماء میں ذکر کیا ہے جس کا نام "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" ہے، اللہ تعالیٰ ان جیسے بہتوں کو پیدا کرے اور ان کی برکات سے سب کو مستفیض کرے۔

فالحمد للہ ربّ العٰلمین

۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ یہ حضرات اپنے علم وعمل میں کامل خلوص رکھتے تھے اور ریا کی آمیزش سے بہت ڈرتے تھے۔ اے دوست! اس مقام پر ہم اس کی بخوبی تشریح کرتے ہیں، کیونکہ لوگوں کو اس کی سخت ضرورت ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا، اس میں ایسی چیزیں پیدا کیں جو نہ آنکھوں نے دیکھی اور نہ کانوں نے سنی اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ تو جنت عدن کو بولنے کا حکم فرمایا، اس نے کلام کیا اور تین بار کہا کہ "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ" مومن فلاح پا گئے۔ پھر کہا، میں بخیل اور

ریاکار پر حرام ہوں ۔ وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں، جو آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے اللہ تعالےٰ اس کے دل کو اندھا کر دیتا ہے اور اس کا نام دوزخیوں کے دفتر میں لکھ دیتا ہے ۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، جو عالم اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ یقیناً ولی اللہ ہے ۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے کہا، اے بیٹا! جب تک علم پر عمل کرنے کی نیت نہ کرے پڑھنا شروع نہ کر، اس لئے کہ وہ علم تیرے لئے آخرت میں وبال ہوگا ۔ ایک دفعہ یونس بن عبیدؒ سے کہا گیا کہ آپ نے حسن بصریؒ جیسا عمل کرنے والا کوئی شخص دیکھا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا، بخدا میں نے کسی کو اس شخص جیسی باتیں کرتے ہوئے تو دیکھا نہیں، تو پھر ان کے جیسا عمل کرنے والا کیا دیکھتا، سنو! ان کا وعظ دلوں کو رُلاتا تھا جبکہ دوسرے لوگوں کا وعظ آنکھوں کو بھی نہیں رُلایا تا ۔ یحییٰ بن معاذؒ سے کسی نے پوچھا، آدمی مخلص کب ہوتا ہے؟ انھوں نے فرمایا، جب اس کی حالت شیر خوار بچہ جیسی ہو جائے کہ تعریف اور مذمت میں کچھ فرق نہ کرے ۔

ابو عبداللہ انطاکیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اعمال میں خلوص پیدا کرنا چاہے اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کا بھی دل میں خیال رکھے، (یعنی ریا و سمعہ کا) تو وہ شخص محال امر کا طالب ہے ۔ اس لئے کہ اخلاص ایسا پانی ہے جس سے دل کو زندگی حاصل ہوتی ہے اور ریا اس کے لئے موت ہے (تو پھر ان دونوں کا اجتماع کیسے ممکن ہے) ۔ ابن سباطؒ فرماتے ہیں، میں نے جب بھی اپنا محاسبہ کیا تو معلوم ہوا کہ میں محض ریاکار ہوں ۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں جس نے محفل میں اپنے آپ کو بُرا کہا اس نے اپنی تعریف کی، اور یہ

ریا کی علامت ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں، ایک آدمی خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور اہل خراسان کو دکھلاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا، یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا، وہ دل سے یہ پسند کرتا ہے کہ خراسان والے کہیں "فلاں شخص مکہ میں سعی اور طواف کے لئے مجاور ہو رہا ہے۔ اُسے یہ عمل مبارک ہو۔"

ابراہیم ادہمؒ فرماتے ہیں، جس کی یہ خواہش ہو کہ لوگ اسے اچھائی سے یاد کریں، وہ نہ متقی ہے اور نہ مخلص۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں، نیک نیت اکثر کیا کرو کیونکہ ریا نیت میں داخل نہیں ہوتی۔ نعیم بن حمادؒ فرماتے ہیں پیٹھ پر کوڑوں کی مار کھانا ہم پر آسان ہے لیکن نیت صالحہ مشکل ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں، لوگ اعمال کے بدلہ جنت اور دوزخ میں داخل ہوں گے اور نیت کی وجہ سے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ابو داؤد طیالسیؒ فرماتے ہیں کہ عالم جب کوئی کتاب لکھے تو اسے مناسب ہے کہ نصرت اسلام کی نیت کرے، تالیف کی عمدگی پر اپنے ہمعصروں سے تعریف کی نیت ہرگز نہ کرے۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں، ابراہیم تیمیؒ غلاموں جیسے کپڑے پہنا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے دوستوں کے سوا کوئی انھیں عالم نہیں سمجھ سکتا تھا، وہ فرمایا کرتے کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو بُرائیوں کی طرح مخفی رکھے۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ایسے عالم بہت کم ہیں کہ جن کا حلقۂ درس بڑا ہو اور وہ عجب سے محفوظ ہوں

جب سفیان ثوریؒ نے حدیث پڑھانا چھوڑ دیا تو لوگوں نے آپ سے اس کے متعلق عرض کیا، آپ نے فرمایا، بخدا اگر مجھے معلوم ہو کہ تم میں کوئی اللہ کے لئے علم حاصل کرتا ہے تو میں اس کے گھر جاؤں اور اسے اپنے پاس آنے کی

تکلیف نہ دوں۔ مطلب یہ کہ اللہ کے لئے علم حاصل کرنے والے نایاب ہو گئے ہیں۔
حاتم اصم رح فرماتے ہیں، مسجد میں پڑھانے کو وہی بیٹھتا ہے جو دنیا کو اکٹھا کرنا چاہتا ہے اور اپنے فرائض سے ناواقف ہے۔ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رح سے راسخ فی العلم کے متعلق سوال کیا کہ وہ کون ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ وہ عالم باعمل ہے، علم سے بڑھ کر معزز کوئی چیز نہیں۔ علماء بادشاہوں پر بھی حکم رانی کرتے ہیں۔ حسن بصری رح فرماتے ہیں، اہل علم زمانہ کے چراغ ہیں اور ہر عالم اپنے زمانے کی روشنی ہے کہ اس کے علم سے اس کے اقران روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اگر عالم نہ ہوتے تو لوگ کوڑے کرکٹ کی طرح ہوتے۔

حدیث شریف میں آیا ہے، سیاتی علی الناس زمان یکون عبادھم جُھالا وعلماء ھم فساقا، عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں عابدین تو جاہل ہوں گے اور علماء کے اندر فسق آجائے گا۔

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت پر سب سے زیادہ اس عالم سے خائف ہوں جو زبان کا عالم ہو، مگر دل کا جاہل۔

سفیان ثوری رح فرماتے ہیں، علم عمل کو بلاتا ہے، اگر آگیا تو بہتر ورنہ خود چل دیتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رح فرماتے ہیں کہ آدمی اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک اسے یہ خیال ہو کہ شہر میں اس سے بھی زیادہ علم والے موجود ہیں۔ اور جب یہ خیال ہو کہ سب سے بڑا میں ہی ہوں تو وہ جاہل ہے۔

یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں، عالم جب دنیا کا طالب ہو جاتا ہے تو اس کا رعب جاتا رہتا ہے۔ مالک بن دینار رح فرماتے ہیں، میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو عالم اپنے علم سے دنیا طلب کرے

اس کی ادنیٰ سزا یہ ہے کہ میں اسے اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔

اوزاعی رح فرماتے ہیں کہ جب سے الفاظ میں سجاوٹ اور بناوٹ آئی تو قاری و سامع دونوں سے خشوع جاتا رہا۔ فضیل بن عیاض رح فرماتے ہیں، لوگوں کے واسطے عمل کرنا ریا ہے اور لوگوں کی وجہ سے اس کا چھوڑنا شرک ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تم کو ان دونوں سے بچائے۔

میں کہتا ہوں، لوگوں کی وجہ سے عمل ترک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ عمل کرنے کی رغبت ایسے ہی مقام پر ہو جہاں کوئی تعریف کرنے والا ہو اور جہاں کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو وہاں عمل چھوڑ دے اور سستی کرے۔

عکرمہ رض فرماتے ہیں، میں نے اس شخص سے زیادہ بے وقوف اور کوئی نہیں دیکھا جو اپنی برائی جانتا ہو پھر خواہش کرے کہ لوگ اس کے علم اور صلاحیت کی تعریف کریں، یقیناً دیگر مسلمان بھی اس کے اندرونی فساد و برائی پر مطلع ہو جائیں گے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کانٹے والا درخت بوئے اور خواہش کرے کہ اس پر کھجور لگیں۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب کسی نمازی کو گردن جھکائے دیکھتے تو دُرے لگاتے اور فرماتے، تیرا بھلا ہو خشوع تو دل میں ہوتا ہے۔

ابوامامہ رض ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سجدہ میں رو رہا تھا، تو فرمانے لگے، یہ رونا اگر گھر میں ہوتا تو زیادہ بہتر تھا، اس لئے کہ وہاں تجھے اس حال میں کوئی نہ دیکھتا۔ ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہیں، میں ایک پتھر کے پاس سے گزرا اس پر لکھا تھا، تو اپنے علم کے مطابق عمل تو کرتا نہیں تو زیادتیٔ علم کا کیوں کر خواستگار ہے۔ میمون بن مہران رح فرماتے ہیں، بغیر باطنی خوبی کے ظاہر کو

نیک بنانا اس بیت الخلا کی طرح ہے جس کی دیواریں خوب آراستہ ہوں۔ فضیل بن عیاض رح فرماتے ہیں، اگر حصول علم نیک نیت سے ہو تو اس سے بڑھکر کوئی نیکی نہیں، لیکن لوگ عمل کے لئے نہیں پڑھتے بلکہ دنیا کے شکار کے لئے جال بناتے ہیں۔ ایک دن سفیان ثوری رح فضیل بن عیاض رح کے پاس گئے اور کہنے لگے، اے ابوعلی! مجھے کچھ نصیحت کیجئے، فضیل رح نے کہا، اے علمار کے گروہ! میں تمھیں کیا نصیحت کروں، تم علمار چراغ تھے، شہروں میں تمھاری روشنی تھی مگر اب تم خود ہی تاریکی وظلمت بن گئے۔ پہلے تم ستارے تھے کہ لوگ جہالت کی تاریکیوں میں تمھارے ذریعہ رستہ پاتے تھے، مگر اب تم خود ہی حیرانی کا شکار ہو گئے، تم حاکموں کے دروازوں پر جاتے ہو اور ان کے فرشوں پر بیٹھتے ہو، اور ان کے کھانے کھاتے ہو اور تحفے لیتے ہو پھر مسجدوں میں آبیٹھتے ہو اور کہتے ہو کہ فلاں بن فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فلاں فلاں روایت نقل کی ہے۔ مروی ہیکہ سفیان ثوریؒ رونے لگے حتیٰکہ روتے روتے گلا بند ہوگیا پھر اٹھ کر چلے گئے۔

صالح مریؒ فرماتے ہیں جو اخلاص فی العلم کا مدعی ہو اسے مناسب ہے کہ لوگ جب اسے جاہل اور ریاکار کہیں تو اپنا امتحان لے، اگر اس کا دل خوش ہو تو سچا ہے اور اگر وہ تنگ دل ہو تو ریاکار ہے۔ اور فرماتے تھے کہ دنیادار عالم کے پاس بیٹھنے سے بچو ورنہ وہ تمھیں اپنی بناوٹ کلام سے اور بغیر عمل کے علم اور علمار کی تعریف کر کر کے فریب دے گا۔ فضیل بن عیاض رح فرماتے، ریاکار عالم کی علامت یہ ہے کہ ان کا علم تو پہاڑوں کی طرح ہو اور عمل برائے نام ذرہ کے برابر ہو۔ اور فرماتے، اگر عالم علم پر عمل کرے تو اس کی کڑواہٹ معلوم ہو اور پھر کبھی خوش نہ ہو، کیونکہ یہ تمام کا تمام تکلیف ہے جتنا وہ علم میں ترقی کرے

اتنا ہی تکلیف بڑھتی ہے۔ لہذا عالم کو مناسب نہیں کہ علم پر خوشی کرے۔ مگر پلصراط سے گزر جانے کے بعد۔ امام ثوری رح کے پاس جب ان کی لاعلمی میں کوئی حاکم آتا اور آپ مدرسہ اشرفیہ یا جامع بنی امیہ میں پڑھاتے ہوتے تو اس کے آنے سے مکدر ہوتے، اور اگر انھیں معلوم ہو جاتا کہ آج کوئی رئیس ان کی ملاقات کو آتے گا تو اس دن سبق نہ پڑھاتے۔ اس خیال سے کہ آپ کو کوئی بڑے حلقہ میں بیٹھا نہ دیکھ لے اور فرماتے، مخلص کی علامت یہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی خوبی معلوم ہو تو رنجیدہ ہو، کیونکہ نفس کا اس پر خوش ہونا گناہ ہے۔ بسا اوقات ریا اکثر گناہوں سے بدتر ہوتی ہے۔ اور فرماتے کہ علماء کا تقویٰ شہوات کو چھوڑنا ہے، کیونکہ ظاہری گناہ تو عالم اس خیال سے چھوڑتے ہیں کہ ان کی عظمت لوگوں کے دلوں سے جاتی نہ رہے اور فرماتے، میں نے سنا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو غیر اللہ کے لئے علم پڑھیں گے، اور خدا تعالیٰ کی اس میں حکمت یہ ہوگی کہ علم معدوم نہ ہو جائے پھر قیامت میں اس کے وبال میں مبتلا ہوں گے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

میں کہتا ہوں، اس بات کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے؛ ان اللہ لیوید ھذا الدین بالرجل الفاجر۔ اللہ تعالیٰ اس دین کی امداد فاجر شخص سے کراتا ہے۔ واللہ اعلم۔

بکر بن عبداللہ مزنی رح فرماتے ہیں، علم میں ریاکار کی علامت یہ ہے کہ لوگوں کو علم میں ترغیب دے اور اس کے فضائل بتلائے پھر اگر کوئی شخص اسکے معاصرین میں سے کسی عالم کے پاس پڑھنے کے متعلق اس سے مشورہ کرے تو اسے اس ہمعصر عالم کی خدمت میں جا کر پڑھنے کی ذرا بھی ترغیب نہ دے۔ بشر حافی رح فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو کسی کو اس وقت تک نہ پڑھاتے جب تک اس سے

کئی سال تک ریاضت نہ کرا لیتے اور ان کی نیک نیتی ان کو معلوم نہ ہو جاتی۔

عبدالرحمٰن بن قاسم رح فرماتے ہیں، میں نے امام مالکؒ کی بیس سال تک خدمت کی، ان میں سے اٹھارہ سال آداب کی تعلیم میں خرچ ہوئے اور دو سال علم کی تعلیم میں۔ کاش میں اپنے طالبعلمی کی تمام عمر آداب کی تعلیم میں ہی خرچ کرتا۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں، علم بکثرت حکایت کرنے کا نام نہیں، بلکہ علم وہ ہے جو عالم کو مفید ہو اور وہ اس پر عامل ہو۔ امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام مالکؒ نے فرمایا، اے محمد! تم عمل کو آٹا بناؤ اور علم کو نمک۔ یعنی عمل زیادہ کرو

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں، جس نے قرآن مقدس پڑھا، پھر اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہوا، اس نے اللہ کی آیتوں کو کھیل بنا لیا ہے جب حافظ قرآن اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے تو قرآن مقدس اس کے اندر سے اسے پکارتا ہے بخدا تو نے مجھے اس لئے نہیں یاد کیا تھا۔ میری نصیحت اور تو بیخ کیا ہوئی میرا حرف حرف تجھے پکار پکار کر کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی نہ کر۔

امام شافعی رح فرماتے ہیں، عالم کو مناسب ہے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان مخفی نیک عمل ہوں۔ جو علم یا عمل لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے وہ آخرت میں بہت کم فائدہ دیتا ہے۔ مروی ہے کہ حضرت جنید رح کو مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور آپ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ آپ نے فرمایا، تمام اشارات مٹ گئے اور سب عبارات فنا ہو گئیں ہمیں کوئی چیز کام نہ آئی مگر وہ مختصر چند رکعتیں جن کو ہم پچھلی رات میں پڑھا کرتے تھے مروی ہے کہ کسی نے ابا سہل صعلوکی رح کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا، اپنے علم کی سناؤ کیا رہا؟ انھوں نے جواب دیا، تمام دقائق علمی تو ہوا کے

ذروں کی طرح اُڑ گئے، صرف وہ مسائل کام آئے جو عام لوگوں نے ہم سے پوچھے تھے۔ اے دوست! اپنے علم اور عمل میں غور کر، پس اگر اس میں ریا و سمعہ کا دخل معلوم ہو جس سے علماء عاملین و مخلصین منع کرتے ہیں تو پھر تم اپنے اوپر گریہ و زاری کرو۔ والحمد للہ رب العلمین :

۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ ان کا جو دوست امراء سے اختلاط کرے اور بلا ضرورت شرعیہ و بلا مصلحت دینیہ مثلاً امر بالمعروف وغیرہ، ان کے پاس آنے جانے لگے تو اس سے ملاقات چھوڑ دیتے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام ہبہب ہے جس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ظالموں کے لئے اور ان مداہن عالموں کیلئے منتخب کیا ہے جو ظالم حاکموں کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں۔

ایک حاکم بصرہ نے مالک بن دینار رح سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کس بات نے آپ کو ہمارے سامنے درشتی اور سخت کلامی کی جرأت دی اور کس وجہ سے ہم کو آپ کے مقابلہ کی طاقت نہیں، اس کا باعث آپ کا ہم سے بے طمع ہونا اور دنیا کی بے رغبتی ہے۔ محمد بن واسع، قتیبہ بن مسلمؒ کے پاس گئے، اس وقت انھوں نے صوف کا کرتہ پہن رکھا تھا، قتیبہ نے دریافت کیا، تم نے یہ کرتہ کیوں پہنا ہے؟ محمد موصوف خاموش ہو گئے۔ قتیبہ بولے، تعجب ہے میں تم سے ہمکلام ہوں اور تم خاموش ہو۔ محمد بولے، اگر میں یوں کہوں کہ میں نے زہد کی وجہ سے پہنا ہے تو خود اپنی تعریف کروں اور اگر میں مفلسی کا بہانہ بناؤں تو مالک کی شکایت کرنے والا بنوں۔

فضیل بن عیاض رحؒ فرماتے ہیں کہ کسی کو امراء کے پاس آنا جانا اور ان سے میل جول کرنا زیبا نہیں - ہاں امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جیسا امیر ہو تو مضائقہ نہیں، لیکن ہمارے جیسے لوگوں کو تو امراء کے پاس جانا بالکل مناسب نہیں اس لیے کہ ان کو بالمشافہہ نصیحت نہیں کر سکتے اور نہ ان کے ظلم و تعدّی کی بُرائی کر سکتے ہیں، جیسے ریشم کا فرش اور پردہ وغیرہ - لہٰذا ہم جیسوں کو تو اس سے بچنا ہی مناسب ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین

۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ نفاق کو بالکل ترک کر کے عمل کرتے، یہاں تک کہ نیکی میں ان کا ظاہر باطن یکساں ہوتا، ان لوگوں میں سے کسی کا ایسا کوئی عمل نہ ہوتا جس سے وہ آخرت میں ذلیل ہوں - ابو العباس خضر علیہ السلام جب عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ شریف میں ملے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا، اے عمر! اس بات سے بچنا رہ کہ ظاہر میں تو ولی اللہ معلوم ہو اور باطن میں اللہ جل جلالہ کا دشمن ہو - کیونکہ جس کا ظاہر باطن یکساں نہیں وہ منافق ہے اور منافق لوگ آگ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے - یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھی تر ہو گئی -

حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حیلہ گر ہوں گے یعنی آخرت کے عمل سے دنیا کمائیں گے - لباس تو ان کا بھیڑوں کی کھال سے ہوگا اور ان کی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہوگی اور دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے -

عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں، حسن بصریؒ کو جو مرتبہ حاصل ہوا ہے وہ اس لئے ملا ہے کہ جو لوگوں کو کہتے تھے سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتے تھے، اور جس بات سے ان کو روکتے تھے سب سے بڑھ کر اس سے دور بھاگتے تھے۔ کہتے ہیں ہم نے حسن بصریؒ سے بڑھ کر کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔

معاویہ بن قرہؒ فرماتے ہیں، دل کا رونا آنکھوں کے رونے سے زیادہ بہتر ہے۔ یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں، دل مثل ہانڈی کے ہے اور زبان مثل چمچہ کے، پس تم اپنے افعال سے بھی اسی طرح خدا تعالےٰ کے بندے بنو جیسا تم اپنے اقوال سے۔

مروان بن محمدؒ فرماتے ہیں، میرے سامنے کسی آدمی کی تعریف نہیں ہوتی مگر میں اسے تعریف سے کمتر پاتا ہوں۔ مگر وکیعؒ کو میں نے ان کی تعریف سے بڑھ کر پایا ہے۔ عقبہ بن عامرؒ فرماتے ہیں، جب انسان کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ سچ مچ میرا سچا بندہ ہے ابو عبداللہ انطاکیؒ فرماتے ہیں تمام عملوں میں افضل عمل پوشیدہ گناہ کا ترک ہے کسی نے آپ سے پوچھا یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا اگر وہ پوشیدہ گناہوں کو چھوڑیگا تو ظاہرہ گناہ کو بطریق اولیٰ ترک کرے گا۔ نیز جس شخص کا باطن ظاہر سے افضل ہے یہ اس کی بزرگی ہے اور جس کا ظاہر باطن یکساں ہے یہ برابر سرابر ہے۔ اور جس کا ظاہر باطن سے اچھا ہے وہ ظالم ہے۔

یوسف بن اسباطؒ فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے کسی نبی کی طرف وحی فرمائی اپنی قوم کو سنادو کہ اپنے عمل میرے پاس پوشیدہ بھیجیں میں انھیں ظاہر کروں گا ابو عبدالرحمن زاہد رحمۃ اللہ علیہ اپنی مناجات میں فرمایا کرتے، افسوس، میں نے لوگوں کے ساتھ امانت کا برتاؤ کیا اور اپنے پروردگار کے ساتھ خیانت کی، کاش

میرا طریقہ، عمل برعکس ہوتا۔ پھر توبہ روتے۔ زبیر بن عوام رضؓ فرماتے ہیں اپنی نیکیوں کے لئے پوشیدہ جگہ بناؤ جیسے برائیوں کے لئے بناتے ہو۔ ابو مسلم خولانی رحؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ میں نے تیس سال کے عرصہ میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے شرم آئے مگر اپنی زوجہ سے ہمبستری۔

ابو امامہ رضؓ اس شخص کو معیوب خیال کرتے جو لوگوں کی موجودگی میں مسجد میں روئے بلال بن سعد رحؒ فرماتے، جب کوئی پیر جھوٹ موٹ زہد کا مدعی ہو تو شیطان اس کے چاروں طرف ناچتا پھرتا ہے اور اس پر ہنستا ہے اور اس سے تمسخر کرتا ہے۔

مالک بن دینار رحؒ فرماتے ہیں، اگر تم کو میرے وہ کرتوت معلوم ہو جائیں جو تم سے علیحدہ دروازہ بند کر کے کرتا ہوں تو تم میں سے کوئی میرے پاس بیٹھنا بھی پسند نہ کرے میں کہتا ہوں، یہ کسر نفسی اور نفس کو متہم کرنا ہے۔ سفیان ثوری رحؒ فرماتے ہیں، اس زمانہ کے قاریوں پر ریا غالب ہے، لوگوں پر اپنی عبادت ظاہر کرتے ہیں اور ان کے باطن کینہ، حسد، بغض سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر تم کو کسی مولوی سے کام ہو تو اس کے پاس کسی مولوی کی سفارش نہ لے جاؤ، ورنہ سخت دل ہو جائے گا، ہاں اس کے پاس کسی امیر کی سفارش لے جاؤ، تمھاری ضرورت بہت جلد پوری کر دیگا اس خصلت کے متعلق اس کتاب کے دیگر مقامات میں مفصل بحث آئے گی۔

اے دوست! تو اپنے ظاہر و باطن کی چھان بین کر، کہ یکساں ہے یا نہیں اور استغفار کر کیونکہ جو باطن کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتا ہے وہ منافق ہے، قیامت میں منافقوں کے گروہ میں اٹھے گا۔ اس میں غور کر۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ حکام کے ظلم پر صبر کرتے اور یقین کرتے کہ جس سزا کے ہم اپنے گناہوں کے سبب مستحق ہیں یہ اس سے کم ہی ہے۔ صالح المری رح فرماتے ہیں، جب لوگوں کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو تو جس طرح کی بھی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں اس سے تعجب نہ کریں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی ظالم بادشاہ کے ساتھ مبتلا ہو جاؤ جس کے سبب تمھارے دین میں رخنہ پڑ جائے تو تم اپنے اور بادشاہ کے لئے کثرت سے استغفار کر کے اس رخنہ میں پیوند لگاؤ۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے، بادشاہوں کا دل میرے ہاتھ میں ہے جو شخص میری طاعت کرے گا اس پر بادشاہ کو رحمت بناؤں گا، اور جو نافرمانی کرے گا اس پر بادشاہ کو سخت کرونگا پس تم بادشاہوں کو گالی نہ دیا کرو۔ اور جو بادشاہ تم پر سب سے بڑھ کر مہربان ہے اس کے سامنے توبہ کرو۔

عبد الملک بن مروان اپنی رعیت سے کہا کرتے تھے، تم لوگ بھی تو انصاف کرو، ہم سے تو تم درخواست کرتے ہو کہ ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت تم میں برتیں اور خود ان کی رعیت کی طرح نہیں بنتے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب میں سے ہر ایک کی دوسرے کے معاملہ میں امداد کرے۔ مروی ہے جب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کے سپرد خلافت ہوئی تو آپ روئے اور اپنی عورتوں اور لونڈیوں کو اختیار دے دیا کہ میرے ذمہ ایک ایسا کام لگا ہے جو مجھے تمھاری خبر گیری سے روکتا ہے۔ میں تمھاری خاطر اتنی فرصت

تک فارغ نہیں ہوں گا جبتک لوگ قیامت کے حساب و کتاب سے فارغ نہ ہو جائیں یہ سن کر آپ کے اہل خانہ روئے یہاں تک کہ ہمسایوں کو خیال ہوا کہ کوئی مر گیا ہے۔

سفیان ثوری رح فرماتے ہیں، ہم نے ایسے عالم دیکھے ہیں جو اپنے گھر ہی میں بیٹھنا پسند کرتے تھے لیکن آجکل کے عالم حاکموں کے وزیر ہیں اور ظالموں کے دربان۔

وہب بن منبہ رح فرماتے ہیں، بادشاہ جب ظلم کا قصد کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالےٰ اس کی سلطنت میں خلل ڈال دیتا ہے، یہاں تک کہ بازاروں، پیداواروں، زراعت باغات وغیرہ میں کمی آجاتی ہے۔ سفیان ثوری رح فرماتے ہیں، جو ظالم سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملے، یا مجلس میں جگہ دے، یا اس کی دی ہوئی چیز لے لے تو اس نے اسلام کا کنڈہ توڑ دیا اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں شمار ہوگا۔ کنڈہ توڑنے سے مراد اس جگہ قواعد سلف کی مخالفت ہے۔ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے گھر میں بیٹھے رہتے اسکی وجہ دریافت کیگئی تو فرمانے لگے، حاکموں کے ظلم اور رعیت کی تباہ کاری اور سنت کے جاتے رہنے کے باعث میں نے یہ بات اختیار کی ہے کیونکہ جو حق کے قائم کرنے میں غلام اور اپنے بیٹے میں فرق کرے وہ ظالم ہے۔

ابو العالیہ ایک دفعہ رشید کے پاس آئے اور ان سے فرمانے لگے، مظلوموں کی دعا سے خائف رہو کیونکہ ان کی دعا رد نہیں ہوتی اگرچہ فاجر و گناہگار ہی ہو۔ اور ایک روایت میں ہے، اگرچہ کافر ہو۔ سو اے بھائی! تو اپنے جی میں تامل کر اور دیکھ کیا تو نے گوشہ نشینی کی حالت میں اپنی رعیت اور پڑوس کا حق ادا کیا یا نہیں، یعنی اپنے اعضاء کو اللہ کی رضامندی میں خرچ کیا اور گناہوں سے روکا، یا اپنی جان اور اعضاء کی حق تلفی کی، کیونکہ ہر صاحب رعیت سے اس کی رعیت کی نسبت سوال ہوگا۔ اے دوست! امراء کے پاس جانے سے بچ اگرچہ تیرا جانا نصیحت کیلئے ہو

کیونکہ نصیحت تجھ سے پوری نہیں ہوگی۔ والحمد للہ رب العلمین ۰

۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ جب محرمات کی پردہ دری ہوتی تو وہ اللہ تعالےٰ کے لئے شریعت مطہرہ کی امداد کی خاطر غیرت کھاتے، لہٰذا وہ کوئی کام نہ کرتے اور نہ کسی شخص سے ملتے جب تک ان کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کرنے یا اس سے ملنے سے اللہ تعالےٰ راضی ہے تو دنیاوی غرض کے لئے نہ کسی سے دوستی کرتے نہ دشمنی۔

چنانچہ حدیث میں آیا ہے (الحبُّ فی اللہ والبغض فی اللہ من اوثق عری الایمان۔ یعنی اللہ کے لئے محبت کرنا اللہ ہی کے لئے دشمنی کرنا ایمان کی مضبوط دستاویزوں میں سے ہے۔ جو شخص ثواب کے لئے جن وانس جتنی عبادات کرے، لیکن وہ حبّ فی اللہ اور بغض فی اللہ کے موجبِ رضائے الٰہی ہونے سے غافل ہو تو وہ طریق تصوف سے خارج ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، جب تیرا کوئی دوست ہو تو اس کی محبت کے بارے میں اس سے نہ پوچھ بلکہ اپنے دل کو دیکھ کیونکہ جو تیرے دل میں ہوگا ویسا ہی اس کے دل میں ہوگا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے، جب کوئی بدعت پیدا کرے اور جو اس کی دوستی کا دعویٰ کرتا ہے پھر اس خیال سے اس سے عداوت نہ رکھے کہ میرا بھائی ہے، تو اس کی محبت اللہ تعالےٰ کے لئے نہیں، کیونکہ اگر اللہ کے لئے ہوتی تو ضرور اس کی نافرمانی پر ناراض ہوتا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے سامنے ایک شخص آئے گا تو اللہ تعالےٰ اس سے کہے گا۔ کیا تو نے میرے لئے کسی سے محبت

کی ہے کہ میں تجھے اس کے طفیل معاف کردوں۔ لہذا تم نیک لوگوں سے محبت کرو
اور ان پر احسان کرو کیونکہ قیامت میں صاحب دولت وہی ہوں گے۔

حسن بصری رح فرماتے ہیں، فاسق کی مخالفت کرنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قرب کا سبب ہے۔ میں کہتا ہوں، اس سے مراد اس کے ساتھ دل سے رنجیدہ ہونا ہے اور ظاہراً مخالفت مناسب نہیں کیونکہ اس کو راہ راست پر لانا چاہیئے، بغض صرف اس کی صفات فسق کے ساتھ خاص ہونا چاہیئے، کیونکہ یہ ہر خدا کی طرف بلانے والے کی گمشدہ مطلوب چیز ہے۔ اس میں غور کرو۔ واللہ اعلم۔

حسن بصری رح فرماتے ہیں، جو دعویٰ کرے کہ وہ کسی بندے سے محض اللہ کے لئے محبت کرتا ہے اور پھر اللہ تعالےٰ کی نافرمانی پر اس سے ناراض نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ محمد بن حنفیہ رح فرماتے ہیں، جو کسی کافر سے اس کی کسی خوبی کے باعث محبت کرے تو اللہ اس کو اجر دیتا ہے۔ ایسے ہی اگر کسی نیک آدمی سے کسی بُرائی کے سبب دشمنی رکھے تو اللہ تعالےٰ اسے بھی اجر دے گا۔ مالک بن دینار رح کے سامنے اگر کتا آبیٹھتا تو اسے نہ دھتکارتے اور فرماتے، بُرے دوست سے یہ اچھا ہے۔ آدمی کیلئے بُرا ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ خود نیک نہو پھر نیک لوگوں کو بُرا کہے۔

احمد بن حرب رح فرماتے ہیں، انسان کے دل کی اصلاح کے لئے نیک لوگوں سے ملنا اور ان کے اعمال کو بغور دیکھنا نہایت مفید ہے اور فاسقین کی دوستی اور ان کے اعمال پر نظر رکھنے سے بڑھ کر اور کوئی چیز مضر نہیں۔ یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں اللہ کا ولی زمین میں خوشبو ہے، جب مرید سونگھتے ہیں اور ان کی خوشبو دلوں تک پہنچتی ہے تو اللہ کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔

اے دوست! اپنی حالت پر غور کر، کیا تو کسی سے محض اللہ کے لئے موافقت

رکھتا ہے اور تجھے کسی سے محض خدا تعالےٰ کیلئے عداوت ہے، یا محض نفسانی آرزو کیلئے ہی دوستی کرتا اور خفا ہوتا ہے، اگر ایسا ہے تو پھر تو اپنے اوپر رو اور دن رات استغفار کر ۔ والحمد للہ رب العلمین ؛

۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ بہت کم ہنستے اور دنیا کی کسی چیز پر خوش نہ ہوتے، بلکہ اللہ کی دی ہوئی کوئی چیز مثلاً مکان، سواری، عورت یا دنیاوی مرتبہ حاصل ہونے پر یہ سوچ کر رنجیدہ ہوتے اور اس بات کا خوف کرتے کہ کہیں ایسا نہو کہ آخرت کی نعمتوں میں سے کچھ حصہ انکو دنیا میں پیشگی مل گیا ہو، جس کی وجہ سے آخرت کا حصہ کم ہو جائے ۔ جو شخص جیل خانہ میں ہو اور اللہ عزوجل کے دیدار سے محجوب ہو وہ کسی چیز سے کیوں کر خوش ہو سکتا ہے ۔ جس طرح کوئی شخص اپنے اہل وعیال سے جدا ہو کر قید خانہ میں محبوس ہو تو اس کو وہاں کی کسی چیز سے مسرت نہیں ہوتی بلکہ وہ مغموم رہتا ہے اسی طرح اہل اللہ اس دنیا کے قید خانہ میں دیدار الٰہی سے رُکے رہنے پر رنج و غم کرتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والذی نفسی بیدہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا ولما تلذذتم بالنساء علی الفروش ولخرجتم الی الصعدات تجأرون الی اللہ عزوجل ۔ یعنی خدا کی قسم اگر تمھیں وہ باتیں معلوم ہوں جو مجھے معلوم ہیں تو تم کم ہنسو اور بہت رووٌ اور بستر پر عورتوں سے لذت حاصل کرنا چھوڑ دو اور باہر میدانوں میں نکل جاوٗ، اللہ عزوجل کے سامنے زاری کرو۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ اس ہنسنے والے پر تعجب ہے جس کے پیچھے دوزخ ہو اور اس خوش ہونے والے پر حیرت ہے جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے حسن بصری رح کو جو شخص دیکھتا اسے خیال گزرتا کہ ابھی کسی مصیبت سے نکلے ہیں کیونکہ اکثر رنج وخوف ان پر طاری رہتا۔ فضیل بن عیاض رح فرماتے ہیں بہت سے ہنسنے والے ہیں کہ ان کا کفن دھوبی کے پاس سے آگیا ہے۔ ابن مرزوق رح فرماتے، جو گناہ سے رنجیدہ ہونے کا مدعی ہو اور پھر اس کے سالن میں شہد اور گھی جمع ہو تو وہ کاذب ہے۔ ثابت بنانی رح فرماتے ہیں، مومن آواز سے اس وقت ہنستا ہے جب موت سے غافل ہو۔ سعید بن عبدالعزیز رح مرنے سے پہلے چالیس سال تک بالکل نہیں ہنسے۔ یہی حالت غروان رقاشی کی تھی۔

انس بن مالک رض فرماتے ہیں، ہر ایک مجلس میں ہنسنے والے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ ایک دن چند نوجوانوں کے پاس سے معاذہ عدویہ رح گزریں، وہ ہنس رہے تھے اور صوف کے کپڑے پہنے ہوئے تھے تو فرمانے لگیں، سبحان اللہ لباس صلحاء کا ہے اور ہنسنا غافلوں جیسا۔ وہب بن وردرح فرماتے ہیں، ہنسنا جس میں اسراف نہیں ہے وہ ہے جس میں دانت نظر آئیں اور آواز نہ آئے، اور لباس جس میں اسراف نہیں وہ ہے جو ستر عورت کے مقدار ہو اور گرمی سردی سے بچائے، کھانا جس میں اسراف نہیں وہ ہے جس میں بھوک ٹھہر جائے اور شکم سیری سے کم ہو۔

عون بن ابی زید رح فرماتے ہیں، میں عطار سلمی رح کی خدمت میں پچاس سال رہا ہوں، لیکن میں نے ان کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا۔ عبدالعزیز بن ابی داؤد رح فرماتے ہیں، جب صحابہ میں مذاح شروع ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللہِ۔ کیا ایمان والوں کے واسطے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے ڈر جائیں۔ صحابہ رضؓ نے اسی وقت سے دل لگی کو ترک کر دیا۔ اس قسم کے بہت سے آثار "کتاب الرقائق" میں منقول ہیں۔

اہل اللہ اور دوسروں کی تمیز قیامت کیلئے تیاری کرتا ہے۔ اے دوست! تو غور کر اور اللہ کی طرف قریب کرنے والے امور سے غفلت اور سہو جو تیری طبیعت میں راسخ ہو گیا ہے اس میں تامل کر اور استغفار کر۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۱۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ جب ایسے امور کو اپنے اوپر آتے دیکھتے جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی ہو تو موت کی آرزو کرتے اور ان امور کو اشارات اور علامات قرآن سے معلوم کرتے۔ مثلاً ناجائز امور کے مقدمات وغیرہ۔ عابس غفاری رحؒ طاعون کے زمانہ میں فرمایا کرتے، کہ اے طاعون! مجھے اُٹھالے، اور بار بار کہتے تو ان کے چچازاد بھائی نے کہا، اے عابس! یہ تم کیسے کہتے ہو، حالانکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن چکے ہو کہ آپ نے فرمایا۔ لایتمنیٰ احدکم الموت فانہ انقطاع لعملہ۔ یعنی تم میں کا کوئی موت کی آرزو نہ کرے، کیونکہ اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔

تو عابس نے جواب دیا، ہاں میں نے سنا ہے مگر میں چھ چیزوں سے ڈرتا ہوں جو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں کہ آپ اپنی امت پر ان چیزوں سے خوف کھاتے تھے امارۃ السفھاء وکثرۃ الشُرط وبیع الحکم وقطیعۃ الرحم والاستخفاف بالدم ونشوءِ یتخذون القراٰن مزامیر

یقدمون احدھم لیس بافصحھم فی الدین ولکن یقدمونہ لیغنیھم بہ غناءا۔ (۱) نالائقوں کا حاکم بننا (۲) پولیس والوں کی کثرت (۳) حکم کا بیچنا (۴) قطع رحم (۵) قتل کو معمولی خیال کرنا (۶) وہ نوخیز لوگ جو قرآن مجید کو راگ بنائیں گے وہ ایسے لوگوں کو امام بنائیں گے جو دین میں زیادہ سمجھ دار نہیں لیکن ان کو آگے کر دیں گے تاکہ وہ ان کو راگ سنائیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، عنقریب لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ اس میں علماء کے نزدیک موت خالص زر سے بھی بہتر ہوگی، یہاں تک کہ آدمی اپنے بھائی کی قبر کے پاس آئے گا اور کہے گا، کاش یہ جگہ میری ہوتی۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے مشائخ دیکھے ہیں جو موت کی تمنا کرتے تھے اور میں ان کی آرزو کو تعجب سے دیکھتا تھا، اور اب میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو موت کے خواستگار نہیں ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، دنیا کی صفائی جاتی رہی اور کدورت رہ گئی، پس آجکل ہر مسلمان کے لئے موت ایک تحفہ ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں، مجھے نزع کے وقت کم تکلیف کا ہونا پسند نہیں ہے کیونکہ یہ آخری مصیبت ہے جس پر مومن کو اجر ملے گا۔ ابو عتبہ خولانیؒ فرماتے ہیں صحابہؓ کی عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو شہد سے زیادہ میٹھی سمجھتے اور دنیا کی تنگی سے نہ ڈرتے تھے۔ بلکہ اللہ کی رزاقی پر پورا یقین رکھتے تھے۔ اور جیسے تم لوگ صحت کو اچھا جانتے ہو اس کی نسبت وہ موت کو زیادہ اچھا سمجھتے۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں، میں نے سہل تستریؒ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو پسند ہے کہ آپ کل مر جائیں، تو انھوں نے جواب دیا، نہیں بلکہ ابھی مرنے کو پسند کرتا ہوں۔ فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں، مصیبت زدوں پر

رحم کھاؤ، کیونکہ ممکن ہے کہ تمھارا جرم ان سے بڑھا ہوا ور تم کو یہی سزا ہو یا اس سے بڑھ کر۔ آپ اکثر قیدیوں کو کھانا اور درہم وغیرہ بھیجا کرتے اور فرماتے وہ مسکین ہیں

سہل بن سعد تستری رح فرماتے ہیں دین اور دنیا کے اعمال سے فراغت سخت مصیبت ہے، مگر اس کو کم لوگ مصیبت خیال کرتے ہیں۔ مسلم بن قتیبہ رح فرماتے ہیں، لوگوں کی تکلیف دہی پر صبر کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو سرداری کو سب سے بڑی مصیبت خیال کرتے تھے اور اب لوگ ایسے ہیں جو خود حکومت کے طالب ہوتے ہیں، وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان کا کوئی دوست حاکم ہوتا تو وہ دعا کرتے کہ اے اللہ! اس کے ذہن سے ہمیں بھلا دے کہ نہ ہم اسے یاد کریں اور نہ وہ ہمیں۔ میں نے شیخ علی خواص رح کو کہتے سنا ہے کہ علم اور عمل میں ریا کرنا آدمی کیلئے سب سے بڑھ کر مصیبت ہے لیکن یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوتی ہے۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور اپنے میں غور کر اور اس مقولہ سے بچ جو بعض اہل اللہ مصیبت کے وقت کہتے ہیں، اے اللہ اگر اس مصیبت میں تیری رضا ہے تو اور سخت کر دے کیونکہ مصیبت برداشت کرنے والے صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ امام شافعی رح مرض بواسیر میں گرفتار تھے، دن رات خون بہتا تھا، آپ حدیث پڑھانے بیٹھتے تو آپ کے نیچے طباق رکھا ہوتا اس میں قطرہ قطرہ خون بہتا رہتا، ایک دن آپ نے فرمایا اے اللہ! اگر تو اس میں راضی ہے تو اسے اور سخت کر دے۔ پس یہ ان کے استاد مسلم بن خالد زنجی نے سن لیا، آپ کو ڈانٹا، اور کہا، اے محمد! یہ نہ کہو بلکہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ سے عافیت مانگو، میں اور تم مصیبت سہارنے کے قابل

نہیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے، اے لوگو! اللہ سے معافی اور عافیت کے خواستگار رہو، کیونکہ اسلام کے بعد مومن کے لئے مغفرت اور عافیت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اس خصلت کے متعلق دوسری جگہ مفصل بحث آئے گی۔ والحمد للہ رب العلمین ؛

۱۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ حالت ابتدائی اور انتہائی میں نہایت خوف کھاتے، ابتدائی حالت میں اپنے گناہ اور عذاب الٰہی کے خیال سے، اور انتہائی حالت میں اللہ تعالےٰ کے جلال اور تعظیم کے خیال سے، ان کے خوف کو ندامت دونوں حالتوں میں لازم تھی۔

حدیث میں آیا ہے، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی صفیہ اور بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو مخاطب کرکے فرمایا یَا صَفِیَّۃُ عَمَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَیَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذَا اَنْفُسَکُمَا مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یعنی اے صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور اے فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! تم دونوں اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ، میں اللہ کے عذاب سے تم کو بچا نہیں سکتا۔

نیز حدیث میں وارد ہے کہ نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ ذہن سے نہیں اترتا اور منصف فنا نہیں ہوتا۔ تو جیسا چاہے کر، جیسا کرے گا بھرے گا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، چار چیزیں ہیں کہ آدمی جب ان میں زیادتی کرتا ہے تو اسے ہلاک کرتی ہیں۔ جماع، شکار، جوا، اور دیگر گناہ۔ ابو تراب نخشبی رح فرماتے ہیں جب انسان ترک معصیت کا مصمم ارادہ کرلے تو اللہ عزوجل کی امداد اسے ہر طرف سے

ملتی ہے۔ دل کے سیاہی کی علامت تین چیزیں ہیں، اول گناہ سے دل نہ گھبرائے دوم اطاعت کی طرف طبیعت مائل نہو، سوم وعظ کا اثر دل میں نہو۔

ابو محمد مروزی رح فرماتے ہیں، ابلیس پانچ خصائل کی وجہ سے بدبخت ہوا۔ اول اس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا، دوم وہ گناہ پر نادم بھی نہوا، سوم نہ اس نے اپنے نفس کو ملامت کی، چہارم اور نہ استغفار کیا نہ توبہ کی، پنجم اللہ سبحانہ وتعالےٰ کی رحمت سے مایوس ہوگیا۔ نیز فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کے برعکس کیا اور پانچ خصائل کے باعث سعید ہوگئے۔ اول انھوں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا، دوم گناہ پر ندامت اٹھائی سوم اپنے نفس کو ملامت کیا، چہارم فی الفور توبہ کی، پنجم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے۔

حاتم اصم رح فرماتے ہیں، جب تم کوئی قصور کرو تو جلد توبہ کرلو، اور لوگوں کے سامنے معذرت پیش نہ کرو، کیونکہ لوگوں کے سامنے معذرت گناہ سے بدتر ہے۔ احمد بن حرب رح فرماتے ہیں، کیا ابھی تک گناہگار کیلئے توبہ کا موقع نہیں آیا حالانکہ گناہ اعمال نامہ میں مرقوم ہے اور کل وہ قبر میں مصیبت زدہ ہوگا اور فرشتے آگ کی طرف لیجاتے ہوں گے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جس کو اللہ نے گناہ کی ذلت سے نکال لیا گویا اسے بغیر مال کے غنی کردیا اور بغیر خاندان کے معزز گردانا اور بغیر آدمی کے اسے مانوس کردیا یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں، دلوں کی صفائی گناہ سے پرہیز کے موافق ہوتی ہے۔

حسن بصری رح فرماتے ہیں، گناہ میں غرق ہونے کی علامت روزہ اور شب بیداری پر دل کا خوش نہ ہونا ہے۔ محمد واسع رح اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے، ہم گناہ میں ڈوب چکے ہیں اگر تم گناہ کی بدبو معلوم کرسکو تو کوئی بھی میرے پاس نہ بیٹھے۔

کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ (ابراہیم نرم دل اور

حلیم تھے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کہا کرتے، آگ میں گرنے سے پہلے بھی گریہ وزاری کرتا ہوں اور جس وقت نالہ مفید نہ ہوگا اس وقت سے پہلے بھی نالہ کناں ہوں۔ حسن بصری رح فرماتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے مجرموں نکو دنیا اور آخرت میں ذلیل کرنے کا عہد کر لیا ہے۔ انسان رات میں کوئی گناہ بھی کرے صبح کو اس کے چہرے پر ذلت ہوتی ہے۔ عوام بن حوشب رح فرماتے ہیں، گناہ کے بعد چار چیزیں ایسی ہیں جو بری ہیں۔ اوّل ترک معصیت کے عزم کے بغیر توبہ کرنا، دوم اللہ سبحانہ وتعالےٰ کے حکم پر مغرور ہونا، سوم گناہ کو بار بار کرنا، چہارم گناہ کے بعد نیک کام کرنے سے گناہ کی معافی پر خوش ہونا حالانکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکی کے باعث گناہ معاف نہیں کرتا۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ فرشتے انسان کے خیال اور ارادے کو کیونکر لکھتے ہیں جو کہ ابھی عمل میں نہیں آئے؟ آپ نے فرمایا کہ کراماً کاتبین غیب نہیں جانتے ولیکن انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی ہے تو وہ جانتے ہیں کہ اس نے نیکی کا قصد کیا ہے اور اگر بُرائی کا قصد کیا ہے تو اس سے بدبو آتی ہے تو جان لیتے ہیں کہ اس نے بُرا قصد کیا۔

میں کہتا ہوں، قصد سے اس جگہ مصمم ارادہ مراد ہے کہ حدیث اور قواعد شرعیہ کے مطابق ہو جاویں، واللہ اعلم۔

بشر حافی رح فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے عمل پہاڑ جیسے تھے مگر پھر بھی وہ لوگ مغرور نہ تھے، اور تم ایسے ہو کہ تمھارے عمل بھی نہیں ہیں مگر پھر بھی تم مغرور ہو۔ اور ہمارے اقوال تو زاہدوں جیسے ہیں اور اعمال منافقوں جیسے۔ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کرو اور دیکھو کہ اس کے انعام برابر آرہے ہیں تو اس سے ڈرو کیونکہ یہ استدراج ہے۔ ہم نے اسلاف کو دیکھا ہے کہ صغائر کو اتنا بڑا

جانتے تھے جتنا تم کبائر کو نہیں جانتے۔ ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالیٰ عید الضحیٰ میں جب قربانی کرتے تو فرماتے، تیری عزت اور جلال کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ تیری خوشنودی اپنے کو ذبح کرلے میں ہے تو میں خود قربان ہو جاؤں۔

مروی ہے کہ کہمش بن حسن رح چالیس سال تک متواتر روتے رہے اس گناہ پر کہ انھوں نے اپنے ہمسایہ کی مٹی سے بلا اجازت ہاتھ صاف کئے تھے، اور فرمایا کرتے جب تم میں سے کسی شخص کا گناہ پرانا ہو جاتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ گناہ صاف ہو گیا، یہ دھوکا ہے،

مروی ہے کہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کو کہہ دو کہ تمھیں کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ میں نے تمھارے گناہ معاف کر دیئے ہیں جو تم نے ندامت بھی چھوڑ دی۔ میری عزت اور جلال کی قسم، میں ہر ایک کو قیامت کے دن گناہ دکھلاؤں گا۔

میں کہتا ہوں، گناہ دکھلانے سے شاید یہ مراد ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے گناہ پر مطلع کرے تاکہ اسے اپنا فضل دکھلائے، اس سے عدم مغفرت لازم نہیں آتی۔ واللہ اعلم

یزید بن حمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے ایک راہب سے کہا، تم نے سیاہ لباس کو سفید کے مقابلہ میں کیوں ترجیح دی؟ اس نے جواب دیا، کیونکہ یہ اہل مصیبت کا نشان ہے، اور ہم گنہگار ہیں، اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔

ایک دفعہ عتبہ غلام ایک مکان کے پاس سے گزرے تو کانپنے لگے اور پسینہ آ گیا لوگوں نے اس کا باعث پوچھا تو آپ نے جواب دیا، یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے چھوٹی عمر میں گناہ کیا تھا۔ مالک بن دینار رح نے بصرہ سے پیدل چل کر حج کیا تو کسی نے آپ سے سوار ہونے کو کہا، آپ فرمانے لگے، کیا بھاگا ہوا نافرمان غلام آقا کے پاس پیدل آنا پسند نہیں کرتا۔ واللہ اگر میں انگاروں پر چل کر آتا تو بھی کم تھا۔ اے دوست! اگر گناہ

دیرینہ ہوجائے تو استغفار سے غافل نہ ہو، گناہ کا تو تجھے یقین ہے لیکن مغفرت کا یقین نہیں، دن رات کثرت سے استغفار کر والحمد للّٰہ رب العلمین =

۱۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ وہ اس بات سے بہت خوف کرتے کہ اپنے نفوس پر یا دوسروں پر ظلم کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ انکو عذاب دے۔ اگرچہ کسی کا خلال یا سُوئی ہی ہو۔ خصوصاً جب کسی کو اپنے نیک اعمال حقیر نظر آتے ہوں تو اسے اس خیال سے کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں جو دشمنوں کو قیامت کے دن دیگا، خوف و قلق اور زیادہ ہوتا، اور ممکن ہے کہ کوئی مظلوم قیامت میں ایسا بخل کرے کہ ایک ظلم کے بدلے خواہ وہ مال کے متعلق ہو یا عزت کے، یا ایک طمانچہ ہی ہو تمام اعمال صالحہ لیکر بھی راضی نہو۔

حدیث میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتدرون من المفلس من اُمتی یوم القیامۃ فقالوا المفلس فینا من لا درھم لہ ولا دینار ولا متاع فقال صلی اللہ علیہ وسلم المفلس من یاتی یوم القیامۃ بصیام وصلوٰۃ وزکوٰۃ وحج ویاتی وقد شتم ھذا واکل مال ھذا وسفك دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت قبل ان یقضی ماعلیہ اخذ من خطایاھم فطرح علیہ ثم قذف فی النار۔

ترجمہ، کیا تمھیں معلوم ہے کہ میری امت میں قیامت کے دن مفلس کون ہوگا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، ہم میں تو مفلس وہ شمار ہوتا ہے جس کے پاس درہم دینار اور مال و دولت نہو، آپ نے فرمایا، قیامت میں مفلس وہ ہوگا جو نماز روزہ لے کر حاضر ہوگا، پھر ایک آدمی آئے گا جسے اس نے گالی دی ہوگی، ایک آئے گا

جس کا اس نے مال کھایا ہوگا اور کوئی ہوگا جس کا خون بہایا ہوگا، دوسرا ہوگا جسے مارا ہوگا پس ہر ایک کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر اس کی نیکیاں ان حقوق کے ادا کرنے سے پہلے ہی ختم ہو گئیں تو مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں گرا دیا جائے گا۔

عبداللہ بن انیس رح فرماتے ہیں، رب العزت قیامت میں پکار کر کہے گا، میں منصف بادشاہ ہوں، کوئی جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں اس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک اہل حقوق کو ان کے حقوق نہ دلا دیئے جائیں۔

وہب بن منبہ رح فرماتے ہیں، بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے تمام گناہوں سے توبہ کی پھر عبادت میں مشغول ہوا، اور ستر سال تک عبادت کرتا رہا کہ نہ دن کو کبھی افطار کرتا اور نہ رات کو بآرام سوتا اور نہ سایہ میں بیٹھتا اور نہ عمدہ کھانا کھاتا، جب مر گیا تو دوستوں نے اسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالٰے نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے جواب دیا، اللہ تعالٰے نے میرا حساب لیا اور میرے سب گناہ معاف کر دیئے مگر ایک خلال کے عوض جس سے میں نے بغیر اس کے مالک کے اذن کے دانتوں میں خلال کیا تھا، چنانچہ اس کے باعث میں اب تک جنت میں جانے سے رکا ہوا ہوں۔

میں کہتا ہوں، اس مضمون کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے اِنَّ اللہَ اَخفی ثلاثا فی ثلاث اخفی رضاہ فی طاعتہ واخفی سخطہ فی معصیتہ واخفی اولیائہ فی عبادہ، یعنی اللہ تعالٰے نے تین چیزیں تین چیزوں میں پوشیدہ رکھی ہیں، اول اپنی رضا کو اپنی طاعت میں، دوم اپنی ناراضگی کو اپنی معصیت میں، سوم اپنے اولیاء کو اپنے بندوں میں۔ بسا اوقات اللہ سبحانہ وتعالٰی کا غصہ صغیرہ گناہ کے باعث بھی ہوتا ہے، مثلاً بلا اذن دانتوں کیلئے خلال لینا، یا ہمسایہ کی مٹی سے بغیر اجازت

ہاتھ صاف کرنا جیسا ابھی مذکور ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

ابو میسرہ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ ایک مردے کو قبر میں ایسی مار پڑی کہ اس کی قبر میں آگ بھڑک اٹھی، مردے نے دریافت کیا مجھے کیوں مارتے ہو، انھوں نے کہا تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا اس نے تیرے پاس فریاد کی تھی لیکن تو نے اسے امداد نہ دی تھی۔ نیز تو نے ایک نماز بے وضو پڑھی، تجھے معلوم تھا کہ تو بے وضو ہے۔

قاضی شریح رح فرماتے ہیں، رشوت سے بچو کیونکہ رشوت دانا کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔ ایک روایت ہے کہ صحیح فیصلہ کی آنکھ کو بند کر دیتی ہے۔ میمون بن مہران رح فرماتے ہیں، اگر کوئی کسی پر ظلم کرے اور اس سے سبکدوشی حاصل کرنے کا موقع ہاتھ سے جاتا رہے تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد مظلوم کے لئے استغفار کرے، انشاء اللہ اس سے بچ جائے گا۔ حذیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ قرب قیامت میں حاکم فاجر ہوں گے اور علماء فاسق اور امین خائن ہو جائیں گے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، خائن کا امین بھی خائن اور عشر لینے والے کا امیر بھی عشر گیر ہے۔ ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں، وصیت میں پہلی دفعہ داخل ہونا غلطی اور دوسری دفعہ یقیناً خیانت ہے۔ کعب احبار رح نے ایک شخص کو جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتے دیکھا تو فرمایا، تو لوگوں پر اس دن بھی ظلم کرنے سے نہیں ڈرتا جس دن قیامت قائم ہوگی اور جس دن تیرے باپ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، جس نے ظالم کی امداد کی یا اسے ایسی بات سکھلائی جس سے وہ مسلمان کا حق مار سکے تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا۔ فضیل بن عیاض رح فرماتے ہیں، مروی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ جب کسی کو

تحفہ دینا چاہتے ہیں تو اس پر ظالم کو مسلط کر دیتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، درحقیقت کوئی کسی پر ظلم یا تعدی نہیں کرتا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ و مَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا ۔ یعنی جو نیک عمل کرے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو برائی کرے وہ اپنے اوپر کرتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تیرا اللہ تعالیٰ سے ایسے ستر گناہ لے کر ملنا جو اللہ ہی کے ہوں بہت آسان ہے اس ایک گناہ سے جو کسی خاص شخص سے تعلق رکھتا ہے۔ اے دوست! اسلاف کے خوف کو بغور دیکھ اور ان کی اقتدار کر کیونکہ تو ہلاکت کے کنارے پر ہے۔ جو ڈرے گا بچے گا۔ والحمد للہ رب العٰلمین:

۱۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جب قیامت کی تکالیف کا ذکر سنتے تو نہایت خوف کھاتے اور جب قرآن مجید سنتے تو مارے خوف کے غشی طاری ہو جاتی۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت اِنَّ لَدَیْنَا اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا،

(ہمارے پاس عذاب اور دوزخ اور گلا پکڑنے والے کھانے اور دیگر قسم کے عذاب موجود ہیں) تلاوت فرمائی تو آپ کے پیچھے حمران بن اعین تھے وہ مردہ ہو کر گر پڑے۔

حسن بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن اذان دے رہے تھے، جب اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پر پہنچے تو غش کھا کر گر پڑے، لوگ ان کو منارہ سے اٹھا کر لائے اور آپ کے بھائی نے اذان کہی اور نماز پڑھی گئی، اس وقت تک وہ بیہوش ہی رہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے حسن مذکور سے بڑھ کر خاشع کوئی

نہیں دیکھا۔ ایک رات صبح تک سورہ عمّ یا ربار پڑھتے رہے اور فجر تک غشی ہوتی رہی اور سورت ختم نہ ہوئی۔ آپ جب ہوش میں آتے تو نیا وضو کرتے۔

حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ایک دن اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ، ترجمہ: جب آفتاب لپیٹا جاوے گا اور جس وقت ستارے بے نور ہو جاویں گے اور جس وقت پہاڑ چلائے جاویں گے اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنی معطل چھوڑی جائے گی اور جس وقت وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے اور جس وقت دریا دہکا دیئے جاویں گے اور جب نفوس ملائے جائیں گے اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کے سبب قتل کی گئی، اور جب اعمال نامے پھیلائے جاویں گے) تک پڑھی تو غشی کھا کر گر پڑے اور دیر تک تڑپتے رہے۔

ربیع بن خیثم رح نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا، وَاِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا۔ (ترجمہ، جب اس کو جہنم دور سے دیکھے گی تو اس کی بھڑک کی آواز اور شور سنیں گے۔) تو غشی کھا کر گر پڑے۔ پھر اٹھا کر گھر پہنچائے گئے اور غشی کی وجہ سے ان کی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء، چار نمازیں قضا ہوئیں۔ مروی ہے کہ آپ اپنے محلہ میں امام تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ قاری عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

ابراہیم علیہ السلام کو جب اپنی خطا یاد آتی تو غشی طاری ہو جاتی اور ان کے دل کی آواز ایک میل کے فاصلہ سے سنائی دیتی تھی۔ کسی نے آپ سے کہا، آپ

اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں پھر اس قدر غم کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، جب میں اپنی خطا کو یاد کرتا ہوں تو دوستی بھول جاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک دن فجر کی نماز میں سورہ یٰسٓ پڑھی اور جب اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ (ترجمہ: وہ ایک کڑک ہوگی کہ تمام ہمارے پاس حاضر ہوں گے) تک پہنچے تو ان کے صاحبزادے علی بیہوش ہو گئے اور صبح تک ہوش میں نہ آئے۔ علی مذکور جب کسی سورت کے پڑھنے کا قصد کرتے تو تمام نہ کر سکتے، اور سورۃ اذا زلزلت الارض اور سورۃ القارعۃ کو پوری سن بھی نہ سکتے۔ راوی کہتا ہے، جب علی مذکور کا انتقال ہوا تو ان کے والد فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ مسکرائے، حالانکہ آپ نہایت غمگین رہا کرتے تھے۔ لوگوں نے اس کا باعث دریافت کیا، آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالےٰ کو اس کی موت مرغوب ہے اس لئے مجھے اللہ کی پسند مرغوب ہے۔ علی مذکور اپنے والد سے درخواست فرمایا کرتے کہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ سے دعا فرما دیں تاکہ میں ایک سورت پوری سُن سکوں، اور پورا قرآن مجید ختم کر لوں۔ اگرچہ عمر میں ایک ہی بار ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ہمارے سلف کا یہ حال تھا کہ جو رات میں تلاوت قرآن مجید کرے اس کے چہرے سے لوگ پہچان لیتے تھے اس کے تغیر رنگ اور زردی چہرہ اور لاغری کی وجہ سے۔ آج کل لوگ ایسے ہو گئے ہیں کہ ایک رات میں سارا قرآن مجید ختم کرتے ہیں لیکن ان کے چہروں سے معلوم نہیں ہوتا۔ گویا انھوں نے صرف اپنی چادر کا بوجھ ہی اٹھایا تھا۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، سلمان فارسی نے ایک قاری سے یہ آیت سنی، اِنَّ جَھَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ (یعنی ان تمام کا وعدہ گاہ

جہنم ہے) تو چلائے اور ہاتھ سر پر رکھ لیا اور تین دن تک حیران و سرگرداں رہے انھیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کہاں جاتے ہیں۔

اے دوست! علمار سلف کے حالات میں غور کر اور دیکھ کہ تجھے بھی قرآن مجید سننے سے کبھی حقیقی یا ریا کے طور پہ غشی ہوئی ہے، یا تیری قساوت قلب کی وجہ سے بالکل نہیں ہوئی۔ سو تو اپنے بچاؤ کی فکر کر اور بھوکا رہنا لازم پکڑ کیونکہ اس سے دل نرم ہوتا ہے۔ والحمد للّٰہ رب العٰلمین :

۱۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ ہر مرض میں ان کے دل اس خوف سے گھبراتے کہ یہ مرض ان کی اجل کا وقت ہو کہ وہ توبہ بھی نہ کر سکیں اور نہ حقوق کی ادائگی ہو سکے، پس وہ نافرمان بن کر دنیا سے کوچ کریں جیسا وہ غلام جس نے اپنے آقا کے حرم میں بدمعاشی کی ہو اور اسے آقا کی غضبناکی کی حالت میں اس کے سامنے پکڑ کر لائیں۔ اور اللہ کیلئے اعلیٰ مثال ہے۔

ایک مرتبہ حسان بن سنان رحمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہوئے، ان کے دوست عیادت کو آئے اور حالت دریافت کرنے لگے۔ انھوں نے کہا، اگر جہنم سے بچ جاؤں تو اچھا ہوں پھر انھوں نے دریافت کیا، آپ کیا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ مرنے سے پہلے ایک لمبی رات مل جاوے جس کو توبہ اور نماز ہی میں تمام کروں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک ہمسایہ کے گھر گیا جو مرض موت میں مبتلا تھا اور گناہگار آدمی تھا، تو میں نے اس سے کہا کیا تو خداوند تعالیٰ سے عہد نہیں کرتا کہ تو کبھی بھی گناہ نہیں کرے گا، ممکن ہے کہ تو اسی عہد پر مر جائے۔ مالکؒ کہتے ہیں میں نے گھر کے اندر سے ایک آواز سنی کہ اگر اس کا عہد تیرے اقرار جیسا ہو جو تو ہمارے

ساتھ کرتا ہے اور پھر توڑ دیتا ہے، تو بے فائدہ ہے۔ بلکہ اس سے اور غصہ بڑھتا ہے پس مالکؒ غش کھا کر گر پڑے۔ مغیرہ خرازؒ کے پاس ان کے مرض موت میں لوگ گئے اور ان سے حال دریافت کیا، انھوں نے جواب دیا، گناہ سے لدا پڑا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کسی چیز کی خواہش ہے، انھوں نے جواب دیا، ہاں اللہ تعالےٰ موت سے پہلے توبہ کی توفیق دے اور احسان کرے۔

جب وہب بن وردرحمہ اللہ تعالےٰ بیمار ہوئے تو ان کے پاس شریف مکہ ایک نصرانی طبیب لے کے گئے۔ طبیب نے دریافت کیا کیا تکلیف ہے، آپ نے فرمایا معاذ اللہ میں تجھے کبھی اپنی تکلیف نہیں بتلاؤں گا۔ لوگوں نے عرض کیا، آپ ہمیں بتلا دیں ہم اسے بتلا دیں گے۔ آپ نے فرمایا، مجھ سے دور ہو جاؤ۔ سبحان اللہ یہ کیسی عقلوں کے مالک ہیں کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی شکایت اس کے دشمن کے پاس کرنے کو کہتے ہیں۔

جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ بیمار ہوئے تو لوگ ان کے واسطے حکیم لائے۔ حکیم نے ان کو دیکھا اور کہا کہ ان کا جگر خوف الٰہی کے سبب شق ہو گیا ہے۔ میں ان کا علاج نہیں کر سکتا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اکابر کے سوا بہت کم مریض ان چار خصلتوں سے بچ سکتے ہیں۔ طمع، جھوٹ، شکایت، ریا۔ شداد بن حکیم رحمہ اللہ تعالےٰ جب بیمار ہوتے تو مرض کے شکرانہ میں سو درہم صدقہ کرتے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوتے تو حکیم کے مشورہ کے مطابق عمل نہ کرتے۔ لوگوں نے ایک دفعہ آپ سے کہا آپ حکیم کیوں نہیں بلاتے؟ تو فرمانے لگے، بخدا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تندرستی میرے کان پہ ہاتھ لگانے میں ہے تو میں کان کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔ (یہ مقام رضا ہے۔)

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ کسی بخیل کو بیماری میں خیرات کرتے دیکھتے تو فرماتے

اللہ! اسے ہمیشہ بیمار رکھے کیونکہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور فقراء کیلئے مفید ہے محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے مرض موت میں ان کی حالت دریافت کی، آپ نے فرمایا، میں مصیبت میں ہوں، اگر بھوکا ہوتا ہوں تو سیر نہیں ہوتا، اگر پیاس لگتی ہے تو بجھتی نہیں اور لیٹا رہتا ہوں مگر نیند نہیں آتی۔ حالانکہ وہ اپنے مرض میں بہت کم شکایت کرتے تھے لیکن یہ مرض ان پر بھاری ہوا، اس کے جھیلنے کی طاقت نہ پائی، اس لئے دوستوں سے حال کہتے تاکہ دعا کریں۔

جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو آپ نے تھوڑا سا دودھ منگوا کر پیا، وہ آپ کے زخم سے باہر نکل آیا تو آپ نے اللہ اکبر کہا۔ لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا، بخدا مجھے دنیا سے جیسا میں خالی ہاتھ آیا تھا ایسا ہی خالی جانا پسند ہے۔ اگر آج تمام چیزیں جن پر سورج نکلتا اور غروب ہوتا ہے میری ہوتیں تو بھی میں خوف سے صدقہ کر دیتا۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وقت موت قریب آیا تو رونے لگے اور فرمانے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت کی تھی کہ لیکن بلغۃ احدکم من الدنیا کزاد الراکب یعنی تم میں سے ہر ایک کی پونجی دنیا میں سوار کے توشہ کے برابر ہونا چاہیے۔ لیکن افسوس میں نے اتنا مال جمع کر لیا ہے، اور اپنے اسباب کی طرف اشارہ کیا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو اسباب کی قیمت پندرہ درہم لگائی گئی۔

جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات قریب آئی تو فرمانے لگے اے اللہ میں نے گناہ کئے ہیں اگر معاف کر دے تو مجھ پر احسان ہے اور اگر عذاب دے تو عدل ہے لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پھر ان کا انتقال ہوا۔ عامر بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کا وقت آیا تو روئے اور فرمانے لگے، میں موت سے نہیں ڈرتا اور نہ مجھے دنیا پر حرص ہے بلکہ میں اللہ کی طاعت

میں کمی پر اور سرد یوں کی راتوں میں قیام نہ کرنے پر ڈرتا ہوں۔

عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس شیطان آخیر وقت میں آیا اور کہنے لگا، اے احمد تو دنیا سے اس حال میں چلا کہ مجھ سے مامون ہے۔ آپ نے فرمایا میں ابھی تیری عداوت سے مامون نہیں ہوں۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وقت وفات آیا تو فرمانے لگے کہ اے موت جلد آجا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتے ہوتے کے پاس گئے، وہ الحمد للہ کہتا تھا، تو انھوں نے کہا بھائی تم نے اچھا کلمہ کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کی قضا کرتا ہے تو بندہ سے اپنی تعریف سننا پسند کرتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ ایک لڑکے کے پاس گئے جس کا انتقال ہو رہا تھا اور اس کے والدین رو رہے تھے، لڑکا بولا، مت روؤ میں تم سے بڑھ کر مہربان کے پاس جاتا ہوں۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو رو دیئے، لوگوں نے دریافت کیا کیوں روتے ہو۔ انھوں نے فرمایا۔ لمبے سفر، قلت توشہ، کمزوری اعتقاد اور پلصراط پر سے دوزخ میں گرنے سے ڈرتا ہوں۔

اے دوست! غور کر، موت ہر وقت حاضر ہے۔ ایک سانس بھی تیرے قبضہ میں نہیں کہ آئے گا یا نہیں۔ اور روز و شب بکثرت استغفار کر کیونکہ تو آگ کے کنارے پر کھڑا ہے اللہ تعالیٰ ہی تیری ہدایت کا مالک ہے اور اپنے صالحین کا مالک ہے۔

والحمد للہ رب العلمین؛

۱۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو خوب روتے اور عبرت حاصل کرتے اور موت کیلئے تیار ہوتے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب کسی جنازہ کو دیکھتے تو فرماتے، تو اپنے اللہ کے پاس جا ہم بھی تیرے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔

مکحول دمشقی رحمہ اللہ تعالےٰ جب جنازہ دیکھتے تو فرماتے، تم صبح کو جاؤ ہم شام کو آئیں گے۔ یہ چھوٹی سی نصیحت نہایت اعلیٰ ہے۔ اور یہ بڑی ہی غفلت کی بات ہے کہ تمام لوگ آگے پیچھے جارہے ہیں لیکن ہم عبرت حاصل نہیں کرتے، اور آپ کئی دن تک بدحواس رہتے۔ اسید بن حضیر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جب میں جنازہ دیکھتا ہوں تو جس (عالم کی) طرف میت جارہی ہے اس کا خیال مجھ پر غالب ہوجاتا ہے۔ اور اکثر دفعہ آپ کئی دن تک کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ ایک دفعہ آپ جنازہ کے ساتھ گئے، جب گورکن نے میت کو قبر میں اتارا آپ پر غشی طاری ہوگئی اور لوگ آپ کو چارپائی پر اٹھا کر گھر لائے۔

ابراہیم زیات رحمہ اللہ تعالےٰ ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو میت پر افسوس کر رہی تھی، تو فرمانے لگے، تم اپنے آپ پر ڈرو تمہارے واسطے اچھا ہے، کیونکہ میت تین مرحلوں سے گزر گئی ہے۔ اول ملک الموت کی ملاقات، دوسرے موت کی تلخی تیسرے سوءِ خاتمہ کا خوف، عمر بن ذر رحمہ اللہ تعالےٰ ایک شریف آدمی کے جنازہ پر آئے لوگ اس کے گنہگار ہونے کے باعث جنازہ میں آنے سے پرہیز کرتے تھے جب اس کو قبر میں اُتارا تو عمرؒ نے کہا، اے فلاں اللہ تعالےٰ تجھ پر رحم کرے تو نے توحید کو تمام کر دیا۔ اپنے منہ کو خاک میں چھپا دیا، اگر لوگ تجھ کو یہ الزام رکھتے ہیں کہ تو گنہگار

ہے تو ہم میں سے کون ہے جو گناہ یا خطا نہ کرے، پس جنازے کو اُٹھانے والے رونے لگے
اے دوست! یہ اسلاف کے حالات ہیں تو عبرت حاصل کر جیسا انھوں نے نصیحت حاصل کی، اور خوب گریہ وزاری کیا کر کیونکہ تجھے ایسے خطرے پیش آنے والے ہیں جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ والحمد للہ رب العلمین :

۱۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جب موت اور اس کی تکالیف کا ذکر ہوتا تو سوءِ خاتمہ کے خوف سے نہایت رنجیدہ اور غمگین ہوتے یہاں تک کہ رنج کے مارے ان کے ہوش گم رہتے۔ کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب یعقوب علیہ السلام کے پاس بشیر آیا تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا، اس وقت میرے پاس کوئی چیز نہیں جو تجھے میں بطور انعام دوں لیکن دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تجھ پر سکرات موت کو آسان کر دے۔

موت کی مثال اس کانٹے دار درخت کی سی ہے جو کسی آدمی کے پیٹ میں اس طرح داخل کر دیا جائے کہ اس کے کانٹے رگ و ریشہ میں پیوست ہو جائیں پھر کوئی طاقتور آدمی اپنی پوری قوت سے اسکو کھینچ کر نکالے۔ پس اسکا کچھ حصہ ٹوٹ کر باہر نکل آوے اور باقی اندر رہ جائے۔ (اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ہر مومن پر آسان فرمائے۔ آمین)

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے پاس جاں کندنی کے وقت جاتے تو کئی دن تک کھانا پینا چھوڑ دیتے اور گریہ وزاری کرتے اور فرماتے، تین باتیں مومن کو بھولنی مناسب نہیں، اول دنیا۔ دوم اس کے حالات کی خرابی۔ سوم موت۔

شقیق زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، لوگوں نے کئی امور میں سنت کی مخالفت کی ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ اللہ ہمارے رزق کا کفیل ہے، پھر بھی ان کے دل اپنے اندوختہ

پر ہی مطمئن ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے اچھی ہے پھر مال جمع کرتے ہیں اور اسے خرچ نہیں کرتے گویا دنیا میں گناہ کرنے کیلئے آئے ہیں۔ نیز کہتے ہیں ہمیں ضرور مرنا ہے لیکن کام ایسے کرتے ہیں کہ ان کو موت کا خیال تک نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب نیزہ مارا گیا تو لوگوں نے عرض کی ہمیں امید ہے کہ آپ کو آگ نہ چھوئے گی، آپ نے فرمایا بخدا تم سخت نادان ہو، میں تو یہاں تک ڈرتا ہوں کہ جہنم کا کوئلہ بنایا جاؤں۔ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ابراہیم خلیل علیہ السلام کے انتقال کا وقت آیا بچوں نے آپ کو دیکھا تو عرض کرنے لگے اے ابا جان! موت کیسی ہے آپ نے فرمایا میں اپنے آپ کو اس طرح دیکھتا ہوں گویا زنجیروں سے کھینچا جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے یہی جواب دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ پر آسانی کی ہے۔

کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب عیسیٰ علیہ السلام نے سام بن نوح کو زندہ کیا تو ان سے پوچھا، آپ کب سے مردہ ہیں؟ انھوں نے کہا چار ہزار سال سے پھر پوچھا موت کیسی تھی؟ انھوں نے کہا، موت کی تلخی ابھی تک نہیں گئی۔

حامد لفاف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، موت کو بکثرت یاد کرنے والا تین باتوں سے مشرف ہوتا ہے، اول تائب جلد ہوتا ہے، دوم قانع رہتا ہے، سوم عبادت میں چست رہتا ہے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آسمانوں کے فرشتے ایک دوسرے کے پاس اپنے رخساروں پر ہاتھ رکھ کر آتے اور کہتے کہ موسیٰ علیہ السلام انتقال کر گئے ہیں پھر کون ہے جو نہیں مرے گا۔ کوئی کراماً کاتبین کے دیکھے بغیر نہیں مرتا ہے، کہ اگر وہ نیک ہو تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نیک مرد کو جزائے خیر دے، ہم تیرے طفیل بہت سی اچھی مجالس میں گئے ہیں اور متعدد بار تیری خالص عبادت

کی خوشبو سونگھی ہے۔ اور اگر وہ بُرا ہو تو کہتے ہیں، اللہ تجھے نیک آدمی کا بدلہ نہ دے ہم گناہ کی حالت میں تیرے ساتھ گئے اور تیری بدبو سونگھی ہے۔ نیز فرماتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالےٰ کی رضا کو وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جسے خیال ہو کہ اللہ تعالےٰ اسے ہمیشہ دیکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں، محقق لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ہر دم اللہ سبحانہ وتعالےٰ کا خیال رکھنا انسانی طاقت سے باہر ہے اس میں غور کرو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، وہ شخص موت کیلئے تیار نہیں ہوا جسے یہ خیال ہو کہ کل زندہ رہے گا۔ اور فرماتے ہیں، نیکیاں موت کی یاد کی فرع ہیں اور گناہ نسیان موت کی شاخ ہے۔ اے دوست! اس میں غور کر اور عابد و زاہد لوگوں کی صحبت اختیار کر، غافل اور دنیا دار لوگوں کی صحبت اختیار نہ کر، کیونکہ ان کا میل جول دل کیلئے سیاہی اور آخرت کے حالات کے مشاہدہ کے لئے حجاب ہے۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے۔

کہ دنیا کو عبرت کی نظر سے دیکھتے، محبت کی نظر سے نہ دیکھتے۔ چنانچہ جمہور سلف کا یہی دستور رہا ہے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے دریافت کیا، اے سعد! کہاں تھے؟ انھوں نے عرض کیا، میں جنگل میں ایک قوم کے پاس تھا جن کو پیٹ اور فرج کی لذات نے گرفتار کر رکھا ہے تو آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں اس سے زیادہ عجیب بات نہ بتلاؤں۔ سعدؓ نے کہا کیوں نہیں، آپ نے فرمایا، جو ان باتوں کی بُرائی سے واقف ہو اور پھر کرے وہ بہت ہی عجیب ہے۔

240-11
54
430492

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو دنیا کی حالت میں غور کرتا رہے اسکے اعمال میں نقص نہیں ہوتا۔ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے پوچھا کہ ہم دنیا میں نصیحت یافتہ کب ہوسکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب یہ بات سمجھ میں آجائے کہ دنیا کی ہر چیز کا انجام بربادی ہے اور دنیادار کو انجام کار مٹی میں جانا ہے۔ احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ زمین دو آدمیوں پر تعجب کرتی ہے، ایک وہ جو سونے کے لئے نرم نرم بستر بچھائے تو زمین اس سے کہتی ہے، اے آدم کے بیٹے! تو اس بات کو کیوں نہیں یاد کرتا کہ بڑی لمبی مدت میرے اندر بغیر بستر کے تجھے لیٹنا اور بوسیدہ ہوجانا ہے۔ نیز اس شخص پر تعجب کرتی ہے جو اپنے بھائی سے ایک قطعہ زمین پر تنازع کرتا ہے، اس سے کہتی ہے تو اس کے پہلے مالکوں میں غور کیوں نہیں کرتا کہ کتنے لوگ اسکے مالک بن کر جاچکے ہیں اور اس زمین میں ٹھہر بھی نہیں سکے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ابراہیم تیمی گھر کے صحن میں پیشاب کیا کرتے تھے، ایک رات اپنے حجرے سے پیشاب کیلئے نکلے تو صبح تک وہیں کھڑے رہے۔ لوگوں نے اس کا باعث دریافت کیا تو فرمانے لگے، جب میں نے پیشاب کرنا چاہا تو مجھے دوزخی لوگ یاد آگئے پس صبح تک اپنی زنجیروں اور بیڑیوں میں مجھ پر پیش ہوتے رہے اس لئے نیند نہ آئی۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، داؤد ایک گرم تنور کے پاس سے گزرے تو دوزخ کی آگ یاد آگئی جس سے آپ اسی وقت کانپنے اور چلائے، قریب تھا کہ ان کے جوڑ اور اعضاء علیحدہ علیحدہ ہوجائیں اور لوگوں نے آپ کے اعضا باندھ دیئے تاکہ آپ کچھ حرکت نہ کرسکیں۔ پھر اسی طرح کئی دن تک بندھے رہے۔ اور گرمیوں میں کہتے، اے اللہ! تیرے سورج کی گرمی برداشت نہیں کرسکتے تو تیری آگ کی گرمی کیوں کر برداشت کریں گے سورہ

یزید بن مرثد رحمہ اللہ تعالےٰ کی آنکھیں ہمیشہ آنسو بہاتی رہتیں۔ لوگوں نے باعث دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، اگر اللہ سبحانہ وتعالےٰ مجھے کہتا کہ اگر تو نے نافرمانی کی تو تجھے حمام کے پانی میں ڈالوں گا، تو بھی آنکھوں سے خون بہانا چاہیے تھا چہ جائیکہ اس کا اقرار ہے کہ جو اس کی نافرمانی کرے گا اس کو آگ میں جلائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام ایک قبرستان کے پاس سے گزرے تو ہاتف کو کہتے سنا کتنے تندرست بدن خوبصورت شکل اور فصیح اللسان ہیں جو اس کے اندر جلا رہے ہیں۔

احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے سے کم عقل کوئی نہیں دیکھا دھوپ کے مقابلہ میں سایہ اختیار کرتے ہیں اور دوزخ کے مقابلہ میں جنت کو حاصل نہیں کرتے۔ اے دوست! غور کر اور موجودات کو عبرت کی نظر سے دیکھ

والحمد للہ رب العلمین

۱۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ لوگوں کو بطور خیر خواہی اس امر کی تاکید کرتے کہ ہماری زندگی میں یا مرنے کے بعد ہمارے ناجائز افعال کی پیروی نہ کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ کبھی ان کے بداعمال ہی جو حالتِ غفلت میں یا سہواً ان سے سرزد ہو گئے ہیں پیروی کرنے والوں کے سبب سے ان پر اور گناہ بڑھنے کا سبب ہو جائیں۔ مروی ہے کہ سکندر ذوالقرنین کے زمانہ میں سیلاب نے سونے کی ایک قبر سے مٹی بہا لی جس کا طول وعرض دس دس گز تھا۔ لوگوں نے اس پر سے یہ سارا پردہ اٹھا دیا تو اس میں ایک شخص سونے کی پایوں والے تخت پر سویا دیکھا اور ریشمی چادر سے ڈھانپا ہوا ہے اور اس کی گردن میں زبرجد کی تختی پڑی تھی جس پر اللہ کے نام کے بعد لکھا تھا، جس کی ابتدا ہے اس کی

انتہا بھی ہے، ربع مسکون یعنی تمام دنیا پر ایک ہزار سال تک بادشاہ رہا ہوں اور میرا روزانہ خراج میری قبر کے سونے کے برابر ہوتا تھا اور سورج اور چاند اور آسمان وغیرہ میرے ماتحت تھے اور ہوا پانی، آگ، لوہا وغیرہ میرا حکم مانتے تھے، پھر میں علو کی طرف چڑھا اور اپنے فانی جسم کو تمہارے پاس چھوڑ گیا تاکہ میرے بعد لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ کوئی مخلوق نہیں مگر عنقریب فنا ہو گی صرف رب العالمین باقی رہے گا۔ اس بیان کو امام غزالی رح نے نقل کیا ہے۔ اس میں لوگوں کو بادشاہ مذکور کی طرف سے نصیحت ہے کہ کبھی موت سے غافل ہو کر دنیا کے اشتغال میں میری اتباع نہ کریں۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، دنیا فنا نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کو قرآن مجید کے سننے سے شعر کا سننا زیادہ مرغوب ہو جائے۔ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، مجھے لوگوں پر تعجب ہے کہ صالحین کیلئے مباح کو بھی عیب سمجھتے ہیں اور اپنے لئے بڑے گناہوں کو بھی معیوب خیال نہیں کرتے۔ خود غیبت، چغلی، حسد، کینہ دھوکے بازی، تکبّر، خود پسندی کرتے ہیں اور استغفار نہیں کرتے۔ اور نیک لوگوں پر مباح شیریں شکر کھانے اور مباح لباس پہننے سے بھی معترض ہوتے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، نبی یا نیک مرد کو اس کے شہر والوں کے سوا اور کوئی گالی نہیں دیتا کیونکہ یہ ان کی خیر خواہی کرتے ہیں اور وہ ان کو بُرا جانتے ہیں۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر کسی عالم کو معیوب جگہ میں دیکھو تو جھٹ سے اسے بُرا نہ کہو کیونکہ عالم تم سے زیادہ محتاط ہے اور تم سے کم ملامت کا مستحق ہے۔ میں کہتا ہوں، اسی کتاب میں آئے گا کہ بعض صالحین ایسے ہوتے ہیں کہ ہمیشہ گناہوں کی جگہ میں رہتے ہیں، ان لوگوں کے حق میں شفاعت کرتے اور ان کو احاطہ کئے رہتے ہیں کہ کہیں ان پر بلا نہ نازل ہو۔ اس لئے قبل از تحقیق حالات

ان کو فی الفور برا کہنا اچھا نہیں۔ واللہ اعلم۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر آدمی کو مال مل جاوے تو ایسا ہے جیسے جنگل میں بھیڑیے کو بکری مل گئی۔ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ کے کل کلام کا حاصل مطلب یہ ہے کہ آخرت دنیا سے اچھی ہے۔ اس میں شک کرنا کسی کو مناسب نہیں۔ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو شخص مال کو اپنی ذات کیلئے مفید سمجھتا ہے اس نے گویا مال کو آخرت کیلئے پسند کیا۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور دعا کر کہ اللہ تعالےٰ دوسروں کے لئے ہم کو عبرت نہ بنائے اور ہمارے عیوب ہمیں دکھلا دے۔

والحمد للہ رب العالمین

۱۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اپنے آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ گنہگار دیکھتے اور خیال کرتے کہ ہمارے جیسوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، اسی لئے بعض بعض نماز استسقاء اور دفع وبا کی دعا کے لئے لوگوں کے ساتھ نہ جاتے۔ لوگوں نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا تم ہمارے ساتھ استسقاء کے لئے کیوں نہیں جاتے؟ انھوں نے فرمایا، میں ڈرتا ہوں کہ میری وجہ سے تم پر پتھر نہ برسیں۔ اور فرماتے، تم بارش کے آنے میں تاخیر خیال کرتے ہو اور میں پتھر کے نہ برسنے میں تاخیر سمجھتا ہوں۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام نماز استسقاء کے لئے گئے اور بہت زاری وعاجزی کی لیکن بارش نہ ہوئی تو فرمانے لگے، تم میں سے جس نے کوئی گناہ کیا ہو وہ واپس چلا جائے۔ تمام لوگ چلے گئے صرف ایک شخص رہ گیا

عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا، کیا تو گنہگار نہیں ہے؟ اس نے کہا، ہوں۔ مگر میں نے ایک عورت کو بُری نظر سے ایک دفعہ دیکھا، جب وہ واپس چلی گئی تو میں نے اپنی اس آنکھ میں اُنگلی ڈالی اور اسے نکال ڈالا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کیلئے فرمایا، اس نے دعا کی تو اسی وقت آسمان پر ابر چھاگیا اور برسنے لگا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، بنی اسرائیل میں سات سال تک قحط رہا یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور بچّے بھی کھالیے۔ پہاڑوں پر جاتے اور گڑگڑا کر التجا کرتے لیکن مقبول نہ ہوتی۔ آخر کار موسیٰ علیہ السلام کی طرف ہوئی کہ انھیں کہہ دو، اگر وہ عبادت کرتے کرتے خشک کوڑے کی مانند ہوجائیں تو بھی دعا قبول نہ کروں گا جب تک لوگوں کے حقوق واپس نہ کریں گے۔

اے دوست! غور کر کہ وہ لوگ اپنے آپ کو کس قدر معیوب خیال کرتے تھے لہٰذا تم کو بھی نمازِ استسقاء میں جانے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں جب تمھیں خیال ہو کہ اللہ تعالےٰ نے تمھارے تمام گناہ معاف کردیئے ہیں۔ لیکن اگر تجھے امید نہ ہو تو انتظار کر اور اللہ تعالےٰ کے ہاں توبہ کر پھر استسقاء کیلئے جا۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۲۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جو ان کو تکلیف دیتا، خواہ مارتا، یا ان کا مال چھین لیتا، یا ان کی بےعزتی کرتا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے معاف کردیتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا کبھی بدلہ نہ لیتے۔ البتہ اگر محرمات کی حد توڑی جاتی تو انتقام لیتے۔ جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں معافی بہر

نادم ہونا میرے نزدیک عقوبت پر ندامت سے زیادہ مرغوب ہے۔ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ انصاف نہیں کہ تم اللہ کی نافرمانی پر لوگوں کو تو بُرا سمجھو، اور اپنے آپ کو کچھ نہ کہو۔

میں کہتا ہوں، اپنے آپ سے ناراض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو بھوکا پیاسا رکھے اور بستر پر نہ سوئے اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا کسی دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ابویزید بسطامی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو عبادت کے لئے بلایا، لیکن نفس نے انکار کیا تو میں نے اس کی سزا میں اسے ایک سال تک پانی نہ دیا۔ ابن زبیر رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس ایک آدمی کو لائے جس نے کچھ جرم کیا تھا۔ آپ نے جلاد کو کوڑے مارنے کے لئے بلوایا، اس شخص نے کہا، میں اس ذات کے واسطے معافی مانگتا ہوں جس کے سامنے تو مجھ سے بڑھ کر ذلیل ہوگا۔ اسوقت ابن زبیرؓ تخت پر سے اُترے اور زمین پر منہ رکھ کے فرمایا، میں نے معاف کیا۔

میں کہتا ہوں کہ شاید آپ نے قسم دینے والے کی تادیب (سزا دینا) کسی شرعی عذر کے لئے ترک کی۔ مثلاً حد کے قائم کرنے میں اس کے ترک کرنے سے بڑھ کر کسی مفسدہ کا اندیشہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

قتادہ رحمہ اللہ تعالےٰ سے سوال ہوا، سب سے گرامی قدر شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا، جو زیادہ قصور معاف کرتا ہو۔ ایک عورت نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید اور چادر چرالیا۔ تو آپ اس کے پیچھے پیچھے گئے اور فرمانے لگے۔ میں مالک ہوں قرآن مجید دیدے اور چادر لے جا۔ اور کسی قسم کا فکر نہ کر۔ ابوسعید مقبری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، پوری معافی یہ ہے کہ ظالم سے بدلہ نہ لیا جائے اور اس پر رحم کیا جائے بلکہ

اس کے لئے بکثرت معافی کی دعا ہو۔ جیسا امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ کو مارا گیا تو آپ نے مارنے والے کو پہلے ہی کوڑے پر معاف کر دیا۔ یہی کیفیت امام احمد رحمہ اللہ تعالےٰ کے بارے میں مروی ہے۔ جب ان کو مارا گیا تھا، آپ فرماتے ہیں کہ آدمی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے بدلے کسی کو عذاب نہو۔ کعب الاحبار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو عورت کی تکالیف پر صبر کرے اللہ تعالےٰ اسے ایوب علیہ السلام جتنا اجر دیگا۔ اور جو عورت اپنے خاوند کے ظلم پر صابر ہو تو اللہ تعالےٰ اسے آسیہ بنت مزاحم جتنا ثواب دیگا۔ انشاء اللہ اس کتاب کے اخیر میں اس خلق کے متعلق پوری بحث آئے گی۔

والحمد للہ رب العلمین

۲۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ مسلمانوں کی حرمت کا پاس رکھتے اور ان کی نیکیوں پر خوش ہوتے۔ کیونکہ یہ بھی منجملہ شعار اللہ کے ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ جانے۔ کیونکہ مسلمان اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑی شان والا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں، سب سے بڑھ کر نیکی دوست کی عزت کرنا ہے۔ آپ کعبہ کی طرف دیکھتے تو فرماتے بیشک اللہ سبحانہ و تعالےٰ نے تجھے عزت اور شرف بخشا ہے مگر مومن کی عزت اللہ تعالےٰ کے نزدیک تجھ سے بڑھ کر ہے۔

عکرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں، خبردار! کسی عالم کو ایذا نہ دینا۔ کیونکہ جس نے عالم کو ایذا دیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ مومن اللہ تعالےٰ کی نظر میں بعض فرشتوں سے مکرم ہے۔ حاتم اصم رحمہ اللہ سے کسی نے کہا، چور کا ہاتھ پانچ درہم کے بدلے کیوں کاٹا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی دیت

پانچ سو دینار ہے ؟ آپ نے فرمایا، پردہ دری اور ترک عزت کے باعث۔

اے دوست !! اپنے آپ میں غور کر کہ تو عوام مسلمانوں کی بھی عزت کرتا ہے ؟ علماء صلحاء کا تو کیا کہنا۔ یا ان کی حقارت اور آبرو ریزی کرتا ہے اور اس کے باعث فاسق بن چکا ہے۔ پس استغفار کر۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۲۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :

کہ عورتوں کی تکالیف پر صبر کرتے اور یقین کرتے کہ ان کی بیوی کا مخالف ہونا چاہے کسی بات میں اللہ تعالے کے مخالف ہونے کے باعث ہے۔ جب ہم اپنے پروردگار کے مخالف ہوتے ہیں تو ہماری بیوی ہماری مخالف ہو گئی ہے۔ یہ قاعدہ اکثریہ ہے نہ کلیہ۔ پس اس قاعدہ سے انبیاء علیہم السلام اپنی معصومیت کی وجہ سے علیحدہ ہیں۔ عام اسلاف اگرچہ ہمارے بیان کے مطابق خیال نہ بھی کرتے، مگر پھر بھی ان کی تکالیف پر اس خیال سے صبر کرتے کہ ان کا فائدہ ان کی مضرت سے زیادہ ہے۔ یہ لوگ عورتوں کا پورا حق ادا کرتے، عورتوں کی مخالفت ان کو حقوق واجب سے نہ روکتی، اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ جو تیرے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کر اور جو تیری خیانت کرے اس کی خیانت نہ کر۔ اگرچہ زوجین پر طرفین کے حقوق ہیں۔ چنانچہ کتب حدیث اور فقہ میں مذکور ہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ چار چیزیں شقاوت سے ہیں۔ کثرتِ عیال قلتِ مال، بُرا پڑوسی، خائن عورت۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اگر اللہ سبحانہ تعالے عورت کو حیا اور شرم سے پردہ نہ دیتا تو عورت مٹی کی ایک مٹھی کے برابر بھی نہ ہوتی۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، آدمی کی سعادت مندی کی پانچ باتیں ہیں۔ اس کی بیوی اس کے موافق ہو، اس کی اولاد نیک ہو، اس کے دوست متقی ہوں، اس کا ہمسایہ نیک ہو اور اس کی روزی اپنے شہر میں ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اے اللہ! میں غافل دوست، برے پڑوسی اور تکلیف دہ بیوی سے پناہ مانگتا ہوں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ جب فوت ہو گئیں تو آپ نے اس کے بعد شادی نہ کی، اور فرماتے، اگر میں اپنے نفس کو طلاق دے سکتا تو اس کو بھی طلاق دیدیتا۔ احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اگر عورت میں چھ خصلتیں ہوں تو نہایت صالح ہے۔ اول پانچ نمازوں پر محافظ ہو، دوم خاوند کی تابعدار ہو، سوم اپنے رب کی رضا جو ہو، چہارم اپنی زبان کو غیبت چغلی سے محفوظ رکھے پنجم دنیاوی ساز و سامان میں بے رغبت ہو، ششم تکلیف پر صابر ہو۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، عورتوں کا فساد جس سے رسول علیہ السلام ڈراتے ہیں، یہ ہے کہ اپنے خاوند کے لئے قطع رحمی کا سبب بنتی ہیں اور اپنے خاوندوں کو معمولی اور رذیل کاموں کا محتاج کرتی ہیں۔ شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی عورت کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام اہل بلخ میرے مدد و معاون ہوں اور تو میری مخالف ہو جائے تو میں اپنے دین کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، نیک عورت کی علامت یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور قناعت سے مالا مال ہو اور سخاوت اس کا زیور ہو اور اس کی عبادت اپنے خاوند کی اطاعت ہو اور اس کی پوری کوشش موت کی تیاری ہو۔ فرماتے ہیں، تم اپنے داماد اور بہنوئی کے مددگار رہو اس سے تم اپنی بیٹی اور بہن کا دین قائم رکھ سکو گے اور ان دونوں کے ساتھ مل کر اس کے خاوندوں کی

مخالفت نہ ہونی چاہئے اس سے ان کا دین بگڑے گا۔
حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر میں بندھے ہوئے جانور کے مانند تھے۔ اگر ان کے سامنے کھانے کو رکھتے تو کھالیتے ورنہ خاموش رہتے اور بھوکے رہتے۔ حدیث شریف میں آیا ہے، ایک بدکار عورت ہزار بدکار مرد کے برابر ہے۔ ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ مجھے دو شخصوں کی دوا معلوم نہیں، پیشاب کو بند کرنے والی اور بڑی عورت۔ اس کی اس خصلت کی نسبت اس کتاب میں کئی جگہ ذکر آئے گا۔ تمام اسلاف سے عورت کی تکلیف پر تحمل کرنا اور اس کا مقابلہ نہ کرنا یا نہ مارنا، مگر اسکی اصلاح کے لئے دعا کرنا مردی ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین ۔

۲۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ حکومت کے خواہاں نہ ہوتے بلکہ ان کو لوگ مجبور کرتے اور ان کو اپنے سے اچھا خیال کرتے تو کہتے، ہم اس کے قابل نہیں ہیں، تو لوگ کہتے، نہیں آپ ہی اس کے لائق ہیں وغیرہ وغیرہ۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جو حکومت کو اس کے حصول سے پہلے طلب کرے اس سے حکومت بھاگ جاتی ہے اور اس کا بہت سا علم ضایع ہو جاتا ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، حکومت کو وہی پسند کرتا ہے جو لوگوں کے عیوب کا ذکر پسند کرے تاکہ وہ لوگوں میں ممتاز ہو جائے، اور وہ اس بات کو برا جانتا ہے کہ اس کے روبرو کسی کی تعریف کریں۔ پھر جس نے حکومت طلب کی اس نے اپنی صلاحیت سے منہ پھیرا۔
میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تم کسی کو اپنے ساتھ چلنے یا اپنے ہم رکاب ہونے کے لئے مت کہو کیونکہ اس میں ساتھ چلنے والوں کے لئے ذلت اور

لے جانے والے کے واسطے فتنہ ہے۔

اے دوست! حکومت کی محبت سے بچتے رہو۔ اس کی بحث انشاء اللہ تعالیٰ دیگر مقامات میں بھی آئے گی۔ والحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ۔

۲۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے۔ چنانچہ جب ان کا چھوٹا کسی معاملہ میں بڑے کو نصیحت و خیر خواہی کی بات بتلاتا، یا بڑا چھوٹے کو ادب سکھلاتا تو کوئی کسی سے ناراض نہ ہوتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ کے نزدیک کسی جوان کا بوڑھے کو نصیحت کرنا، اسی طرح بوڑھے کا جوان کو نصیحت کرنا نہایت مرغوب ہے۔ اس کے ذریعہ تائب جوان اللہ تعالےٰ کا حبیب بن سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تم کو جوانوں کی نسبت نیکی کی وصیت کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ نہایت نرم دل ہوتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے مجھے بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ پس جوان تو میرے جلیس بنے اور بوڑھوں نے میری مخالفت کی۔ لوگوں نے اس کے متعلق یہ اشعار لکھے ہیں ؎

ان الغصون اذا لاینتها اعتدلت

ولن یلین اذا لاینته الخشب

ترجمہ: اگر شاخوں کو تم نرم کرو تو سیدھی ہو سکتی ہیں اور اگر خشک لکڑی کو نرم کرنا چاہو تو ہرگز نرم نہ ہو گی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جوان کم عبادت کرتے تھے، لیکن جب آپ کی وفات ہو گئی تو انھوں نے اپنی

عبادات میں اضافہ کر لیا اور کہنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہمیں نزول عذاب سے امن تھا مگر اب آپ کا وصال ہو گیا اس لئے وہ امن دور ہو گیا۔

احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، انسان کو چالیس سال کی عمر میں لہو و لعب سے باز آجانا چاہیے اور جب اس کے بال سفید ہو جائیں تو دل کو سیاہ نہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں جب کہ بال بھی سفید ہو رہے ہوں اور بڑھاپا شروع ہو چکا ہو تو اس وقت لہو و لعب اور گناہوں میں مشغول ہونا بہت ہی معیوب اور نہایت بُرا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چالیس سال سے پیشتر یہ تمام امور مباح ہیں۔ یہ اسی قبیل سے ہے کہ علماء نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو غیبت کا ترک لازم ہے۔ تو کیا غیر روزہ دار کو غیبت جائز ہے؟ بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ یوں تو غیبت ہر حال میں قابل ترک ہے مگر روزہ کی حالت میں تو بدرجہ اولیٰ ترک کر دینا چاہیے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، انسان اگرچہ دنیا میں عرصہ دراز تک رہے مگر جنت کی زندگی کے مقابلہ میں ایک سانس کے برابر ہے۔ پس جو شخص ایک سانس جس کے ذریعہ وہ دائمی خوشگوار زندگی حاصل کر سکتا ہے اس کو ضایع و برباد کر دے تو بخدا وہ بہت ہی نقصان اور خسارہ میں ہے۔

اے دوست! اس بیان کو یاد رکھ اور جوانی کو غنیمت شمار کر، اور بڑھاپے کو کثرت استغفار سے پیوند لگا، شاید اس طرح تو اپنے دین کو کامل کرے۔

والحمد للہ رب العلمین

۲۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اپنے چھوٹوں کے ساتھ بھی حسن اخلاق سے پیش آتے، چہ جائیکہ کوئی بزرگ ہو اور عزیز و اقارب کے علاوہ غیروں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے، اور عالم کا تو کیا کہنا، جاہل سے بھی لطف و کرم اور مہربانی کا برتاؤ کرتے۔

علماء کا اتفاق ہے کہ علو مرتبت زیادتیٔ ادب پر موقوف ہے۔ اور ادب در اصل اپنے میں نقص اور دوسرے کو باکمال سمجھنے کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوست کا اپنے دوست کو تیز نظر سے دیکھنا بھی پسند نہ فرماتے تھے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، سب سے بڑھ کر عارف الٰہی وہ ہے جو اہل علم کی زیادہ تعظیم کرے۔ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب تم کسی اپنے سے بڑے کو دیکھو تو اس کی تعظیم کرو اور یقین کرو کہ وہ تم سے پہلے ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔ اور اگر اپنے سے چھوٹے کو دیکھو تو بھی اس کی تعظیم کرو۔ اور یقین کرو کہ تم اس سے پہلے گناہ کرنے لگے ہو۔ اور اگر لوگ تمھاری تعظیم کریں تو اسے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھو اور یقین کرو کہ تم اس کے قابل نہیں ہو۔ اور اگر توہین و تنقیص کریں تو جان لو کہ یہ تمھارے کسی گناہ کے سبب ہے۔ اگر تم نے اپنی پڑوسی کے کتے کو پتھر مارا تو گویا اپنے ہمسایہ کو تکلیف دی۔

عمر بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، انسان مقام احسان تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ اپنے ہر دوست کے ساتھ احسان کا معاملہ نہ کرے خواہ اس کی صحبت ایک ہی گھنٹہ کی ہو۔ آپ بکری کو جب فروخت کرتے تو خریدار کو اس کے ساتھ سلوک کرنے کی تاکید کرتے اور کہتے، یہ ہمارے پاس کچھ عرصہ رہی ہے۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اخلاق میں تین باتیں چھوڑ دیں۔ اوّل دوستوں سے حسن اخلاق کی قدر کرنا۔ دوم ان کے عیوب کو پوشیدہ رکھنا۔ سوم ان کی تکلیف کا برداشت کرنا۔ یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، وہ قوم نہایت بُری ہے جس میں اگر مسلمان مالدار ہوں تو ان کی تعریف کریں اور اگر تنگ دست ہوں تو ذلیل جانیں۔ نیز فرماتے ہیں، کوئی کم عمر، عمر رسیدہ کے آگے ہو کر نہیں چلتا مگر اس کو نیکی سے محرومی کی سزا ملتی ہے۔

یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک آدمی کی نسبت سنا کہ وہ مال کا آرزو مند ہے آپ نے اس سے دریافت کیا، تو مال کو کیا کرے گا؟ اس نے کہا، مساکین کو دوں گا آپ نے فرمایا، مفلسوں کا بوجھ تو خدا پر ہی رہنے دے تاکہ تو ان کو اچھا سمجھتا رہے، ورنہ جب ان کا بوجھ تجھ پر ہو گا تو تو انھیں بُرا جاننے لگے گا، اور وہ تجھے بھاری معلوم ہوں گے۔ نیز فرمایا، تیرا مسلمان بھائی کی تعظیم کرنا یہ ہے کہ جب دوسرے شہر میں اس کے وہاں غمی ہو جائے تو تو اس کی تعزیت کے لئے سفر کرے۔

ابو معاویہ اسود شام سے مکّہ مکرمہ فضیل کے لڑکے علی کی تعزیت کو آئے۔ اس سفر سے نہ ان کو حج کرنا مقصود تھا نہ عمرہ۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، جسے یہ پسند ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے قیامت میں نارِ جہنم سے محفوظ رکھے، اسے مسلمان پر رحم کرنا ضروری ہے۔ محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالےٰ رات کو قیام فرمایا کرتے، لیکن جب ان کی والدہ صبح تک پاؤں دبانے کو کہتیں تو یہ ان کو نماز سے افضل معلوم ہوتا۔

میں کہتا ہوں، علماء نے مرشد کے حق میں بھی یہی فرمایا ہے، یعنی ماں کی طرح اس کی بھی خدمت کرنی چاہیے۔

کہمش بن حسن رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتا تھا

اوران کا پاخانہ اٹھاتا تھا تو سلیمان بن علی نے میرے پاس ایک تھیلی بھیجی اور کہلایا کہ اس روپے سے ماں کی خدمت کے لئے ایک خادم خرید لے۔ میں نے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ میری والدہ نے میرے بچپن میں کسی اور سے میری خدمت کروانا پسند نہیں کیا ایسا ہی میں بھی بڑا ہو کر ان کی خدمت دوسرے کے سپرد کرنے پر راضی نہیں ہوں۔

اے دوست! اپنے تمام دوستوں سے سلوک کر، خصوصاً فقراء اور مساکین سے

والحمد للّٰہ رب العلمین

۲۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ بدانجامی سے ہر وقت ڈرتے رہتے کہ کہیں دوزخ میں جا کر اللہ تعالٰے کے دیدار سے محروم نہ ہو جائیں، اور اس فکر میں اس قدر مستغرق ہوتے کہ بسا اوقات حاضرین سے بھی غافل ہو جاتے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰے جب یہ حدیث سنتے کہ دوزخ میں سے سب کے بعد نکلنے والا شخص ہزار سال کے بعد نکلے گا، تو فرماتے، کاش یہ آدمی میں ہی ہوں، کسی نے اس کے متعلق کچھ کہا تو فرمانے لگے، اس کے لئے دوزخ سے نکلنے کا وعدہ تو ہے۔ ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں، انسان کی روح اس خصلت پر نکلتی ہے جو اس میں قبل از موت غالب ہو۔ نیز فرماتے ہیں، میں ایک قریب الموت کے پاس گیا تو جتنی دفعہ میں لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا وہ اپنے درہموں کا حساب کرتا تھا۔ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ کسی کی ہلاکت پر میں تعجب نہیں کرتا، بلکہ جو نجات پاتا ہے اس پر تعجب کرتا ہوں کہ اسباب ہلاکت کے باوجود کس طرح محفوظ رہا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰے ایک بار اس قدر روئے کہ غش آگیا۔ لوگوں

نے پوچھا آپ اتنا کیوں روتے ہے؟ تو آپ نے فرمایا، ہم پہلے اپنے گناہوں پر روتے تھے، لیکن اب اس خوف سے روتے ہیں کہ ہم سے اسلام رخصت نہ ہو جائے۔ اور فرماتے آدمی بتوں کو پوجتا ہے مگر اللہ کے نزدیک سعید ہے اور اکثر مطیع ہوتا ہے مگر اللہ کے نزدیک شقی ہوتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرا شمار کس میں ہوگا۔

حدیث میں آیا ہے، پکے ایمان والا مومن وہ ہے جو دنیا میں خوب فکر آخرت کرے اور جنت میں زیادہ خوش رہنے والا وہ شخص ہوگا جو دنیا میں بکثرت روئے۔ یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، تفکرات اور عبرت مومن کے دل سے عمدہ عمدہ دانائی کی باتیں ظاہر کرتے ہیں چنانچہ تو ان سے ایسی ایسی باتیں سنتا ہے جو حکماء کو پسند ہوتی ہیں، اور علماء کی گردنیں جھکتی ہیں، اور فقہاء ان سے خوش ہوتے ہیں، اور ادباء ان کو شوق سے یاد کرتے ہیں۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، مومن کا خوف اور غم اس کی بصیرت کے مطابق ہوتا ہے۔

وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنے دل کو دھوؤ۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ وہاں تک پانی نہیں پہنچتا، کیسے دھوؤں؟ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا، میرے متعلق جو امور تمھارے ہاتھ سے فوت ہو گئے یا آئندہ فوت ہوں گے، ان پر غم اور فکر اور افسوس کر کے اسے دھوؤ۔ لوگوں نے بشر بن حارث رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا ہم تمھیں ہمیشہ رنجیدہ دیکھتے ہیں، انھوں نے جواب دیا، میں ایسا آدمی ہوں، جس سے حاکم نے (مراد اللہ تعالےٰ ہیں جو احکم الحاکمین ہیں) حقوق طلب کئے ہیں۔ اور فرماتے، تمام فکریں دور ہو جائیں گی مگر گناہوں کا غم دم بدم بڑھتا جاتا ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، آدمی کو پلصراط پر گزرنے سے پہلے

خوشی کا اظہار کرنا مناسب نہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے پاس جبریل کبھی نہیں آتے مگر وہ شدتِ خوف سے گھبرائے ہوئے ہوتے ہیں۔ موسیٰ بن مسعود رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جب ہم سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس بیٹھتے تو شدتِ خوف کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا گویا آگ ہمیں گھیرے ہوئے ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ جب اللہ کی عظمت کو یاد کرتے ہیں تو ان کے دل پاش پاش ہو جاتے ہیں پھر مل جاتے ہیں، پھر ٹوٹتے ہیں۔ غرض کہ جب تک زندہ رہتے ہیں یہی کیفیت رہتی ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ انسان اللہ تعالےٰ سے اپنی معرفت کی مقدار ڈرتا ہے۔

مروی ہے کہ سفیان ثوری، فضیل بن عیاض اور مالک بن دینار رحمہم اللہ تعالےٰ جیسے حضرات پر بسا اوقات اس قدر خوف غالب ہوتا کہ اپنے گھروں سے نکلتے، مگر انھیں معلوم نہ ہوتا کہ کہاں جاتے ہیں ۔ عمران بن حصین رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں راکھ ہو جاؤں اور آندھی مجھے اُڑا لے جائے۔

اسحٰق بن خلف رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، رونے والا اور آنسوؤں کو پونچھنے والا خائف نہیں ہے بلکہ خوف زدہ وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن کے کرنے پر عذابِ الٰہی کا ڈر ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ عرفہ کے دن اپنی داڑھی کو پکڑ کر زوال سے غروب تک کھڑے روتے رہے اور کہتے رہے، کاش میرے گناہ بخش دیئے جائیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر موت سے غفلت نہ ہوتی تو تمام مخلوق خوفِ الٰہی سے مر جاتی۔ فرقد السنجی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں بیت المقدس میں پانچ سو کنواری لڑکیاں گئیں جن کا لباس ٹاٹ کا تھا ان کے سامنے ایک حبر نے آخرت کی چند باتیں بیان کیں تو سب کی سب یک لخت مر گئیں۔

فرقد سنجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ہم ایک دفعہ عطار سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے۔ تو دیکھا کہ اپنے رخساروں کو دھوپ میں زمین پر رکھے ہوئے ہیں اور ان کے رخساروں سے آنسو بہنے کی جگہ کا چمڑہ رونے کے سبب اتر گیا ہے اور نیچے کی مٹی گارا اور کیچڑ بن گئی ہے آپ عموماً آنسوؤں کو ہاتھ سے پونچھ کر ادھر ادھر چھڑک دیتے کہ آنے والا وضو کا پانی خیال کرتا۔ نیز مروی ہے کہ آپ نے چالیس سال تک انسان کی طرف نظر نہیں کی۔ ایک دن سہواً دیکھا تو اپنے کو پیٹ کے بل زمین پر گرا دیا جس سے پیٹ میں خلل ہوگیا اور اسی سبب سے بیمار ہو کر فوت ہوگئے۔ آپ کے شہر والوں پر جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تو فرماتے، یہ عطار کے گناہوں کی شامت ہے۔ اگر وہ شہر سے نکل جاتا تو یہ مصیبت نہ آتی۔ نیز آپ رات میں اکثر دفعہ اپنے جسم کو ٹٹولتے کہ کہیں مسخ تو نہیں ہوگیا۔ نیز فرماتے، ہم ایک دفعہ عتبۃ الغلام کے ساتھ کہیں جا رہے تھے، ایک مقام پر پہنچکر وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے، یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے نابالغی میں گناہ کیا تھا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ آپ اور آپ کے اصحاب فجر کی نماز عشاء کے وضو سے چالیس سال تک ادا کر چکے تھے۔ حتیٰ کہ ان کا جسم دُبلا ہوگیا اور رنگ بدل گیا اور ایسے ہو گئے جیسے تربوز کا چھلکا۔ والحمد للہ رب العلمین:

۲۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:

کہ سردیوں اور گرمیوں میں برابر شب بیداری کرتے اور یوں سمجھتے گویا ان پر فرض ہے۔ چنانچہ فرماتے، جو صوفی بغیر غلبۂ نیند سو جائے اسے طریقت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس خصلت سے بھی بہت سے صوفی غافل ہیں اور تمام رات بآرام سوتے ہیں جیسا کہ عوام الناس دنیادار ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے، تم شب بیداری کو لازم جانو کیونکہ یہ نیک لوگوں کا طریق ہے اور اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور انسان گناہ سے رکتا ہے اور اس سے بیماری زائل ہوتی ہے:

نیز اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! جو میری محبت کا دعویدار ہے اور جب رات ہوتی ہے سو جاتا ہے تو وہ کاذب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سردیوں میں تہجد پڑھے اللہ تعالےٰ فرشتوں کے سامنے اس پر فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں، دیکھو میرا بندہ لحاف سے نکلا ہے اور اپنی خوبصورت بیوی کو چھوڑا ہے اور میرا کلام پڑھ کر مجھ سے ہمکلام ہوا ہے۔ تم گواہ رہو میں نے اسے معاف کر دیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تلاوت میں کوئی آیت آجاتی تو غش کھا کر گر جاتے اور ایسا حال ہو جاتا کہ کئی دنوں تک آپ کی عیادت کی جاتی۔ اور اپنے عہد خلافت میں نہ دن کو سوتے اور نہ رات کو، بلکہ بیٹھے بیٹھے غنودگی سی ہو جاتی۔ آپ فرماتے، اگر میں رات کو سوؤں تو اپنے آپ کو تباہ کروں اور اگر میں دن کو سوؤں تو رعیت کی تباہی ہو، اور مجھ سے ان کے بارے میں بازپرس ہونے والی ہے۔

طاؤس رحمہ اللہ تعالےٰ اپنا بستر بچھا کر صبح تک کروٹیں لیتے رہتے اور بالکل نہ سوتے اور بسا اوقات عشاء سے صبح تک ٹکٹکی باندھے کھڑے رہتے اور کسی وقت دیر تک سر نیچے کئے بیٹھے رہتے اور فجر تک نہ بولتے۔ اور فرماتے، جہنم کا ڈر عابدوں کی نیند اڑا لے گیا۔ سلف صالحین رحمہم اللہ تعالےٰ جو شخص تہجد کے لئے نہ اُٹھتا سویا رہتا اس کو چہرہ سے پہچان لیتے۔ اور فرماتے، ہم نے تجھے اللہ کے دربار میں نہیں دیکھا حالانکہ فلاں فلاں حاضر تھے۔ پھر ایک دوسرے کی طرف تحائف بھیجتے۔

بشر حافی، ابو حنیفہ، یزید رقاشی، مالک بن دینار، سفیان ثوری، ابراہیم بن ادہم رحمہم اللہ تعالےٰ مرتے دم تک تمام رات قیام کرتے رہے ہیں۔ ایک دفعہ لوگوں نے بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا کہ آپ رات کو ایک گھنٹہ آرام کیوں نہیں کر لیتے، تو آپ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اتنا قیام فرمایا ہے کہ آپ کے پاؤں سوج گئے۔ اور خون بہنے لگا، حالانکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تھے۔ سو میں کیوں کر سوؤں حالانکہ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے میرا ایک گناہ بھی معاف کیا ہے یا نہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو تہجد کو چھوڑتا ہے وہ کسی نہ کسی گناہ کے باعث چھوڑتا ہے۔ پس ہر روز غروب کے وقت تم اپنے نفسوں کی جانچ پڑتال کر لیا کرو اور اللہ تعالےٰ سے توبہ کر لیا کرو تاکہ رات کو تہجد کی نماز ادا کر سکو۔

ابو جویریہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں چھ ماہ تک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ رہا اور کسی وقت ان سے علیحدہ نہیں ہوا۔ میں نے آپ کو ان دنوں میں کبھی زمین پر پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔ اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کا رات کے لئے کوئی بستر نہ ہوتا تھا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالےٰ جب رات کو تجلی فرماتے ہیں تو پکار پکار کر فرماتے ہیں، کہاں ہیں دن میں میری محبت کا دعویٰ کرنے والے؟ کیا دوست اپنے دوست کے ساتھ خلوت نہیں چاہتا۔ دیکھو میں صبح تک اپنے دوستوں پر جھانکنے والا ہوں اور وہ میرے دربار میں مجھ سے بالمشافہ باتیں کرتے ہیں۔ میں کل جنت سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا۔

مغیرہ بن حبیب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ایک رات میری آنکھوں نے

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ کو اللہ تعالےٰ کے سامنے داڑھی پکڑے ہوئے عشاء سے صبح تک کھڑا دیکھا کر رو رہے تھے اور یہی فرماتے تھے کہ اے اللہ! مالک کے بڑھاپے پر رحم فرما۔ ازہر بن مغیث رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں نے ایک رات نہایت حسین خوبصورت ایک حور بہشتی دیکھی تو میں نے دریافت کیا، تو کس کیلئے ہے؟ اس نے جواب دیا، میں اس شخص کے لئے ہوں جو جاڑے کے موسم میں تہجد کی نماز پڑھتا رہتا ہے۔ علاء بن زیاد رحمہ اللہ تعالےٰ تمام رات قیام فرمایا کرتے تھے، ایک دن ان کی بیوی نے کہا، کیا آپ کچھ آرام نہیں کرتے۔ انھوں نے اس کا کہنا مان لیا اور سو گئے۔ پس ان کو خواب میں ایک شخص ملا اور پیشانی کے بال پکڑ کر کہنے لگا اُٹھ اور نماز پڑھ اور اللہ کی عبادت کے لطف کو مت کھو۔ آپ فی الفور اُٹھے اور اپنی پیشانی کے بالوں کو سیدھا کھڑا دیکھا، اور آپ کے یہ بال تا دم مرگ سیدھے کھڑے رہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ ایک رات بیت المقدس میں سوئے، تو پتھر کی طرف سے ایک آواز آئی کہ رات کا قیام جہنم کے شعلہ کو بجھاتا ہے اور پلصراط پر قدم مضبوط رکھتا ہے۔ لہذا تجھے شب بیداری میں سست نہیں ہونا چاہئے پس آپنے اس کے بعد تا دم مرگ تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔ اے دوست! ان باتوں کو یاد رکھ اور عمل کر۔ و الحمد للہ رب العلمین۔

۲۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اپنے آپ کو نہایت ذلیل سمجھتے یہاں تک کہ ان میں سے بعض اپنے شاگردوں سے تبرک حاصل کرتے اور اس کا خیال نہ کرتے کہ آپ مرید و شاگرد سے علم و عمل میں

زیادہ ہیں۔ یہ اس وقت کرتے جب ان کو شاگرد میں کسی قسم کے فتنہ کا خطرہ نہ ہوتا۔
مروی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ نے جب اپنا قاصد احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس بھیجا کہ تم عنقریب ایک مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہو اور انشاء اللہ اس سے سالم نکل جاؤ گے۔ یعنی قرآن مجید کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے مسئلہ میں، جب قاصد نے امام احمد رحمہ اللہ تعالےٰ کو یہ خبر دی، تو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ خوش ہوئے اور اپنا کرتہ اُتار کر قاصد کو دیدیا۔ جب قاصد امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس کرتہ لے کر پہنچا اور آپ کو خبر دی تو آپ نے دریافت کیا، کیا یہ قمیص امام احمد نے پہن رکھی تھی اور اس کے اندر اور کپڑا تو نہیں تھا؟ اس نے کہا، نہیں۔ تو امام شافعیؒ نے اس کو بوسہ دیا اور آنکھ سے لگایا، پھر ایک برتن میں رکھ کر اس پر پانی ڈالا اور اسے مل کر نچوڑ لیا اور اس پانی کو ایک شیشی میں اپنے پاس رکھ لیا، ان کے ساتھیوں میں سے جو کوئی بیمار ہوتا اس کو تھوڑا سا پانی دیدیتے وہ اپنے بدن پر ملتا تو شفایاب ہو جاتا۔

اے دوستو! امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تواضع کی طرف غور کرو، حالانکہ امام احمد رحمہ اللہ تعالےٰ ان کے شاگرد تھے۔ اللہ تعالےٰ راست بازوں سے راضی ہو۔
والحمد للہ رب العلمین۔

۲۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ وہ اس بات سے سخت غیرت کھاتے کہ کوئی اللہ کا ذکر غفلت کی حالت میں کرے۔ مثلاً والدہ کا اپنے بچے کو جب وہ رات میں جاگے اس کو سلانے کی غرض سے اللہ کا ذکر کرنا، یقیناً اللہ کا ذکر اس سے بڑھ کر ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۳۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ وہ نہایت نرم دل اور متحمل ہوتے اور ہر ایک کے لئے ایسے مطیع ہوتے جیسے اونٹ۔ جس حدیث میں نماز کی صفوں کے برابر کرنے کا حکم ہے، اس میں آیا ہے، ولینوا فی ید اخوانکم یعنی اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں نرم بن جاؤ۔

قرآن مجید میں آیا ہے، فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اللہ کی رحمت سے آپ انکے لئے نرم ہیں اگر آپ سخت دل غضب والے ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور اس پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۳۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جائز طریق پر بھوکے رہتے۔ اگر ان کو حلال چیز نہ ملتی تو کئی کئی دن بھوکے رہ جاتے۔ انھوں نے تجربہ کیا تو پوری نورانیت اور خوبی خالی پیٹ میں پائی۔ یہاں تک کہ لوگوں میں طبل کے بارے میں مثل مشہور ہے کہ اس کی آواز بلند اور سخت اس کے خالی پیٹ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ علماء کہتے ہیں، عالم کو مناسب ہے کہ پیٹ بھر کر نہ کھائے، خصوصاً تالیف کے زمانہ میں۔ تاکہ کتاب و سنت وغیرہ کی سمجھ سے رک نہ جائے، کیونکہ شکم کا پُر ہونا فہم کو ضعیف اور کمزور کر دیتا ہے اگر کسی کو شک ہو تو آزمالے۔ ہم نے فقراء کے ایک گروہ کو بھوک میں ثابت قدم دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض بعض تو ہفتہ میں صرف ایک دن پاخانہ جاتے، بار بار پاخانہ میں جا کر ننگے ہونے میں اللہ تعالے سے شرماتے

شیخ تاج الدین ذاکر رحمہ اللہ تعالیٰ تو یہاں تک پہنچ گئے کہ بارہ دن میں ایک دفعہ وضو فرماتے۔ شیخ علی شہادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو کوئی ملتا اسے بھوکا رہنے کی تاکید فرماتے اور کہتے کہ یہ مومن کا ہتھیار ہے۔ بھوکا مومن اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے تو نافرمانی بھی نہیں کرے گا۔ کیونکہ گناہ کی ترغیب کے اسباب مفقود ہوں گے۔

اے دوست! ان امور میں ان کی تابعداری کر، سخت بھوک کے بغیر کھانا نہ کھا اور بھوک کی سختی یہ ہے کہ تیری انتڑیاں پھڑکیں اور کسی چیز کے پیٹ میں نہ ہونے کے باعث تجھے تکلیف دیں۔ اے دوست، ان باتوں کو سمجھ اور عمل کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۳۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جب کسی طالبعلم کی نیت حصول علم میں خالص نہ معلوم کرتے تو اس کو برابر پڑھاتے رہتے اور اس کی اصلاح نیت کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے۔ اس طرح دونوں ثواب میں شریک رہتے اور ان کی تعلیم کو بند نہ کرتے یہی شارع کا مقصود تھا کیونکہ علم دو باتوں کے لئے سیکھا جاتا ہے۔ عمل اور احیاء شریعت کیلئے۔ اور صاحب علم کو ہر حال میں ماجور ہونا چاہیئے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کوئی عالم ایسا نہیں جو اپنے علم پر عامل نہ ہو، اور نہیں تو اپنی ذات کیلئے ہی سہی۔ کیونکہ جب وہ گناہ کرے تو نادم ہوگا اور توبہ کریگا۔ اگر وہ عالم نہ ہوتا تو اسے یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ گناہ ہے اور نہ وہ توبہ کرتا۔ پس گویا اس نے اس حیثیت سے ہی اپنے علم پر عمل کیا اگرچہ وہ گناہگار ہے، اگرچہ لوگوں کی اصطلاح کے موافق وہ عالم نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ علم عالم کو ہر حال میں مفید ہے اور ہر زمانہ میں انسان کا علم اس کے

عمل سے زیادہ ہوتا ہے۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

۳۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ ہر عالم کے علم پر عمل کرنے کو تیار رہتے اور اس کے عمل کی پرواہ نہ کرتے۔ پس ان کے علم پر عمل کرتے اور اس کا احسان کے اعمال نامہ میں کرتے۔ اور اپنا اجر اللہ کے فضل واحسان سے طلب کرتے۔ ایسا ہی اگر کسی علم کی کتاب کو پڑھتے تو اسکا ثواب اس کے مصنف کے لئے گردانتے اور اس میں اس کے مزاحم نہ ہوتے کیونکہ ہر بات کا ثواب اس کے قائل کے لئے ہے۔ اس میں غور کر۔ یہ کام اس شخص سے ہوتا ہے۔ جو مومنین پر بڑا ہی مشفق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے خیال سے اس باب میں ہم نے اپنی کتاب " المنن الکبریٰ" میں خوب بحث کی ہے۔

والحمد للہ رب العلمین

۳۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جو ان سے پوشیدہ عداوت رکھے اور ظاہراً ان کی محبت کا مدعی ہو اس سے مخالطت کرتے اور اس کو باور کراتے کہ اس کے دعوے کو سچا خیال کرتے ہیں اور اس میں بالکل شک وتردد نہیں۔ اور اس کو اپنے دعوے میں کبھی کاذب نہ کہتے نیز جب وہ نزدیک ہونا چاہتا تو اس کو کبھی نہ روکتے کیونکہ اس سے فتنہ وعداوت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن مخالطت میں ہر قسم کے معاصی سے تمام جوارح کا محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ دشمن کا تقرب کبھی اپنے دشمن کے عیوب پر اطلاع پانے کے لئے ہوتا ہے تاکہ اظہار عداوت کے وقت عام لوگوں میں اس کی مذمت کرے،

جیسا کہ اکثر واقعات ہوتے ہیں، اس لئے دشمن کے اختلاط سے بچنا ہی مناسب ہے اور جس کی دوستی کا یقین نہ ہو اس سے میل جول نہ کرنا ہی اچھا ہے۔ کیونکہ جس کو سیاست میں کمال حاصل ہو تو اس کو لوگوں کی دشمنی سے بچنا نہایت ضروری ہے اے دوست! اس کو یاد رکھ۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۴۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ لوگوں کی خوبیوں کو دیکھتے اور عیوب سے اغماض کرتے یہاں تک کہ انہیں سے کوئی بھی کسی مسلمان بھائی کا عیب نہ دیکھتا جس سے اس کی ہجو کرتا۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان نیک ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشایخ کسی سے حظ نفس کے لئے کبھی دشمنی نہیں کرتے۔ بلکہ عوام ہی ان سے حسد اور دشمنی کرتے ہیں اور کامل آدمی کا نام لوگوں نے ابو العیون رکھا ہے۔ اس کے پاس ہر ایک چیز کو دیکھنے کے لئے آنکھ ہے۔ سو ایک آنکھ سے اپنے دوستوں کا ریا اور نفاق وغیرہ نقائص سے سلامت رہنا دیکھتا ہے اور اس کے لئے دوسری آنکھ ہے جس سے احتیاط کرتا ہے۔ گویا اس کو نقائص سے بالفعل یا تقدیراً متہم جانتا ہے اور اسکو ان نقائص وغیرہ سے ڈراتا ہے۔ واللہ اعلم۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۴۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جب ان کے حاسد اور دشمن بڑھ جاتے تو اللہ تعالےٰ کا بہت شکر ادا کرتے۔ پھر بکثرت استغفار کرتے کہ اگر ان کے پاس حسد کے لائق نعمت نہ ہوتی تو کوئی ان کا حاسد نہ ہوتا۔ تو گویا ان کا یہ استغفار لازمہ نعمت پر بطور تقویٰ ہوتا ورنہ

موجودہ نعمت ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس استغفار کا نام استغفار الاکابر ہے۔ اسی طرح وہ حاسدوں کے لئے بکثرت استغفار کرتے اور ان پر شفقت اور مہربانی کرتے۔ کیونکہ اس نے حسد کے باعث اپنے دین کو ہلاک کر دیا ہے۔ بعض دعا کرتے تھے، اے اللہ! ہمارے حاسدوں کو معاف کر دے کیونکہ وہ اپنی تنگ ظرفی سے ہماری نعمت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر تو ان کو وسعت دیتا تو ہم سے حسد نہ کرتے۔ اس خصلت سے بہت ہی کم لوگ موصوف ہیں بلکہ اکثر اپنے حاسدوں کیلئے ہر قسم کی برائی مانگتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۳۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جو شخص ان کے پاس کسی امیر کا تحفہ وغیرہ لے کر آتا اس میں سے لانے والے کو نصف یا کم و بیش حصہ ضرور دیتے جس سے وہ خوش ہو جاتا۔ اور اگر کسی امیر کے پاس انکے صلاح و تقویٰ وغیرہ کا تذکرہ کر کے کچھ لاتا تب تو پوری رقم لانیوالے ہی کو دیدیتے۔ اے دوست اسے یاد رکھ۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

۳۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ ان کے بچپن میں جو انہیں قرآن کی کوئی سورت یا ایک آیت بھی سکھلا دیتا یا کسی قسم کے علم سے ایک باب پڑھاتا، اس کا ادب تمام عمر کرتے یہاں تک کہ ان کے پاس سے سوار ہو کر نہ گزرتے اور نہ ان کی مطلقہ عورت کو نکاح میں لاتے، اگرچہ شیخ الاسلام بن جائیں، یا کسی طریق کے امام ہو جائیں۔

اور آداب میں سے ایک ادب یہ بھی تھا کہ ان کی عزت و اکرام کے خیال سے

اور ان کے اہل وعیال اور حاشیہ نشینوں کے لحاظ سے ان سب کیلئے کھانا کپڑا وغیرہ تحفہ تحائف کے طور پر ارسال کرتے۔ نیز جو عالم ان کے بچوں کو قرآن مجید پڑھاتا اس کے بارے میں بخل نہ کرتے اور اپنے دیئے کو زیادہ نہ جانتے۔

ابن ابی زید قیروان صاحب رسالہ کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے لڑکے کے استاد کو جب کہ اس نے بچے کو قرآن مجید کی ایک منزل ختم کرادی، سو دینار عطا کئے۔ تو معلم نے کہا، حضرت! میں نے اتنا کام نہیں کیا جس کے عوض اس رقم کثیر کا مستحق ہو جاؤں۔ مروی ہے کہ آپ نے اپنے لڑکے کو دوسرے استاد کے پاس بھیج دیا کہ یہ شخص قرآن مقدس کی بے توقیری کرنے والا ہے۔

میں کہتا ہوں، اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس عادت وخصلت پر عمل نصیب ہوا ہے میں نے بھی اپنے استاد شیخ حسن صبی کے ساتھ ایسا ہی کیا کہ ان کی حیات تک ان کو اور ان کی اولاد کو کپڑے دیتا رہا اور میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ انکا حق واجب مجھ سے ادا ہوا ہو۔ ایک دفعہ ۹۱۸ھ میں میں شیخ شمس الدین دمیاطیؒ کے ساتھ جا رہا تھا، انھوں نے ایک نابینا بوڑھے کو دیکھا کہ ان کی لڑکی ان کا ہاتھ پکڑے جا رہی تھی تو شیخ گھوڑے پر سے اُترے اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور بڑی دور تک ان کے ہمراہ پا پیادہ چلتے رہے۔ جب واپس آئے تو میں نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا۔ کہنے لگے میں نے بچپن میں ان کے پاس کچھ قرآن پڑھا ہے اس لئے مجھے ہمت نہ ہوئی کہ ان کے پاس سے سوار ہو کر گزر جاؤں۔ حالانکہ شیخ شمس الدین مذکور کو اپنے علم اور صلاحیت کے باعث بادشاہوں کے پاس وہ جاہ ومقبولیت حاصل تھی کہ ان کے معاصرین میں سے ہم نے کسی کے لئے نہیں دیکھی۔ حتیٰ کہ میں نے ایک دن قصرین کے درمیان ان کو دیکھا، لوگ ان کے ہاتھ چومنے کو جمع تھے اور جو آپ تک پہنچ نہیں سکتا تھا وہ اپنی چادر

پھیلا کر آپ کی طرف ڈالتا جب وہ آپ کے کپڑوں تک پہنچ جاتی تو پھر اس کو بوسہ دیتا جیسے کعبہ کے غلاف کے ساتھ لوگوں کا دستور ہے۔

اے دوست! ان باتوں کو یاد رکھ اور ان کی پیروی کر۔ والحمد للہ رب العلمین:

۳۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اپنے دل میں یہ خیال نہ کرتے کہ ان کی عبادت میں نوافل بھی ہیں اگرچہ قیام سے ان کے قدموں پر ورم بھی ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ان کو یہ خیال رہتا تھا کہ جو نفل عبادات ہم بجالاتے ہیں یہ محض فرائض کے بعض نقصان اور کمی کو پورا کرنے والی ہیں۔ فی الحقیقت نوافل اس شخص کے ہوتے ہیں جس کے فرائض کامل ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (رات میں تہجد ادا کیجیے، یہ آپ کے لئے زیادتی ہوگی) میں اشارہ فرمایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اشارہ کیا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نفل ہیں کیونکہ آپ کے فرائض کامل طور پر ادا ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ آپ اس سے معصوم ہیں کہ آپ کی عبادت میں نقص واقع ہو۔

جیسا کہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصائص میں ذکر کیا ہے، اگر فرض کیا جاوے کہ کوئی ولی عبادت علیٰ درجہ الکمال پوری بھی کرتا ہے تو یہ بحکم وراثت رسول کے ہے۔ میں نے بعض علماء کے کلام میں دیکھا ہے کہ فرشتے اللہ کے حضور میں نماز کو اس وقت پیش کرتے ہیں جب وہ نوافل سے مکمل ہو جاوے۔

اس میں غور کر اور اس پر عمل کر۔ والحمد للہ رب العلمین:

۴۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ کسی کے تحفہ پر نظر نہ رکھتے۔ خواہ حجاز سے آیا ہو یا شام سے، دل میں خیال ہی نہیں لاتے تھے کہ فلاں ہمارے پاس کوئی کپڑا یا جوتا یا پھل وغیرہ تحفہ بھیجے گا۔ بلکہ ان باتوں سے اپنے قلب کو خالی رکھتے تھے۔ ایسا ہی اگر کسی ایسے شخص کو جو ابھی سفر سے آیا ہے تحفہ دیتے تو ان کے دل میں اس کی مکافات کا کچھ انتظار نہ ہوتا۔ بلکہ اس سے دل کو فارغ رکھتے۔ اور یہ اپنے دوست سے بدظنی کی وجہ سے نہ کرتے، بلکہ بے طمعی کی وجہ سے ایسا ہوتا تھا۔

اے دوست! خوب سوچ اور یاد رکھ کہ اگر تو کسی کو تحفہ بھیجے اور تجھے اپنے دوست کی نیک عادت معلوم ہو کہ وہ تجھے بدلہ دے گا، تو تجھے مناسب ہے، کہ قاصد کے ذریعہ اسکے پاس کہلا بھیجے کہ یہ ایسی چیز نہیں جس کا بدلہ ضروری ہو۔ تیرا دوست تجھے قسم دیتا ہے کہ اس کی خاطر اس کا بدلہ نہ بھیجنا تاکہ وہ مکافات کے بوجھ سے سبکدوش ہو۔ خواہ ایک لحظہ کے لئے ہو۔

ایک دفعہ میں نے اپنے دوست شیخ شمس الدین کے پاس تھوڑا سا تحفہ بھیجا تو انھوں نے اس سے کئی گنا زیادہ بدلہ دیا۔ جس سے مجھے ان کی بڑی مروت معلوم ہوئی لیکن مخفی نہ رہے کہ ابتداءً تحفہ کا بھیجنا شرعاً مطلوب ہے۔ خصوصاً جن میں پوشیدہ عداوت ہو۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ تہادوا تحابوا، یعنی ایک دوسرے کو تحفہ دو، آپس میں محبت بڑھے گی۔

دوسری حدیث میں ہے۔ تحفہ کینہ کو دور کرتا ہے۔ اے دوست! شرعی طریق پر تحفہ کی ابتدا کر اور جو سفر سے آئے اس سے ہدیہ کی امید نہ رکھ اور جس کو تو تحفہ دے

اس سے بدلہ کا انتظار نہ کر۔ اگر تو ان باتوں کی مخالفت کرے گا تو سلف کے طریق سے خارج ہو جائے گا۔ اس کو خوب یاد رکھ۔ والحمد للہ رب العلمین ؛

۸۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ مہمان نوازی پر مصمم ارادہ رکھتے کیونکہ مہمان اپنا رزق کھاتا ہے۔ شیخ عبدالحلیم بن مصلح رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے مہمان کو قسم دیدیتے کہ جب تک تو اس شہر میں رہے اور کسی کے ہاں کھانا نہ کھانا۔ تو مہمان اس کے بعد کبھی کبھی آتا۔ میں نے شیخ مذکور سے اس معاملہ میں کہا تو فرمانے لگے، میں نے اس عزم سے سرخروئی حاصل کی ہے کیونکہ مہمان تو اپنا ہی مقسوم کھاتا ہے۔ اگر میں اس کی خدمت نہ کروں تو بھی ممکن ہے بہت دفعہ میری خلاف مرضی میرے ہاں سے کھا جائے۔ اور میں اس کے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک برا بنوں۔ میں نے حضرت شیخ محمد شناوری رح اور شیخ عبدالرزاق بخاری رح کی اولاد کے ساتھ یہی برتاؤ کیا ہے۔ جب کہ وہ میرے پاس تین ماہ ٹھہرے پھر جب وہ دوسرے کے وہاں کھانا کھاتے تو میں ان پر سخت ناراض ہوتا اس سے وہ خوش ہوتے، اور مجھ پر جو بوجھ کا گمان تھا وہ دور ہو جاتا۔

اے دوست! اسے یاد رکھ۔ والحمد للہ رب العلمین ؛

۸۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ کھانے پینے میں نہایت احتیاط اور پرہیزگاری کرتے۔ ان میں سے بعض تو جب تک جائز طریق سے نوبت بنوبت سات یا تین ہاتھوں میں کھانا ادل بدل نہ ہو لیتا، نہ کھاتے۔ اور اگر ان کو ایسا کھانا نہ ملتا تو بھوکے رہتے، یہاں تک کہ ان کے

مناسب حال ان کو حلال مال ملتا۔ میرے دوست شیخ افضل الدین ایسے بزرگوں میں سے آخری تھے، جن کو میں نے دیکھا ہے کہ جب تک حلال طریق پر سات شخصوں کے قبضہ میں طعام نہ گزر لیتا نہ کھاتے۔ اگر ان کو ایسا کھانا نہ ملتا تو کئی کئی دن تک متواتر فاقہ کرتے یہاں تک کہ ان کی انتڑیاں ایک دوسرے کو کاٹنے لگتیں اور ان کو عقل اور دین کا فکر ہو جاتا۔ پس اس وقت مضطر کے طور پر کھاتے آپ ان قبضوں کو بذریعۂ کشف معلوم کر لیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی پیروی کی برکت سے مجھ پر بھی احسان کیا ہے، لیکن فقط تین ہاتھوں کے تبادلے تک۔ پھر اگر مجھے اس میں کچھ شک ہوتا ہے تو تے کر دیتا ہوں۔ اور کبھی کبھی وہ خود مجھے بتلا دیتا ہے۔

فالحمد للہ رب العٰلمین۔

۴۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ وہ ہر وقت اپنے نفسوں کی جانچ پڑتال کرتے رہتے تاکہ منافقوں کی صفات سے اپنے کو نکال دیں اور مومنین کی خصال پیدا کریں کیونکہ یہ دونوں صفات ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔

حدیث شریف میں ہے لا یؤمن احدکم حتی یامن جارہ بوائقہ، یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کے دھوکے اور ظلم سے بے خوف نہ ہو۔ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بوائق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، دھوکہ اور ظلم۔ کیونکہ ہر مومن کو دوسرے کا خیر خواہ ہونا چاہیے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض تصانیف میں مومن کی صفات کا

ایک معتد بہ حصہ جمع کیا ہے اور لکھا ہے کہ مومن کو نہایت باحیا، کم ضرر، کثیر النفع بے شر، راست گو، کم سخن، کثرت سے کام کرنے والا، کم چُوکنے والا، بوالفضولی سے دور رہنے والا، برادر پرور، صلہ رحمی کرنے والا، باوقار، شکر گزار، تنگیٔ رزق کے وقت اللہ تعالےٰ سے راضی رہنے والا، بردبار، دوستوں پر مہربانی اور شفقت کرنے والا۔ پاکدامن ہونا لازم ہے۔ اور لعنت باز، گالی گلوچ کرنے والا، عیب جو، پس پشت غیبت کرنے والا، چغلخور، جلد باز، حاسد، کینہ ور، متکبر، خود پسند، طالب دنیا، طویل الامل اکثر سونے والا، ریاکار، منافق، بخیل نہ ہو۔ خوش باش ہو، عیب جو نہ ہو۔ اللہ ہی کے واسطے دوستی رکھے، اور اسی کے لئے دشمنی۔ اللہ ہی کی خاطر راضی ہو، اور اسی کی خاطر خفا ہو۔ اس کا زاد راہ تقویٰ ہو۔ اس کی ہمت آخرت ہو۔ اور اس کا مونس ذکر الٰہی ہو۔ اس کا محبوب اس کا مولیٰ ہو۔ اس کی تمام کوشش آخرت کے لئے ہو۔

غرض کہ اس قسم کی تین سو خصلتیں ذکر کی ہیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اگر منافقوں کے دُم نکل آئے تو ان کی کثرت کے باعث راستہ چلنے کی کھلی جگہ نہ ملے۔

حذیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انسان کے منہ سے ایک بات ایک دفعہ نکلتی تو منافق ہو جاتا، مگر اب ایک شخص سے ایک ہی مجلس میں ایسی بات دس دفعہ سنتا ہوں لیکن وہ متنبہ نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے، المنافق ھمتہ فی الطّعام والشّراب والمؤمن ھمتہ فی الصّیام والصّلٰوۃ ، منافق کی تمام کوشش کھانے پینے میں ہوتی ہے، اور مومن کی سعی نماز و روزہ میں۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، مومن کی قوت دل میں ہوتی ہے اور کافر و منافق کی طاقت ہاتھ میں۔ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، مومن کی

علامت یہ ہے کہ عبادات بجالاتے اور اس کے باوجود روتا رہے۔ اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ عمل کو بھول جائے اور ہنستا رہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، مومن درخت خرما لگاتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا پھل کانٹا نہ ہو۔ اور منافق کانٹے بوتا ہے اور خواہش کرتا ہے کہ اس کو چھوہارے لگیں۔ اے دوست! اس کو یاد رکھ اور موت سے پہلے اپنی تلاشی لے اگر منافقوں کی عادات ہوں تو افسوس کر اور رو، اور بکثرت استغفار کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۴۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اپنی ابتدائی حالت میں درہم ودینار جمع نہ کرتے اور منتہی ہونے کی حالت میں ان کو جمع کرتے تاکہ خرچ کریں۔ کیونکہ انسان ابتدائے طریقت میں دودھ پینے والے بچہ کی طرح ہے کہ دودھ چھڑاتے وقت ایلوے کی ضرورت پڑتی ہے جو پستان پر لگایا جاتا ہے کہ بچہ اس دودھ سے نفرت کرے، جو اسے مضر ہے۔ پس جب ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ پستان کے چوسنے سے اسے نفرت ہو گئی ہے تو وہ بھی اس کے پینے کو بُرا جاننے لگتا ہے یہی کیفیت فقیر کے اختتام مراتب میں ہوتی ہے کہ دنیا سے نفرت کرتا ہے اور اس مقام میں مال کا جمع کرنا اس کا کمال ہوتا ہے تاکہ اس کی بدولت سوال سے بچے اور اس کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

ایک آدمی نے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس رہنے کی خواہش کی۔ آپ نے اس سے کہا، ایک شرط پر کہ تیرے مال میں تیرا حق مجھ سے زیادہ نہ ہو گا۔ اس نے کہا، میں یہ نہیں کر سکتا۔ پھر چلا گیا۔ تورات میں مذکور ہے کہ جو دل دنیا کو پسند کرتا ہے اسے

سچ بولنا حرام ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اے لوگو! جان لو کہ دراہم بچھو ہیں۔ جو ان کا منتر اچھی طرح نہیں پڑھے گا اس کو ان کا زہر قتل کر ڈالے گا۔ لوگوں نے پوچھا، اس کا منتر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ان کو حلال طریق سے حاصل کرے اور برمحل خرچ کرے۔

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، انسان کے نزدیک جب تک سونا اور مٹی یکساں نہ ہوں، صالح نہیں ہو سکتا۔ شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو شخص حصول دنیا سے خوش ہو وہ منافق ہے۔ اس سے وہ شخص مراد ہے جو دنیا سے بے رغبتی ظاہر کرتا ہو، لیکن جو اس کا اظہار نہیں کرتا وہ منافق نہیں۔ واللہ اعلم۔

علاء بن زیاد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، عالم کامل اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک دنیا اور عورتوں سے پرہیز نہ کرے۔ اے دوست! دنیا کی بیہودہ باتوں سے پرہیز کر اور اپنے اسلاف کی تقلید کر، دنیاوی مصائب سے بچ جائے گا۔

والحمد للہ رب العالمین

۴۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ مرید کو اللہ کے کاموں میں لگانے کو اپنی خدمت میں لگانے سے زیادہ پسند کرتے اگر کسی کو اپنی ضرورت کے لیے بلاتے اور وہ ذکر یا تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوتا، تو نہ جاتا۔ یہ ان کے نزدیک اپنی ضرورت سے زیادہ ضروری ہوتا، اگرچہ وہ ضرورت کیسی ہی مہتم بالشان کیوں نہ ہو۔ مثلاً آٹا پیسنا، روٹی کھانا، وغیرہ وغیرہ۔ اس خصلت پر وہی چل سکتا جو نفسانی رعونت سے پاک ہو اور جس کی محبت اللہ کی رضا سے پختہ ہو، کہ اپنی تمام خواہشات پر اسے مقدم جانے۔

میں درود شریف کا وظیفہ کیا کرتا تھا۔ ایک رات میں اللہ کے ذکر میں ایسا مستغرق ہوا اور ایسا جی لگا کہ رات بھر ذکر اللہ ہی میں رہا، جس سے میرا درود شریف کا وظیفہ قضا ہو گیا۔ میں اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت شرمندہ ہوا۔ جب صبح ہوئی تو اپنے مرشد سید علی خواص رحمہ اللہ تعالٰی سے میں نے اس کا ذکر کیا۔ انھوں نے فرمایا، اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ ہونا مناسب نہیں، کیونکہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے زیادہ اللہ تعالٰی کو محبوب رکھتے ہیں۔ اور نہ تجھے یہ خیال ہونا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے اس فعل سے ناراض ہوں گے بلکہ وہ درود شریف کی نسبت ذکر اللہ پر زیادہ خوش ہوں گے۔ علاوہ ازیں درود شریف میں ذکر الٰہی بھی ہے۔ اسی طرح ہر مرشد کو مرید کے درود شریف پڑھنے پر زیادہ خوش ہونا چاہیے۔ اے اللہ! میرے پیر اور شیخ پر رحم کر اور اس کو معاف کر دے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کے نزدیک اپنے نفس و مال سے زیادہ محبوب ہیں۔ اے دوست! اسمیں تامل کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۴۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اعمال اُخروی کو امور دنیا پر مقدم رکھتے۔ یعنی صبح کی نماز کے بعد وظیفہ کو تمام کاموں سے مقدم سمجھتے، جیسا کہ سردیوں کی راتوں میں لحاف میں سونے پر تہجد کو ترجیح دیتے۔ یہی عادت تمام سلف کی تھی۔ جو اس قاعدہ کا پابند نہ ہو اور اس کی ہمت دنیا ہی سے وابستہ ہو وہ سلوک سے خارج ہے۔

ایک دفعہ میں نے ایک بزرگ کو باغ کی سیر کا قصد کرتے ہوئے دیکھا جس کے

نتیجہ میں اس دن کا وظیفہ اور صبح کی نماز چھوڑ دی۔ حالانکہ صوف کا عمامہ باندھے ہوئے تھا جو صوفیا کا شعار تھا۔ تو میں نے اس سے کہا، اگر تم عمدہ کپڑے پہنتا اور دنیا داروں جیسا قیمتی عمامہ باندھتے اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرتے اور اپنا وظیفہ پورا کرتے، تو یہ اللہ تعالےٰ کو زیادہ پسندیدہ ہوتا۔ اس نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ یونس بن علیدہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جس شخص کے نزدیک تسبیح (سبحان اللہ کہنا) یا تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) دنیا وما فیہا سے بہتر نہ ہو اسکے نزدیک دنیا آخرت پر مقدم ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جس شخص نے دنیا کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا تو وہ اپنے مہر میں اس کا پورا دین مانگے گی۔ اور اس کے سوا راضی نہ ہوگی۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

۴۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اپنے بعد اولاد کے ضائع ہونے کا خوف نہ کھاتے۔ اسی لئے جو ان کے ہاتھ میں آتا خرچ کر دیتے اور جمع نہ کرتے۔ اگر ان کو اپنی اولاد کے برباد ہونے کا خیال ہوتا اور حرص و بخل اور کنجوسی ان پر بھی غالب معلوم ہوتی تو وہ اپنے کو صوفیائے کرام کے مسلک سے خارج سمجھنے لگتے۔

حدیث شریف میں آیا ہے مبخلۃ مجبنۃ یعنی اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہے۔ یعنی جہاد وغیرہ میں جان ومال خرچ کرنے سے بزدل اور بخیل بنا کر چھوڑتی ہے نیز حدیث شریف میں آیا ہے مالک ما قدمت ومال وارثک ما اخرت یعنی تیرا مال وہ ہے جو تو آگے بھیج چکا ہے اور جو کچھ تو اپنے بعد چھوڑ جائے گا، وہ تیرے وارثوں کا مال ہے۔

ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، خرچ کرو اور اولاد کا خیال نہ کرو۔ کیونکہ اگر وہ مومن ہوں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو بےحساب دیگا۔ اور اگر وہ فاسق ہوئے تو تم فسق میں ان کے مددگار کیوں بنتے ہو۔ سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جو کچھ آتا خرچ کر دیتے۔ اس پر ان کی بیوی نے آپ کو ملامت کی۔ آپ نے فرمایا مجھے خود نیکی لے کر تجھے تکلیف میں چھوڑ جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ خود بدی لے جاؤں اور تمہیں خیر (مال ومتاع) میں چھوڑ جاؤں۔

محمد بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اپنے نیک دوست پر خرچ کر کیونکہ وہ تیرے وارثوں سے تیرے حق میں زیادہ مفید ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تیرا دوست تیرے واسطے دعا کرے گا جب کہ تو قبر میں مٹی کی تہوں کے تلے نیچے پڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ ممکن ہے اس کی دعا کی بدولت تو قبر سے بالکل صاف نکلے گا تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ لیکن وارث مال کو تقسیم کریں گے اور تجھے یاد بھی نہیں کریں گے اور نہ تیرا احسان مانیں گے بلکہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارا حق بنایا ہے۔

مروی ہے کہ جب محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ تعالیٰ کے موت کا وقت قریب ہوا تو اپنا تمام مال خرچ کر دیا۔ لوگوں نے کہا، آپ نے اپنی اولاد کے لئے کچھ مال کیوں نہ باقی رکھا، تو فرمانے لگے، مال کا اپنے لئے جمع کرنا اچھا ہے۔ میں نے اولاد کے لئے فضل الٰہی جمع کیا ہے۔

مدائنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اولاد کو ادب کا ورثہ دے جانا مال کی وراثت سے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ ادب سے مال، عزت اور دوستوں کی محبت حاصل ہو سکتی ہے اور دین و دنیا کی خوبیاں اکٹھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن مال جلد ضائع ہو جاتا ہے اور اولاد نہ دنیا کی رہتی ہے نہ آخرت کی۔ ہم نے متروکہ مال اکثر آزمایا ہے۔ اس میں

خیر و برکت نہیں ہوتی، کیونکہ وہ وارث کی کمائی نہیں۔ اور مورث اس کو وارث وغیرہ کو دینے میں بخل بھی کرتے ہیں۔ اے دوست! اسے یاد رکھ۔

والحمد للہ رب العلمین

۴۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کے لئے زوروا القبور فانھا تذکرکم الاٰخرۃ (یعنی قبروں کی زیارت کرو کیونکہ وہ تمھیں آخرت کی یاد دلائیں گی) ہر رات کو مسلمانوں کی قبروں پر جاتے۔ یہ عادت آجکل بہت کم ہو گئی ہے اور اگر یہ ہو بھی اور لوگ قبروں پر چلے بھی جائیں تو بھی ان کے دلوں پر اثر یا عبرت نہیں ہوتی بلکہ محض ایک عادت کے طور پر چلے جاتے ہیں۔

سب سے آخری نیک مرد جس کو میں نے اس حکم پر عمل کرتے دیکھا محمد بن عنان رحمہ اللہ تعالےٰ ہیں۔ آپ ہر جمعہ کو قبرستان میں جاتے اور ہر واقف اور ناواقف کی زیارت کرتے۔ جب قبور کو دیکھتے تو روتے اور جو ذکر اس مقام میں وارد ہے وہ پڑھتے پھر فرماتے، ان تمام میں کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو دو رکعت نماز کا آرزو مند نہ ہو یا کلمہ توحید ہی پڑھنے کی خواہش نہ کرتا ہو، خواہ اسے ایک ہی دفعہ کا موقع ملے۔ پس تم بھی عمر کو غنیمت شمار کرو۔

ہشام دستوائی رحمہ اللہ تعالےٰ جب قبرستان کو دیکھتے اور گھر واپس آجاتے تو کئی دن چراغ روشن نہ کرتے اور فرماتے، میں اس سے قبر کا اندھیرا یاد کرتا ہوں۔
عطار سلمی رحمہ اللہ تعالےٰ اکثر بعد عشاء قبرستان میں جاتے اور صبح تک ان سے باتیں کرتے رہتے۔ جب واپسی کا قصد کرتے تو فرماتے، اے قبر والو!

تم مر گئے، ہائے موت ۔ اور تم نے اپنے اعمال کو دیکھ لیا، ہائے عمل ۔
ابو درداء رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ تمہارے اعمال تمہارے مُردوں کو دکھلائے جاتے ہیں پس وہ کبھی خوش ہوتے ہیں اور کبھی ناراض ۔ نیز آپ اکثر فرماتے :۔
اللّٰھمّ انّی اعوذ بك من ان اعمل عملاً تخزی به اموات بین الاموات
اے اللہ! میں تجھ سے ایسے عمل کرنے سے پناہ چاہتا ہوں جس سے میرے مُردہ بزرگ دوسرے مُردوں میں شرمندہ ہوں ۔
اے دوست! تجھے معلوم ہے کہ اسلاف کا یہ کام نہ تھا کہ زندگی میں ہی قبر کھود رکھتے بلکہ ماتدری نفسٌ بایّ ارضٍ تموت (کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کہاں مرے گا) کا لحاظ کرتے ۔ لیکن مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیر سمعان میں قبر کھودی تھی اور کھودتے جاتے اور غلام مٹی کو ایک طرف کرتے جاتے ۔ حتیٰ کہ فارغ ہو گئے ۔ پھر ساتویں دن اس میں دفن ہوئے ۔
علماء سلف میں سے کسی نے کبھی قبر پر قبہ نہیں بنوایا اور نہ جنگلہ وغیرہ لگوایا، اور نہ اس کی دیواروں کو آراستہ کیا اور نہ اس میں مراتب مقرر کئے، برخلاف آج کل کے بناوٹی صوفیوں کے کہ انھوں نے یہ بدعت نکالی ہے کہ اکثر اوقات یہ کام ظالموں کے مال سے کیا جاتا ہے ۔ پس نیک آدمی کو اس قسم کی باتوں سے اجتناب ضروری ہے ۔ علماء نے کہا ہے کم من ضریح یزار وصاحبه فی النار یعنی بہت سی قبریں ایسی ہیں کہ لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں لیکن ان کی میت دوزخ میں ہے۔
میں نے ایک عجمی پیر کو اپنی کتابیں، کپڑے اور گھر کا اسباب بیچتے دیکھا جس سے اس نے اپنا مقبرہ بنوایا ۔ اور پیر بن بیٹھا ۔ اس پر بہت سا مال خرچ کیا اور اس کے دروازے پر لکھا : قف علی الباب خاضعاً واحسن الظن وادتجم

ھو باب مجرب لقضاء الحوائج. یعنی اس دروازے پر عاجزی سے کھڑا ہو، اور حسن ظن رکھ کر امیدوار ہو کیونکہ ضرورتوں کو پورا کرنے میں یہ دروازہ مجرب ہے۔

جو اس قبہ کو دیکھتا اور اس تحریر کو پڑھتا وہ اس فقیر کی حالت پر ہنستا اور کہتا اسے ڈر تھا کہ لوگ میرے مرنے کے بعد کہیں میری پرواہ ہی نہ کریں، اس لئے اس نے یہ لکھا دیا ہے کہ لوگ اسے بزرگ کہیں۔ یہ تمام باتیں دھوکہ دہی کی ہیں اور بزرگوں سے تمسخر کی ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، اور نہیں طاقت نیکی کی مگر اللہ کی توفیق سے جو برتر بزرگ شان والا ہے۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۴۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ ہر مجلس میں ذکر الٰہی اور درود شریف سے نہ چوکتے۔ اس حدیث نبوی پر عمل کی غرض سے کہ لا یجلس قوم مجلسا لم یذکروا اللہ فیہ ولم یصلوا علیٰ نبیھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیھم ترۃ ای طیعۃ ونقصا یوم القیامۃ۔ یعنی کوئی قوم کسی جگہ نہیں بیٹھتی جس میں اس نے اللہ کا ذکر اور درود نہ پڑھا ہو مگر قیامت کے دن اس پر ہلاکت یعنی نقص اور کمی شمار ہوگی۔

نیز اس حدیث پر عمل کرنے کی خاطر لیس یتحسر اھل الجنۃ الا علیٰ ساعۃ مرت بھم لم یذکروا اللہ فیھا۔ یعنی اہل جنت محض اسی ساعت پر افسوس کریں گے جو بغیر ذکر الٰہی ان پر گزر گئی ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے آیت فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا) سے ہم پر آسانی کردی ہے کہ ذکر الٰہی

کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں فرمائی۔ اگر اللہ سبحانہ وتعالےٰ کوئی جگہ مخصوص کر دیتا تو تمہیں وہاں جانا ضروری ہوتا، خواہ ایک صدی کی مسافت کا راستہ ہوتا۔ جیسا کہ کعبہ میں لوگوں کو بلایا ہے۔ پس اسی کو تعریف اور اسی کی احسان مندی ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جب اپنی مجلس میں کسی مخلوق کا ذکر کرتے ہو تو اللہ تعالےٰ کو یاد کر لیا کرو۔ کیونکہ ذکر الٰہی مخلوق کے ذکر کی بیماری کا علاج ہے۔ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس جو بیٹھنا چاہتا اس پر شرط کرتے کہ اللہ کی یاد سے غافل نہ رہنا۔

داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ذاکرین کے سوا باقی تمام نفوس دنیا سے پیاسے نکلتے ہیں۔ وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا وہ ہے جو مجلس کا افتتاح ذکر الٰہی سے کرے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تعجب ہے ان لوگوں پر جو میت پر روتے ہیں، جس کا جسم مردہ ہو چکا ہے اور جس کا دل مردہ ہو چکا ہے اس پر نہیں روتے۔ حالانکہ یہ موت جسم کی موت سے سخت ہے۔ بشر بن منصور رحمہ اللہ تعالےٰ لوگوں سے میل جول کم کرتے اور فرماتے لوگوں سے میل جول غفلت کا سبب ہے۔ بخدا میرے پاس کبھی کوئی ایسا شخص نہیں بیٹھا جس کی مجلس کو میں نے ترک کرنا مناسب نہ جانا ہو۔ کیونکہ اس کا ترک میرے لئے اور اس کے لئے مفید ہے۔ اے دوست! اسے خوب یاد رکھ۔

والحمد للہ رب العلمین

۵۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:-

کہ زمین پر پہلو اس وقت لگاتے جب بیٹھ نہ سکتے اور جب ان کو قرآن سے

معلوم ہوجاتا کہ اللہ تعالےٰ اس قدر ان کو معاف کر دے گا۔ جن حضرات کو میں نے اس صفت سے موصوف دیکھا ہے ان میں سب سے آخر شیخ تاج الدین ذاکر ہیں۔

وفات کی رات انھوں نے اپنے دوستوں کو بتلایا کہ ستائیس سال سے انھوں نے اپنا پہلو زمین پر نہیں لگایا۔ یہی حالت شیخ ابو السعود جارحی رحمہ اللہ تعالےٰ کی تھی۔

اسلاف میں جو حضرات اس طریق کے پابند تھے اس میں سے عمر بن عبد العزیز، بشر حافی، محمد بن اسمٰعیل بخاری، امام احمد بن حنبل، امام ابو حنیفہ، رابعہ عدویہ، اوزاعی اور ایک جماعت علماء کی جن کو میں نے کتاب "طبقات" میں ذکر کیا ہے۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ پر جب نیند کا غلبہ ہوتا تو گھر میں ٹہلنے لگتے اور یہ شعر پڑھتے ؎

وکیف تنام العین وھی قریرۃ — ولم تدر فی ای المحلین تنزل

ترجمہ: وہ آنکھ آرام کے ساتھ کس طرح سو سکتی ہے جسے یہ معلوم نہیں کہ دو جگہوں میں سے کس جگہ اس کی منزل ہوگی۔ (جنت میں یا دوزخ میں)

ایسا ہی رابعہ عدویہ اور شعوانہ اور فاطمہ رلیہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہن کہا کرتی تھیں کہ ہم اچانک گرفتار ہونے سے ڈرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو نیکی کا مدعی ہو اور بغیر عذر کے صبح تک سوئے وہ کاذب ہے۔ اسے خوب یاد رکھ۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۵۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ ادائے حقوق اللہ میں کوتاہی کرنے پر نہایت افسوس کرتے اور روتے، تاکہ اللہ تعالےٰ ان پر رحم فرماتے۔ اس خصلت میں ابو بکر صدیق رضؓ عمر بن خطاب رضؓ

اور ابو درداءؓ اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ مبارک پر کثرت سے رونے کے باعث دو سیاہ خط ہو گئے تھے۔ یہی حال عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تھا۔ اور اسی طرح عمر بن عبدالعزیزؒ، یزید رقاشی، فضیل بن عیاض، بشر حافی، معروف کرخی رحمہم اللہ تعالیٰ کی حالت تھی۔

یزید رقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ جب اپنے گھر جاتے تو روتے۔ اور جب انکے سامنے کھانا رکھا جاتا جب روتے، اور جب دوستوں میں بیٹھتے، روتے اور دوستوں کو بھی رُلاتے اور فرماتے، دوزخ ہم جیسوں ہی کے لئے تیار ہوئی ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، آنکھوں کا رونا حقیقی رونا نہیں ہے بلکہ دل کا رونا حقیقی رونا ہے۔ کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کی آنکھیں روتی ہیں اور دل سخت ہوتا ہے۔ کیونکہ منافق کا آنسو سر سے آتا ہے دل سے نہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، گریہ کے دس حصے ہیں، ایک اللہ کے واسطے ہے اور باقی دکھاوے کے لئے۔ پس اگر سال میں ایک دفعہ وہ حصّہ آجائے جو اللہ کے لئے ہے، تو وہ شخص انشاء اللہ دوزخ سے بچ جائے گا۔

میں کہتا ہوں، آدمی کا رونا دل اور آنکھ کے بغیر پورا نہیں ہوتا، صرف ایک سے رونے والے کا رونا ناقص ہے۔ خصوصاً جب اس شخص کے پیرو بھی ہوں، کیونکہ اس کا دل میں رونا متبعین کے لئے سود مند نہیں، اس لئے آنکھ سے رونا بھی ضروری ہے۔ اگرچہ دل سے رونے کا درجہ افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

صالح مری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، گناہ دلوں کو زنگ آلودہ کر دیتے ہیں جو بغیر روئے زائل نہیں ہوتا۔ ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ ہر شام کو اتنا روتے کہ غشی آجاتی۔ اور فرماتے، میں نہیں جانتا کہ میرا آج کا بُرا عمل جو آسمان پر

گیا ہے، اللہ نے معاف کر دیا ہے یا ابھی تک اعمال نامہ میں موجود ہے جس کو قیامت کے دن دیکھوں گا۔ مکحول دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب تم کسی کو روتے دیکھو تو اس کے ساتھ رونے لگ جاؤ اور اسے ریاکار خیال نہ کرو۔ کیونکہ میں نے ایک دفعہ ایک آدمی کی نسبت یہی خیال کیا تھا، تو ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔ اے دوست، اسے خوب یاد رکھ ۔ والحمد للہ رب العلمین :

۵۲ - سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ قلت عمل کے باعث اپنے ہلاک ہونے کا یقین رکھتے۔ گناہ تو درکنار، اس کے تو قریب نہ جاتے اور فرماتے، اللہ تعالیٰ سے معافی کا امیدوار ہونا تحصیل حاصل ہے بلکہ اس کا استحضار رکھتے کہ اللہ تعالیٰ ذرہ ذرہ پر مواخذہ کرے گا۔ تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف کھائے۔ کیونکہ جو یہاں دنیا میں اپنا حساب نہیں کرتا وہ قیامت میں دیر تک حساب کیلئے کھڑا کیا جاوے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مہربانی کے خواستگار ہیں ۔

سید علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اس وقت تک فقیر کامل نہیں ہو سکتا جب تک اسے دن رات قیامت کی تکالیف مدنظر نہ ہوں۔ تاکہ یہاں ہی سے اس کی تیاری شروع کر دے۔ اور اکثر فرمایا کرتے جو شخص قبر میں آسانی چاہتا ہے وہ پوشیدہ ایسا فعل نہ کرے جس سے آخرت میں ذلیل ہو۔ جب تک اس کا باطن بُرا ہے اس کو خوف لازم ہے۔ یہاں تک کہ قبر سے بھی خوف زدہ اُٹھے گا۔ اسی لئے لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو فرمایا کرتے تھے۔ بیٹا! جس طرح تو سوتا ہے اسی طرح مرے گا اور جس طرح جاگتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد اُٹھے گا پس

تو نیک عمل کرتا کہ دلہن کی طرح سوئے اور اُٹھے اور بُرے اعمال سے باز رہ تاکہ اس مجرم کی طرح خوفزدہ نہ ہوئے اور نہ جاگے جس کو بادشاہ قتل کیلئے تلاش کرتا ہو۔

کعب احبار رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں، جس نے دروازہ بند کر کے اللہ کی نافرمانی کی اور مخلوق سے حیا کیا مگر اللہ تعالٰی سے نہ شرمایا تو اللہ تعالٰی اس کا حساب سختی سے لے گا اور سخت دہکتی ہوئی آگ میں اس کو داخل کرے گا اور اسکی طرف غصہ سے دیکھے گا اور کہے گا، اے فرشتو! پکڑلو، پس ہزار یا اس سے بھی زیادہ فرشتے اس کے پکڑنے کو دوڑیں گے اور اس کو منہ کے بل کھینچیں گے۔ مروی ہے کہ اس کے ہاتھوں میں وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اے اولاد آدم، تو اپنے متعلق ایسا ہی سمجھ، گویا تو اس عذاب میں گرفتار ہو گا اور مناسب ہے کہ تو انبیاء علیہم السلام کو سفارشی بنا دے۔ ممکن ہے ان کی وجہ سے تیری مغفرت ہو جائے۔

ابو عمران جونی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں، قیامت کے دن جو کچھ انسان کے ساتھ ہوگا اس کو دیکھ کر جانور کہیں گے، شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں انسان نہیں بنایا۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سام بن نوح کے دوبارہ زندہ کرنے کی درخواست کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے ان کی قبر دکھلا دو۔ لوگ آپ کو ان کی قبر پہ لے گئے، آپ ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا، اے سام! اللہ کے اذن سے کھڑا ہو جا۔ وہبؒ کہتے ہیں سام زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ دیکھا تو ان کا سر اور داڑھی سفید تھی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اے سام جب تمھارا انتقال ہوا تھا اس وقت تو تمھارے بال سیاہ تھے سام نے کہا، ہاں لیکن میں نے جب آواز سنی تو خیال کیا کہ قیامت ہو گئی۔ اس لئے قیامت کے خوف سے ابھی میری داڑھی اور سر کے بال سفید ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام

نے پوچھا، آپ کو فوت ہوئے کتنا زمانہ گزرا ؟ آپ نے فرمایا پانچ ہزار سال اور اب تک مجھے روح نکلنے کی سختی نہیں بھولی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب قیامت کا ذکر آتا تو گم شدہ بچہ والی ماں کی طرح چلا کر روتے اور فرماتے، ابن مریم کو قیامت کے ذکر پر خاموش بیٹھنا مناسب نہیں۔ اے دوست ! اسے یاد رکھ۔

والحمد للہ رب العلمین

۵۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ گھر وغیرہ بنانے کی پرواہ نہ کرتے بلکہ مروی ہے کہ مکان بنانے میں قدر ضرورت پر ہی اکتفار کرتے اور آرائش وغیرہ بالکل نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کے پاس اس قدر حلال مال نہ ہوتا اور نہ ان کو لمبی امیدیں ہوتیں اور نہ ان کو کوتاہی امل اس بات کی اجازت دیتی۔ حضرت احمد زاہد رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنا مکان اور جامع مسجد لبسدار مٹی سے بنوایا تھا اور کھجور کی شاخوں کی چھت ڈالی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بزرگی کا مدعی ہو پھر وہ بخوشی دنیا میں مضبوط مکان بنوائے، تو وہ جھوٹا ہے۔ خصوصاً جو انقطاع الی اللہ کا مدعی ہو، کیونکہ یہ اس کو کسی وقت بھی مناسب نہیں۔ ہاں جب اس کو خیرات یا صدقہ کے خیال سے بنائے تو اس وقت اس کے مضبوط بنانے کا باعث اپنی موت کے بعد صدقہ کا جاری رکھنا ہو گا۔ جیسا کہ حضرت مدین رح اور ابو العباس عمری رح وغیرہ وغیرہ نے کیا ہے۔ اس میں حرج نہیں۔

علمائے سلف کا دستور حرص اور طول امل کا ترک کرنا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی ایک مہینہ کی میعاد پر خریدی ہے تو آپ فرمانے لگے، کیا تم اسامہ سے تعجب نہیں کرتے ؟ بیشک

اسامہ طویل الامل آدمی ہے۔ پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخدا جب میں قدم اُٹھاتا ہوں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے اس کو رکھنے سے پہلے ہی موت آجائے اسی طرح جب آنکھ کو کھولتا ہوں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے اس کو بند کرنے سے پہلے ہی موت آجائے اور جب ہاتھ میں لقمہ اُٹھاتا ہوں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے اس کو نگلنے سے پہلے ہی موت آجائے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، دنیا زاہدوں کی مطلقہ ہے جس کی عدت کبھی ختم نہ ہوگی۔ جو دنیا کو طلاق دیتا ہے اس سے آخرت فی الفور نکاح کر لیتی ہے میں نے حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ سے سنا ہے، کوئی انسان طول امل سے خالی نہیں مگر ہر ایک کا درجہ ہے۔ سب سے اعلیٰ وہ ہے جس کی آرزو ایک سانس ہو نیز طول امل ہر ایک کیلئے رحمت ہے، اگر یہ نہ ہوتی تو کوئی زندہ نہ رہتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، دریا میں مچھلی کی پیٹھ پر اور خشکی میں کھجور کی گٹھلی کی پشت پر لکھا ہے یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے اس کو اُس کے سوا کوئی نہ کھائے گا۔ اسکے باوجود حریص رزق کیلئے سرگرداں رہتا ہے، اور اس بات سے ڈرتا ہے کہ میرے رزق کو کوئی اور لے لے۔ اے دوست، اسے خوب یاد رکھ۔

والحمد للہ رب العلمین

۵۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ گناہگار اور مطیع ہر قسم کے مسلمان پر بلکہ تمام حیوانات پر شفقت رکھتے اور ایسے کام کرتے جن سے دوسروں کے ایمان میں خلل نہ پڑے۔ یہ سب سے اعلیٰ وصف ہے۔ اس پر عامل وہی ہو سکتا ہے جس کی بصیرت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے

منور کیا ہوا پھر وہ حضور کی وراثت میں لوگوں کو اپنی جان سے زیادہ محبوب رکھتا ہے، یہی وجہ تھی کہ لوگ ان کے پاس رہنے میں از حد رغبت کرتے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات ان کے پڑوس والے مکان کی قیمت دوسرے مکانات سے بہت زیادہ بڑھا دیتے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، گھر کا ہمسایہ اگر کشادہ پیشانی، شیریں کلام ہو تو گھر کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت رحیم تھے۔ بسا اوقات آپ ایک قوم کے پاس سے گزرتے تو اس کو السلام علیکم نہ کہتے، اور فرماتے، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ مجھے حقیر جان کر میرے سلام کا جواب نہ دیں گے تو میرے باعث گناہگار ہوں گے۔

ابو عبد اللہ مغاربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جو گناہگار کو بنظر رحمت نہ دیکھے وہ طریق تصوف سے باہر ہے۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ حال تھا کہ جو آپ پر سختی کرتا اس کے حق میں بد دعا نہ کرتے اور فرماتے، اس کو اپنے ظلم کی سزا ہی کافی ہو گی۔ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان سے قریب اجب کوئی مسافر اترتا اور وہ سو جاتا تو آپ تمام رات صبح تک بیدار رہ کر اس کے اسباب کی نگرانی کرتے اور اس کو معلوم بھی نہ ہوتا۔

مروی ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا آپ کے نزدیک کون شخص ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو مومن کے کانٹا چبھنے کی خبر پا کر اس طرح غمگین ہو کہ گویا وہ کانٹا خود اسی کے چبھا ہے۔

سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سایہ میں بیٹھے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

دھوپ میں تھے تو اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے کہ آپ کیلئے مناسب نہیں کہ آپ سایہ میں بیٹھیں اور آپ کے صحابہ دھوپ میں ہوں۔

ابو عبداللہ بن عون رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، سب سے پہلے اس اُمت سے شفقت اٹھائی جائے گی۔ جب کسی مسلمان کو کوئی کام پیش آتا تو سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ اپنی ضروری حوائج کو روک کر اس کے لئے کوشش کرتے۔

معروف کرخی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو ہر روز امّت محمدیہ کیلئے یہ دعا کرے، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر رحم فرما اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اصلاح فرما، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے مصیبت دور فرما، تو اللہ تعالےٰ اس کو ابدال کے دفتر میں لکھ دیتا ہے۔

اے دوست ان باتوں کو یاد رکھ اور رحمدلی میں اپنے بزرگوں کی اقتدار کر۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

۵۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جب کوئی فقیہہ اہل طریق کے اعمال میں سے کسی حال پر انکار کرے اور اہل تصوف اس پر حجت قائم نہ کر سکیں تو فقیہہ کی موافقت کرتے۔ کیونکہ عالم ایک ایسے دائرہ میں ہے کہ اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ مثلاً اگر کہے کہ قطب، ابدال، اوتاد کی کچھ حقیقت نہیں۔ تو کہنا چاہیئے کہ ہاں ٹھیک ہے، اور دل میں خیال ہو کہ بیشک تمہارے نزدیک کچھ حقیقت نہیں۔ اور اگر کہے کہ اولیاء سب گذر گئے اب

کوئی نہیں رہا۔ تو کہنا چاہیے کہ سچ کہتے ہو۔ یعنی تمہارے اعتقاد کے مطابق کوئی نہیں رہا۔ اور اگر کہے کہ خضر علیہ السلام کا وجود ہی نہیں۔ تو کہنا چاہیے، درست ہے۔ خصوصًا جب منکرین میں سے کسی عالم کا قول دلیل میں پیش کرے۔ جیسے ابن تیمیہ وغیرہ اکثر صوفیوں نے ان کے خلق کے خلاف فقہاء کی مخالفت کی جس کی وجہ سے دونوں فریق میں فساد اور شر پھیل گیا۔ طرفین میں سے ہر ایک کی آبرو ریزی ہوئی۔ صوفیاء کو بُرا کہا گیا۔ لیکن پہلے بزرگ ایسے نہ تھے۔

میں کہتا ہوں، ابدال کے وجود پر حدیث دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان ابدلاء امتی لایدخلون الجنۃ بکثرۃ صوم ولا صلوٰۃ وانما دخلوھا بسخاوۃ النفوس والنصح للامۃ یعنی میری امت کے ابدال کثرتِ صوم وصلوٰۃ کے سبب جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ سخاوت نفس اور امت کی خیر خواہی کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس اُمت میں اس کی نظیر موجود ہے۔

والحمد للہ رب العلمین

۵۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ ریاضت نفس بکثرت کرتے، یہاں تک کہ بعض ان میں سے نقائص کی نسبت اپنی طرف کرتے اور فضائل کی دوسرے ہمعصروں کی طرف کرتے۔ مثلاً جب یہ آیت سنتے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟) تو اپنے آپ کو جاہل خیال کرتے اور اپنے ہمعصروں کو عالم خیال کرتے۔ اور خیال کرتے کہ میں ان میں سے کسی کے مقابل نہیں ہو سکتا، اور

نہ کسی مقام وحال میں ان کے قریب پہنچ سکتا ہوں، برعکس ان باتوں کے جن کی طرف عام ذہن منتقل ہوتا ہے۔ خصوصاً جن لوگوں نے مجاہدۂ نفس نہیں کیا۔
اسے خوب یاد رکھ اور اس پر عمل کر۔ اسمیں تو بڑی راحت و آرام پائے گا۔
والحمد للہ رب العلمین

۵۷ - سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اکثر کام اپنی کم حجابی کے اصول پر کرتے۔ یہاں تک کہ ہر موجود چیز کو زندہ خیال کرتے اور اس کے ساتھ زندوں جیسا برتاؤ کرتے۔ اسی لئے کبھی ان میں سے کسی کو ایسی خلوت نہیں ملتی جس میں وہ گناہ کرے۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو اس طرح خیال کرتے ہیں کہ ان کو دونوں آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ لہذا اس سے شرماتے اور اس کا ادب کرتے۔ کیونکہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ جس جگہ اس نے گناہ کیا ہے وہ قیامت کے دن اللہ تعالٰے کے سامنے گواہی ضرور دے گی۔ جب کسی جگہ میں گناہ کرتا ہے تو گویا اسے اپنے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار کرتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بیہودہ بات کا ذکر کرتا تو مارے شرم کے پگھلنے لگتا۔ اور یہ خواہش کرتا کہ مجھے زمین نگل جاتی لیکن یہ لفظ نہ کہتا۔ اے دوست! یہ صفت بہت کمیاب ہے
والحمد للہ رب العلمین

۵۸ - سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ جب تک مستقیم القلب نہ ہو جاتے وہ اللہ تعالٰے سے اس بات کے طالب نہ ہوتے کہ ان کی دعا خود ان کے حق میں یا دوسروں کے حق میں قبول ہو تاکہ قبولیت کے

دروازے سے داخل ہوں۔

خالد رابعی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ ایک دفعہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، اے ابواسحٰق! مستقیم القلب کی علامت کیا ہے؟ آپ کے سامنے جبل ابو قبیس تھا اس کی جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ اس کی علامت یہ ہے کہ اگر جبل ابو قبیس کو اشارہ کرے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اللہ سبحانہ وتعالےٰ اس کے واسطے پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹادے گا۔ راوی کہتا ہے، اسی وقت جبل ابی قبیس اپنی جگہ سے ہٹنے کیلئے حرکت کرنے لگا تو ابراہیم بن ادہم رح نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑا رہ۔ میری مراد یہ نہیں، پس وہ ٹھہر گیا۔

ہمیں حضرت جنید رحمہ اللہ تعالےٰ کی نسبت معلوم ہوا ہے، آپ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے ولید پر جھوٹی گواہی دی تو ولید نے دعا کی، اے اللہ! اگر یہ شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے تو اسے اسی وقت مار دے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ شخص منہ کے بل گر پڑا اور تڑپنے لگا پھر تھوڑی دیر کے بعد مر گیا۔

ایک آدمی نے مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالےٰ پر جھوٹی تہمت لگائی تو مطرف نے دعا کیا، یا اللہ! اگر یہ کاذب ہے تو اسے فی الفور موت دیدے وہ اسی وقت گر کر مر گیا اور لوگ اسے دیکھتے رہ گئے۔ پھر لوگ مطرف کو چمٹ گئے اور حاکم بصرہ کے پاس لائے اور قصہ بیان کیا۔ جب حاکم نے سنا تو کہنے لگا۔ یہ نیک مرد کی دعا ہے جو اس شخص کی موت کے ٹھیک وقت پر صادر ہوئی۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۵۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ کسی کی محبت کا دعویٰ اس وقت تک نہ کرتے جب تک اپنے اندر یہ کیفیت نہ پاتے کہ اپنا مال اسے ہبہ کر دیں اور جب اس محبوب کو کوئی تکلیف پہنچے تو خود بھی اسی کی مانند تکلیف محسوس کریں۔ پس اگر یہ مذکورہ باتیں پیدا ہو جائیں، تو اسے دوست کہنا چاہیے، ورنہ جھوٹ بولنے سے باز رہے کیونکہ یہ نفاق ہے۔ اس خلق سے بہت ہی کم لوگ موصوف ہیں۔ الحمدللہ کہ میں اپنے بعض دوستوں کے حق میں اس صفت سے متصف ہوں مگر بعض کے حق میں نہیں۔ اے دوست اسے یاد رکھ۔ والحمد للہ رب العلمین :

۶۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ گناہگاروں کو حقیر نہ جانتے اور ان پر رحم کرتے۔ یہاں تک کہ بعض یہ پسند کرتے کہ میرا جسم ٹکڑے قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے مگر اللہ کی نافرمانی کوئی نہ کرے۔ اور گناہگاروں پر بددعا کرنے سے زیادہ اس شفقت میں فضیلت سمجھتے۔ مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جسے گناہگاروں پر رحم نہیں آتا تو وہ ان کے لئے تو بہ اور مغفرت کی دعا ہی کر دیا کرے۔ کیونکہ یہ بات تو فرشتوں کے اخلاق میں سے ہے کہ زمین والوں کے لئے معافی کی درخواست کرتے ہیں۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو بُرے آدمی پر رحم نہیں کرتا وہ اس سے بھی بُرا ہے۔ اور جس شخص کے پاس نیک آدمی کا ذکر کیا جائے اور اس ذکر میں

اس کو حلاوت معلوم نہ ہو وہ بھی بُرا آدمی ہے۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالےٰ سے جب کوئی کسی ضرورت کے لئے کہتا تو آپ ہر نماز کے سجدہ میں دعا کرتے یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری ہو جاتی۔ شریک نے اپنے دسترخوان میں ایک سیاہ چیونٹی کو دیکھا تو ازراہ شفقت اسے چار فرسخ کے فاصلے پر سے اس کے مقام پر واپس لائے۔ اور آپ چیونٹیوں کے بلوں پر روٹی کے ٹکڑے اور آٹا ڈالتے تھے ابوالدرداء رحمہ اللہ تعالےٰ چھوٹی چڑیوں کو جو لڑکے پکڑتے خرید کر ان کے گھونسلوں میں چھوڑ دیتے اور ایسا ہی جانوروں کی ماؤں کو چھڑا کر انکے بچوں کے پاس پہنچا دیتے۔

اے بھائی! اپنے نفس میں ان باتوں کو تلاش کر، کیا تجھے بھی اپنے میں دوستوں کیلئے ایسی خیر خواہی نظر آتی ہے۔ اگر تجھ میں نیکوں کی خصلت کا حصہ نہیں تو اپنے آپ پر رو۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۶۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ موجودہ چیز پر قناعت کرتے اور دنیا میں کھانا پینا، لباس اور سواری وغیرہ ضرورت سے زیادہ طلب نہ کرتے۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ نمک اور سرکہ سے روٹی کھاتے اور فرماتے، جو دنیا میں ان چیزوں سے راضی رہتا ہے، وہ کسی کے سامنے ذلیل نہیں ہوگا۔

حامد اللفاف فرماتے ہیں، جو قناعت سے تونگری حاصل کرنا چاہے وہ راہ راست پر ہے اور جو مال سے تونگری حاصل کرنا چاہتا ہے وہ راہ سے چوک گیا۔ میں نے اس صفت سے موصوف بفضلہ تعالےٰ بہت سے لوگ دیکھے ہیں۔ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ خشک روٹی کے ٹکڑے کر کے پانی میں ڈالتے اور اسپر گزارہ کر لیتے۔

اے دوست! اس میں غور کر۔ والحمد للہ رب العلمین۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ اگر اللہ مجھے جنت میں چھوٹا سا مکان بھی دیدے تو میں اس پر بھی راضی ہو جاؤں۔ مالکؒ نے اس سے کہا اے دوست! جیسا کہ تو جنت میں زہد کرتا ہے، کاش دنیا میں بھی تیرا زہد اس درجہ کا ہوتا۔ میں نے سید علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ سلیمان بن داؤد نے ایسی بادشاہت کی کہ ان کے بعد اور کسی کو ایسی حاصل نہ ہوئی۔ صرف اس لئے طلب کیا تاکہ ان کا زہد عن الدنیا کامل طور پر ہو۔ کیونکہ زہد کا دنیا کی موجودگی میں پایا جانا اس کی عدم موجودگی میں پائے جانے سے بہت افضل ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر کوئی سب سے زیادہ عقلمند شخص کیلئے اپنے مال کی وصیت کرے تو میں اسے کسی زاہد پر ہی خرچ کروں۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، سچا زاہد اپنے زہد کو عمل سے مضبوط کرتا ہے اور بناوٹی زاہد بغیر عمل کے محض باتوں سے۔ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو زاہد ہونے کا مدعی ہو اس کے باوجود وہ اہل دنیا کے روبرو اپنی شان گھٹانے والے سے خفا ہو تو وہ کاذب ہے۔ اے دوست! تو صالحین کے مقامات سے پیچھے رہنے پر افسوس کر۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۶۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اگر وہ امام کے پیچھے ہوتے تو جلدی سے امام کے متصل ہی نیت باندھ لیتے کیونکہ اس میں اللہ عزوجل کی تعظیم ہے۔ مبادا تاخیر میں اللہ کے حکم سے تہاون لازم آوے لیکن یہ جلدی حصول ثواب یا لذت مناجات کے واسطے نہ ہوتی۔ کیونکہ اس وقت تو

یہ جلدی اپنے حظ نفس کیلئے ہو گی، محض تعظیم حکم الٰہی اس کا باعث نہ ہو گی۔ اسی لئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنہ کا حکم ہوا اور آپ کو استرہ نہ ملا تو آپ نے تیشہ سے اپنا ختنہ کر لیا۔ خطاب آیا کہ آپ نے استرہ ملنے تک صبر کیوں نہ کیا؟ آپ نے فرمایا، حکم الٰہی میں تاخیر بڑی بات ہے۔ اے دوست! اسے یاد رکھ اور اس پر عمل کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۶۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ دنیا کو نہایت حقیر جان کر ترک کر دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر عمل کرنے کیلئے کہ ان للدنیا بنین وللآخرۃ بنین فکونوا من ابناء الآخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا یعنی دنیا کے بیٹے ہیں اور آخرت کے بھی، سو تم آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے بیٹے نہ بنو۔

طبرانی وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن گیا تو دیکھا کہ آپ ہاتھ کے اشارہ سے کسی چیز کو ہٹا رہے ہیں (اور سامنے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی) تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کس چیز کو ہٹاتے تھے؟ آپ نے فرمایا، دنیا میرے سامنے آئی تھی تو میں نے اس سے کہا، مجھ سے دور ہو جا۔

جو اللہ سبحانہ وتعالےٰ کی محبت کا مدعی ہو اور دنیا کو پسند کرے وہ کاذب ہے کیونکہ محبت کے لئے یہ شرط ہے کہ جس چیز کو محبوب ناپسند کرے اسے وہ بھی اچھا نہ جانے۔ پس سن لو کہ اللہ تعالےٰ دنیا کو بُرا جانتے ہیں۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو عالم اپنی خواہش نفسانی کو

میری طاعت پر ترجیح دیتا ہے اس کو ادنیٰ سزا یہ دیتا ہوں کہ اسے لذتِ مناجات سے محروم کر دیتا ہوں۔

عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ حُبّ الدنیا راسُ کلِ خطیئۃ یعنی دنیا کی محبت تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اس جادوگرنی سے بچو، جو علماء کے دلوں پر اثر کرتی ہے اور ان کو اللہ کی یاد سے غافل بناتی ہے۔ یعنی دنیا یہ ہاروت ماروت کے سحر سے بھی بڑی اور بڑھ کر جادوگر ہے۔ کیونکہ اُن کا جادو تو میاں بیوی میں ہی جُدائی ڈالتا تھا مگر دنیا اللہ اور بندے کے درمیان تفریق کرتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دنیا کو اپنے پاس امانت خیال کرتے ہیں کہ اسی مالک کو واپس دینا ہے۔ ان کا اسمیں ذرا بھی مالکانہ اختیار نہیں ہے، اس لیے آخرت میں ہلکے پھلکے گئے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، خشک روٹی کھاؤ اور اللہ سے ڈرو، اور پھر بھی اپنے آپ کو زاہد مت جانو۔ کیونکہ دنیا سے تھوڑا سا حصہ بھی بڑے گناہ کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ اور آدمی کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، صوفیاء کرام دنیا کو اپنے دل سے دور کرنے کے لیے ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں، کیونکہ جب وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں تو دنیا ان کے قریب سے بھاگ جاتی ہے اور جب وہ ذکر چھوڑتے ہیں تو گلے سے لپٹ جاتی ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

۶۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ بار بار بیت الخلاء جانے سے شرماتے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں شرعاً جائز بھوک میں رہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت بھوک سے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھے تھے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالٰی مہینہ میں ایک دفعہ قضائے حاجت کے لئے جاتے۔ پھر ایک مہینہ میں دو دفعہ جانے لگے۔ تو ان کی ماں اپنے دوستوں سے کہتیں تم عبدالرحمن کے لئے دعا کرو، کیونکہ اس کو پیٹ کی بیماری ہوگئی ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں، بخدا مجھے تیسرے دن پاخانہ جاتے شرم آتی ہے۔ یہی حالت امام مالک بن انس اور امام بخاری رحمہا اللہ کی تھی۔

صوفیاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ گرسنہ رہنا تصوف کا بڑا رکن ہے اسے خوب سمجھ

والحمد للہ رب العٰلمین

۶۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ ترک دنیا کے خیال سے سلامت کو غنیمت پر ترجیح دیتے، اور دنیا کو اپنے پاس سے نکال دینا جمع کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر مقدم جانتے، اس خوف سے کہ مبادا اس کا حق نہ ادا ہو سکے۔ یہاں تک کہ بعض فرمایا کرتے، اے وہ شخص جو دنیا کو اس خیال سے طلب کرتا ہے کہ اچھے کاموں میں صرف کرے، تو اس سے تیرا دنیا کو چھوڑنا بہت ہی اچھا ہے۔ حضرت جنید رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں انسان کا دنیا سے علیحدہ رہنا اس کے جمع اور خرچ کرنے سے افضل ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ تمھارے اور قوم کے درمیان بہت فرق ہے۔ ان کے پاس دنیا آتی تھی اور وہ بھاگتے تھے اور تم سے وہ بچتی ہے اور تم اسکے پیچھے دوڑتے ہوئے۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

۶۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جب کسی کو دیکھتے کہ وہ پہاڑ میں اکیلا رہتا ہے اور پھر دیکھتے کہ وہ دعوتوں اور جنازوں میں شامل ہوتا ہے تو اس کو کسی نامناسب بات پر محمول نہ کرتے۔
اے دوست! تو کسی زیارت کرنے والے یا پہاڑ میں گوشہ نشینی اختیار کرنے والے کے حق میں بدگمانی سے پرہیز کر، جب دیکھے کہ لوگوں سے ملاپ کرتا ہے۔ اور تو یہ بات مت کہہ کہ یہ تو لوگوں سے علیحدہ رہنے کا مدعی ہے، پھر مخالطت کیوں کرتا ہے؛ بلکہ اسکی نسبت نیک ظن رکھنا لازم ہے۔ اسے یاد رکھ۔
والحمد للہ رب العلمین

۶۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ رزق کے لئے مطلق کوشش نہ کرتے۔ اور اگر ان کے پاس درہم وغیرہ نہ ہوتا تو خوش رہتے، اور کل آئندہ کی خوراک جمع رکھنا بھی بُرا سمجھتے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک دن یا ہفتہ یا مہینہ وغیرہ کا کھانا جمع رکھتا، تو وہ اپنے لئے نہیں بلکہ صرف عیال کے اضطراب کے خیال سے، جو کچھ نہ ہونے پر اہل وعیال کے قلب میں پیدا ہونا ممکن ہے۔ بلکہ بسا اوقات ان کے دل میں اپنے رب کی نسبت بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔
ابی یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالٰے کو کسی نے کہا، تمھارا کھانا پینا کہاں سے آتا ہے؟

انھوں نے کہا جہاں سے اللہ تعالےٰ مکھی اور مچھر کو دیتا ہے۔ کیا تجھے گمان ہے کہ مکھی اور مچھر کو دے اور ابو یزید کو بھول جائے۔ ایک امام کے پیچھے آپ نے عرصہ تک نماز پڑھی۔ ایک دن اس نے دریافت کیا، میں تھیں کوئی کام کرتے نہیں دیکھتا، تم کھاتے کہاں سے ہو؟ آپ نے فرمایا، ابھی ٹھہر جاؤ پہلے جو نمازیں میں نے تمہارے پیچھے پڑھی ہیں ان کو لوٹا لوں، پھر بتلاؤں گا۔ کیونکہ تم اللہ کو ہی نہیں جانتے، اور جو اللہ تعالےٰ سے ناواقف ہے اسکی نماز نہیں ہوتی۔

اے دوست! اپنے نفس کا دوسرے دن کیلئے جمع کرنے میں امتحان کر، پس اگر نفس کو بیقرار دیکھے تو ایسے نیک لوگوں کے مرتبہ میں تیرا حصہ نہیں ہے۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۶۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ رنج اور تکلیف کو آرام اور فراخی کے مقابلہ میں پسند کرتے، کیونکہ رنج میں اللہ کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ ایسی باتوں کو بھی اچھا جانتا ہے جو اللہ کا ذکر کرائیں اور اس کا مقرب بنائیں۔

ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ مچھر جب تک بھوکا رہے زندہ رہتا ہے اور جب سیر ہو جائے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہوتا ہے تو مر جاتا ہے ایسا ہی انسان ہے کہ موٹا ہو تو اس کا دل مر جاتا ہے۔ حفص بن حمید رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، تمام علماء، فقہاء، حکماء، شعراء اس پر متفق ہیں کہ آخرت کی نعمت کا کمال دنیا کی نعمتوں کی کمی کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتا۔ اے دوست! اسے سمجھ۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۶۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جب ان سے کوئی کسی ضرورت کے لئے کہتا اور وہ کسی بزرگ کے محلہ میں رہتا ہوتا تو اسے اسی بزرگ کے پاس بھیجتے اور اس آدمی کا اس بزرگ کی نسبت نیک اعتقاد بناتے۔ کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ اگر وہ خود اس کی ضرورت کو پورا کردیں تو انھوں نے اس شیخ کی بے ادبی کی۔

حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ کی بھی یہی عادت تھی کہ جب ان کے پاس کوئی آتا اور کسی ضرورت کا سوال کرتا تو اس سے دریافت کرتے کہ کس محلے میں رہتا ہے؟ جب وہ بتلاتا تو اس سے فرماتے، تو اپنے محلہ والے شیخ کے پاس جا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے اس کو تمھارے محلہ میں اسی لئے رکھا ہے تاکہ تمھارے غموں کو برداشت کرے۔ اے دوست! اسمیں غور کر اور اس پر عمل کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۷۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جب اللہ تعالےٰ دنیا کو ان سے پھیر دیتا تو وہ خوش ہوتے، کیونکہ وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے، اور جو ان سے محبت رکھے وہ بالضرور دنیا سے نفرت کرتا ہے۔ کیونکہ دنیا کمال عبادت سے روکتی ہے، اس لئے انکی بڑی صفت یہ تھی کہ دنیا کے آنے سے ان کا دل منقبض ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے لئے ان کی محبت کے باعث یہ دعا فرمائی ہے کہ اللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا اے اللہ!

محمد کے اہل بیت کا رزق یومیہ خوراک بنا دے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ جس کو اللہ تعالےٰ دنیا سے تین دن تک روکے رکھے اور وہ اللہ سے راضی رہے اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

عبداللہ بن بکر مزنی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ دنیا کی تلخی مومن کو محبت کی وجہ سے چکھاتا ہے۔ جیسا کہ عورت اپنے بچے کو اس کے آرام کیلئے ایلوا پلاتی ہے۔

میں نے حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ سے سنا تھا، جب آدمی معرفت الٰہی کے درجات میں ترقی کرتا ہے تو دنیا اس سے متنفر ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اگر اسے تلاش بھی کرے تو بھی نہیں ملتی، کیونکہ دنیا اس کے دل میں اپنے لئے جگہ نہیں دیکھتی جس میں ٹھہر سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بزرگی کا جھوٹا دعویٰ کرے اس کے پاس دنیاوی اسباب بڑھنا اس کے جھوٹ کی علامت ہے۔ اے دوست! اس پر غور کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جب ان کو اپنی خواہش تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ ہو جاتی تو خوش ہوتے اور فرماتے، اگر اللہ تعالےٰ کو ہم سے محبت نہ ہوتی تو کبھی رکاوٹ پیدا نہ کرتا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے استاد عبداللہ رازی رح نے فرمایا، اگر تو قرب الٰہی کا مشتاق ہو تو اپنی خواہشات اور اپنے درمیان لوہے کی دیوار بنا لے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، کہ جو دل خواہشات کو پسند کرتا ہے اس کے لئے امام المتقین بننا حرام ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اپنی آرزوؤں کو دل میں ہی مار ڈالو

اور دلوں کو ان میں نہ مرنے دو، کیونکہ جس نے اپنی شہوات کو پاؤں کے نیچے دبا یا، شیطان اس کے سایہ سے بھی بھاگتا ہے۔ اور وہ شخص جو خواہشات کو دل میں جگہ دے تو شیطان اس پر سوار ہو جاتا ہے اور جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالےٰ اس کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، تمام جنت کا مرجع دو شے ہے، لذات اور آرام۔ جو ان دونوں کو دنیا میں ترک کرے گا، وہی جنت میں جائے گا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں، لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ ان کی تمام کوشش پیٹ کے لئے ہوگی۔ ان کا دین دلی خواہش ہوگی اور ان کی تلوار زبان ہوگی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، جو کھانا زیادہ اقسام کا ہو وہ فاسقوں کا کھانا ہے۔

انشاء اللہ عنقریب اس خلق کا مزید بیان کسی اور موقع پر آئے گا۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۷۲ ۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ کپڑے گراں قیمت نہ لیتے بلکہ حلال کپڑے جیسے مل جاتے پہنتے، اگرچہ موٹے ہوں۔ اگر کوئی ان میں سے جبہ یا عمامہ لیتا تو وہ بھی زیادہ قیمت کا نہ ہوتا۔ برخلاف اس کے جو آج کل کے صوفیوں کا دستور ہے کہ اکثر ان کا صوف کا جبہ اور عمامہ تجار کے صوف سے بھی گراں قیمت ہوتا ہے۔ مگر جس کو اللہ کے حضور میں کوئی خلل نہ ہو وہ جیسے چاہے مباح کپڑے پہن لے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ سیاہ جبہ پہنتے حتیٰ کہ پھٹ جاتا۔ لوگوں نے

آپ سے کہا، اس جبہ کو پہنے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ آپ نے فرمایا، نو سال سے میں نے اس کو جسم سے جدا نہیں کیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا۔ اگر تم اپنے دونوں بزرگوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملنا چاہتے ہو تو اپنے قمیص میں پیوند لگایا کرو اور اپنا جوتا خود گانٹھا کرو اور امید چھوٹی کرو اور سیری سے کم کھاؤ۔

ابوادریس خولانی رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں سے فرماتے، کپڑے دھونے کا بہت اہتمام نہ کرو، کیونکہ صاف دل میلے کپڑے میں اللہ کے نزدیک سفید کپڑوں میں میلے دل سے زیادہ پیارا ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اے طالب علم! تجھے طیلسان سے کیا مطلب، تجھے نیم آستین کا ایک کرتہ اور ایک چھوٹی لاٹھی چاہیئے چرواہوں جیسی، تاکہ تو اللہ ہی کی طرف متوجہ اور دوستوں کو اللہ ہی کا شوق دلاتا رہے۔

اے دوست! واضح ہو کہ صوفیوں کے پاس اس خلق کے متعلق دلیل وہ حدیث ہے کہ البذاذۃ من الایمان موٹے کپڑے پہننا ایمان کی علامت ہے بذاذت پرانا لباس پہننے کا نام ہے۔ یعنی پرواہ نہ ہو کہ کون سا لباس پہنے۔

والحمد للہ رب العلمین

۷۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اگر انھیں حلال مال مل جاتا تو اسراف نہ کرتے، کیونکہ حلال مال ملنا حلال کھانے والے کو ہر وقت حسب مرتبہ مشکل رہے۔ اکثر ایک مال ایک قوم کے

نزدیک حلال ہوتا ہے مگر دوسرے اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ اسلاف حلال کمائی کو سب سے مقدم جانتے، کیونکہ وہ یقیناً اہل آخرت تھے۔ اور اعمال آخرت حرام یا مشتبہ مال کھانے والے سے سرزد نہیں ہوتے۔ کیونکہ جو حرام کھائے گا اس سے فعل حرام ہی صادر ہوں گے اور مشتبہ مال کھانے والے سے فعل مشتبہ یہاں تک کہ حرام خور اگر اللہ کی طاعت کرنا چاہے تو نہ کر سکے گا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، انسان کا دین غذا پر موقوف ہے اور آج کل جس گھر والوں کے دستر خوان پر حلال روٹی ہو وہ عجائبات سے ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ اکثر شام تک کام کرتے رہتے پھر جب انھیں اُجرت دی جاتی تو اس کی طرف دیکھتے اور فرماتے، میں ڈرتا ہوں کہ میں نے پوری طاقت صرف نہ کی ہو جیسا یہ شخص چاہتا تھا، پھر اُجرت کو نہ لیتے اور رات بھر بھوکے رہتے۔ آپ کام کرتے ہوئے ذکر الٰہی کرنا حلال کیلئے شرط جانتے تھے، جس کام کو بغیر حضور کے کرتے اس کی اُجرت نہ لیتے۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ سستی سے نماز کی تیاری کرتا ہے۔ میں نے اس میں غور کیا تو دیکھا، اس کا باعث اس کی خوراک کا صاف نہ ہونا ہے۔ اگر وہ حلال کھاتا تو کبھی سستی نہ کرتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا جب کہ اس کے پیٹ میں مال حرام ہو۔ سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ نجات تین باتوں پر ہے۔ ہدایت کا راستہ، تقویٰ کامل، حلال خوراک وہب بن ورد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اگر تو نماز روزہ کرتے کرتے اس ستون کی طرح بن جائے تو بھی کچھ مفید نہ ہوں گے جب تک تجھے اپنی غذا پر نظر نہ ہو۔

واضح ہو کہ اس خلق کی دلیل صوفیاء کے پاس یہ آیت ہے کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا حلال کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یہ رسولوں کو خطاب ہے۔

اے بھائی! اپنی غذا کو دیکھ اور ہمیشہ بھوکا رہا کر۔ اور کسی امیر یا وزیر یا قاضی کا کھانا مت کھا چہ جائے کہ ظالم اور رشوت خور کا کھانا بغیر تفتیش کے کھالے، کیونکہ اس سے تیرا دین غارت ہوگا اگرچہ تیرے سر پر صوف کا شملے دار عمامہ اور تن پر جبہ ہو اس میں غور کر۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

۷۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ ایک دوسرے کو نصیحت کرتے اور دوسروں کی نصیحت کو سنتے اور شکر ادا کرتے۔ مع ہذا اپنے آپ پر یہ خیال نہ کرتے کہ میں نے اس کی نصیحت کا پورا حق ادا کر دیا، اگرچہ اس پر دیر تک احسان بھی کرتے رہیں، کیونکہ آخرت کے امور دنیاوی ساز و سامان کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ کسی آدمی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا، آپ مجھے نصیحت کریں، آپ نے فرمایا، جہاں کہیں ہو اللہ کے حکم کی تعظیم کر، اللہ تیری تعظیم کرے گا۔ ایک آدمی نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا مجھے نصیحت کرو۔ آپ نے فرمایا، اس بات سے ڈر کہ تو صالحین کا ہمنشین ہو اور ان سے فائدہ نہ اُٹھائے۔ یا تو گنہگاروں کو بُرا کہے اور خود گناہ سے پرہیز نہ کرے یا علانیہ شیطان کو لعنت کرے اور باطن میں اس کا مطیع ہو۔

کسی آدمی نے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ سے درخواست کی کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے دریافت کیا، کیا تیرا والد مرگیا ہے۔ اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جا۔ جو والد کی وفات کے بعد بھی وعظ کا محتاج ہو اس کو کوئی

نصیحت کارگر نہیں ہو سکتی - ایک آدمی نے محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالٰی سے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا، تو دنیا اور آخرت میں بادشاہ بن کر رہ - اس نے عرض کیا، کس طرح؟ آپ نے فرمایا، دنیا سے بے رغبت ہو جا - اس نے عرض کیا کچھ اور نصیحت فرمایئے، آپ نے فرمایا، اپنے آپ کو کمینہ مان اور لوگوں کے پاس بڑا نہ بن اور نہ یہ خواہش کر کہ تیرے پاس آئیں -

ایک آدمی نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالٰی سے نصیحت کے لیے عرض کیا آپ نے فرمایا، بُری نظر چھوڑ دے خشوع کی توفیق ہو گی، اور بیہودہ گوئی ترک کر دانا ہو گا، اور کم کھا عبادت کی طاقت ہو گی۔ اور لوگوں کے عیوب کی تلاش نہ کر اپنے عیوب پر مطلع ہو گا - اللہ کی ذات میں غور و خوض نہ کر نفاق اور شک سے بچے گا۔

ایک دفعہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰی نے ایک شخص کو سنا کہہ رہا تھا المرء مع من احب یعنی جو جس سے محبت کرے گا اُسی کے ساتھ رہے گا۔ آپ نے فرمایا اے دوست! تجھے یہ بات دھوکہ نہ دے کیونکہ تو اس وقت تک نیکوں کے ساتھ نہ ہو گا جب تک ان کے جیسے اعمال نہ کرے گا۔ چنانچہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء سے محبت کرتے تھے لیکن ان کے ساتھ جنت میں نہ جائیں گے کیونکہ اعمال میں انکے مخالف ہیں۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالٰی اپنے دوستوں کو ہر وقت موت کے لئے تیاری کا حکم دیتے اور فرماتے، ہم میں سے بعض بعض پچاس پچاس سال موت کی تیاری کرتے رہے مگر تیاری نہ ہو سکی - تیاری تو اس شخص کے لئے میسر ہوتی ہے جو دنیا سے بے رغبتی کرے - جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے، اے ملک الموت جب چاہے آجا - اس خصلت کی دلیل یہ حدیث ہے: اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك

وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك یعنی پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت شمار کرو۔ ۱ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے ۲ صحت کو بیماری سے پہلے ۳ تونگری کو مفلسی سے پہلے ۴ فراغت کو مشغولی سے پہلے ۵ زندگی کو موت سے پہلے۔ اے دوست! اس پر غور کر اور اپنے نفس کیلئے ہوشیار ہو جا۔

والحمد للہ رب العلمین

۷۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ وہ صرف انہی لوگوں کو نصیحت کرتے جنھیں قرائن سے جان لیتے کہ اس پر عمل کریں گے اور نصیحت مانیں گے۔ اور جن کی نسبت انھیں معلوم ہوتا کہ نصیحت کرنے پر ان کا دل گھبرائے گا، تو اس سے اعراض کرتے اور انتظار کرتے حتیٰ کہ انھیں کوئی جائز طریق مل جاتا جس کے ذریعہ اسے نصیحت کرتے۔

حامد لقاف رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جبتک تمھیں نصیحت کا رگر ہونا معلوم نہو اس وقت تک نصیحت نہ کرو، ورنہ اکثر دفعہ یہ خیر خواہی ضرر دیگی کہ برداشت بھی نہ کرسکو گے۔ تو اس زمانہ میں کسی پر حکومت مت کرو۔ کیونکہ آج کل ہر ایک اپنے کو بڑا خیال کرتا ہے۔ اور نہ ہر ایک کی اقتدار کر، کیونکہ آج کل امانت نہیں رہی۔
(میں کہتا ہوں) شیخ موصوف نے بہت ٹھیک کہا ہے۔ میرے ساتھ یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ میں نے اپنے ایک ہمعصر پیر کو ظالم لوگوں کے گھر سے کھانے کے متعلق نصیحت کی اور یہ میرے اور اسی کے درمیان بات تھی۔ مگر اس کے بعد سترہ سال تک اس نے میرے ساتھ بالکل کلام نہ کیا۔ آخر کار میں نے بڑی مشکل سے اس کو راضی کیا۔ اور اگر میں عام مجلس میں اس کو یہ نصیحت کرتا تو خدا معلوم میرا کیا حال ہوتا۔ ممکن ہے

کہ میرے قتل کا قصد کرتا۔ اے دوست! اس بات پر غور کر اور زمانہ کو پہچان، دانائی سے دوستوں کو نصیحت کر۔ والحمد للہ رب العٰلمین ؁

۷۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اپنے اعمال کو اس لحاظ سے کہ ان کی نظروں میں نہایت ہی تھوڑے ہیں کم خیال کرتے، اگرچہ جن وانس جتنی عبادت کرتے۔ بلکہ ان کو یہ خیال بھی نہ ہوتا کہ انھوں نے اللہ کے حقوق سے ذرہ برابر بھی ادا کر لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حد تک نماز میں قیام فرمایا کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے اور ان سے خون چل نکلا تو صحابہ نے عرض کیا، آپ اس قدر عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے آیندہ اور گزشتہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ عمر بن علیہ رحمہ اللہ تعالےٰ ہر رات قبرستان میں جاتے اور عشا سے صبح تک نوافل پڑھتے رہتے۔ پھر صبح کو واپس آکر مسجد میں صبح کی نماز پڑھتے جب قبرستان میں جاتے تو کہتے، اے دوستو! اب تمھارے اعمال نامے سمیٹ لیے گئے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اپنے زمانہ کے مجاہدوں کو فرمایا کرتے تم عابد نہیں ہو بلکہ عبادت سے لذت اُٹھاتے ہو۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جب وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچتے تو بستر لپیٹ دیتے یہاں تک کہ موت آجاتی۔

ابن مقاتل رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے بیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ ایک روایت میں چالیس سال بھی آیا ہے بعض روایات میں پینتالیس سال اور پچاس سال بھی مروی ہے۔ ممکن ہے کہ ہر ایک نے اپنے زمانہ کی نسبت اطلاع دی ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اگر میں اہل بدر کے ستر آدمی کی ملاقات کرتا تو میرا خیال ہے اگر وہ تمھیں دیکھیں تو کہیں کہ یہ دیوانے ہیں۔ اور جو کام آجکل لوگ کرتے ہیں وہ دیکھ لیں تو کہیں کہ یہ لوگ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے، یا ان کا قیامت میں کچھ حصہ نہیں۔ ان میں سے کوئی بھی گھر سے نہ نکلتے مگر صرف جماعت اور وضو وغیرہ کے لئے مسجد میں جاتے۔

اسود بن یزید رحمہ اللہ تعالے سخت گرمی میں روزہ رکھا کرتے یہاں تک کہ کبھی ان کا بدن زرد ہو جاتا اور کبھی سبز۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کب تک اس جسم کو تکلیف دیں گے؟ آپ نے فرمایا، میں اسی کا آرام و نعمت چاہتا ہوں۔

اے دوست! اپنے میں غور کر اور جو لوگ آجکل پیدا ہوئے ہیں ان کی حالت دیکھ کہ حرام اور مشتبہ مال کھاتے ہیں، اور فاخرہ لباس پہنتے ہیں۔ اور ان کی زبان پر یہ اکثر ہوتا ہے کہ فضل الٰہی وسیع ہے۔ یعنی ہمارا حرام کھانا درجہ کم نہیں کرتا۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور اپنی چھان بین کر، اگر تو نصیحت قبول کرتا ہے۔

والحمد للہ رب العلمین

۷۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:-

کہ اپنے علم اور عمل میں آفات کے داخل ہونے سے سخت ڈرتے اور لوگوں کو دینی اور دنیاوی امور میں نیکی کا حکم کرنے سے گھبراتے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایک سو بیس ایسے دیکھے کہ ان میں سے کوئی بھی حدیث بیان کرنا نہ چاہتا اور چاہتا تھا کہ کوئی اور بیان کر دے اور نہ فتویٰ دیتے، اور چاہتے کہ دوسرا دیدے۔

یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، عالم کے دین میں فساد کی علامت یہ ہے کہ اس کے نزدیک گفتگو کرنا خاموشی اور سننے سے بہتر ہو۔ زہری رحمہ اللہ تعالیٰ باوجود اپنے کثرت علم کے فتویٰ نہ دیتے۔ اور فرماتے، جو بغیر کثرت علم کے فتویٰ دے امام کو اسے سزا دینا ضروری ہے۔ کیونکہ مفتی کنارہ جہنم پہ ہے۔ (میں کہتا ہوں) اسی لئے اکثر لوگ محض احتیاط کی بنا پر فتویٰ نہیں دیتے تھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لوگ ان کے ارد گرد ہیں۔ تو درہ لے کر ان پر لپکے اور فرمایا، یہ متبوع کے لئے فتنہ اور تابع کے لئے ذلت ہے۔ یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے کہ جب کسی شخص کو باتیں کرنے میں مزہ آوے تو باتیں نہ کرے چپ رہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جن کو خوفِ الٰہی نے خاموش کر رکھا ہے حالانکہ وہ فصیح ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ بیوقوفوں کی کوشش روایت پر تمام ہے اور عالم کی کوشش سمجھنے اور غور کرنے میں ہے۔ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ اوزاعی رح کے حلقے کے پاس سے گزرے۔ آپ نے بڑا اجتماع دیکھا تو فرمانے لگے۔ اگر یہ اجتماع ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہوتا تو وہ اس کو برداشت نہ کرتے۔ پھر اس کی اطلاع اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہوئی، آپ نے اس دن سے حلقہ چھوڑ دیا۔

وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، علما جب عمل نہیں کرتے اگر وہ لوگوں سے یہ کہیں کہ ہم سے علم سیکھو اور ترک عمل میں ہماری پیروی نہ کرو تو نجات پاؤ گے، تو اچھا ہو۔ لیکن یہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں اور عمل کے مدعی ہیں اور لوگوں کو اپنی بدعملی کی طرف کھینچتے ہیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں، اگر تم دانا عالم ہو تو اپنے کو چھلنیاں نہ بنالو کہ بھوسی رکھ لیتی ہے اور آٹا گرا دیتی ہے۔ ابو حازم رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں، ہمارے زمانہ کے علماء باتوں پر ہی راضی ہو گئے ہیں اور عمل چھوڑ بیٹھے ہیں۔ سلف ایسے تھے کہ عمل کرتے تھے مگر لوگوں سے کہتے نہ تھے۔ پھر بعد کے لوگ ایسے تھے کہ کرتے تھے اور کہتے بھی تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوئے کہ وہ کہتے ہیں مگر کرتے نہیں اور عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ نہ کہیں گے اور نہ کریں گے۔

یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں، اگر عالم زاہد نہ ہو تو اپنے ہمعصروں کے لئے فتنہ اور عذاب ہوتا ہے۔ اور فرماتے، اے علماء! تمھارا گھر تو کسرٰی کا گھر ہے اور تمھارے اخلاق شیطانی۔ تو بتلاؤ محمدیت کہاں گئی۔ شعبی رحمہ اللہ تعالٰے سے کسی نے ایک مسئلہ دریافت کیا، آپ نے فرمایا، میں نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا۔ لاعلمی ظاہر کرنے سے شرم نہیں آتی؟ حالانکہ آپ عراق کے عالم ہیں۔ آپ نے فرمایا فرشتے ہم سے علم اور عقل میں بڑھ کر ہیں مگر انھوں نے سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا کے کہنے میں شرم نہ کیا یعنی تو پاک ہے ہم کو جو تو نے سکھلایا ہے، اتنا ہی ہم جانتے ہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں، جس کا علم اس کو رُلائے وہ عالم ہے اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وہ لوگ جن کو پہلے علم دیا گیا ہے جب ان کو آیتیں سنائی جاتی ہیں، تو وہ روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

اے دوست! تو اپنے دل پر غور کر کہ علم اور عمل کا حق کبھی ادا کیا ہے یا نہیں پس اگر تو اس سے علیحدہ ہے تو رات دن بکثرت استغفار کیا کر۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۷۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اپنے دوستوں کو اُمراء کی مخالطت پر ڈانٹتے" اور جوان کو نصیحت کرتا اس کا شکریہ ادا کرتے اور جوں جوں علم میں ترقی کرتے اپنے آپ کو فاسق خیال کرتے کیونکہ انسان اپنے تمام علم پر عمل سے عاجز ہے تو جب اپنے علم پر عمل نہ کر سکے تو اس کو جتنے میں عمل نہیں کیا اس کے اعتبار سے فاسق کہہ سکتے ہیں۔

منجملہ علم پر عمل کرنے کے ایک یہ ہے کہ امراء سے دور رہیں اور علم کو دنیا اور مناصب دنیاوی کے لئے جال نہ بنائیں اور نہ اپنے حلقہ کے بڑا ہونے پر خوش ہوں اور لوگوں کے اس کہنے سے بھی مسرور نہ ہوں کہ فلاں عالم باعمل ہے، یا فلاں اس شہر کے لوگوں میں سب سے بڑا عالم ہے۔ چنانچہ منجملہ علم پر عمل نہ کرنے کے یہ بھی ہے کہ مذکورہ بالا اوصاف کی ضد سے تنگ دل ہو۔

ہمارے مرشد علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علم پر عمل نہ کرنے کی علامت یہ ہے کہ نیک مشہور ہونے کا خواہش مند ہو۔ اور لوگوں کے اس کہنے سے خفا ہو کہ فلاں محبّ دنیا ہے یا اپنے علم اور عمل میں ریاکار ہے۔ وغیرہ وغیرہ جن کو ہم نے اپنی کتاب البحر المورود فی المواثیق والعھود میں ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مذکورہ اوصاف پر خوش ہو یا اس کی ضد پر تنگدل ہو وہ عالم باعمل نہیں اسے اپنے اوپر رونا چاہیے۔ مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر منافقی امتی قراءھا، یعنی میری امت کے اکثر منافقین عالم ہوں گے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں کوشش کرتا ہوں کہ میرا گھر ظالموں کے گھر سے دور ہو۔ میرا اس قوم سے کیا تعلق، کہ جب مجھے آرام میں دیکھیں تو حسد کریں اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوجائے تو پردہ دری کریں۔

حدیث شریف میں آیا ہے، عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کا نام سننا ان کے دیکھنے سے اچھا ہوگا، اور ان کی ملاقات ان کو آزمانے سے بہتر ہوگی کیونکہ اگر تم انھیں آزماؤگے تو انکے عمل کو اور ان کو بُرا جانوگے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علماء پر اس وقت تک اللہ کی رحمت رہی جب تک انھوں نے امراء کی طرف میلان نہیں کیا، اور جب وہ امراء کی طرف مائل ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اور ان پر ایسے ظالموں کو مسلط کردیا جنھوں نے ان کو سخت تکلیفیں دیں اور انکے دلوں میں رعب بھردیا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو فقط فرائض ادا کرے اور بادشاہ کے پاس نہ جائے، وہ اس شخص سے بہتر ہے جو تمام دن روزہ رکھے اور رات بھر قیام کرے اور حج بھی کرے، مگر بادشاہ کے پاس جاتا ہو۔

ضحاک بن مزاحم فرماتے ہیں، میں ایک رات کامل ایسا لفظ تلاش کرتا رہا جس سے بادشاہ راضی ہو اور اللہ تعالےٰ خفا نہ ہو، لیکن نہ ملا۔ میں نے تمام احادیث کو جس میں امراء سے ڈرایا گیا ہے، اپنی کتاب "عہد المعبود" میں بیان کیا ہے۔ اس کو دیکھو اور اپنے آپ میں سوچو کہ کیا تم ان اچھے اخلاق سے موصوف ہو، جن سے اسلاف متصف تھے۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۷۹ - سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک ہے :-

کہ جب ان کے پاس مال وغیرہ نہ ہو، اوران کے دوست ان کو پہناتے اور خرچ کرتے تو لوگوں کو کھانا کپڑا وغیرہ کثرت سے بلا تکلف نہ دیتے بلکہ اپنے دوستوں پر حتی الوسع اپنا بوجھ نہ ڈالتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقراء کا دستور یہ ہے کہ کسی کو بھوکا یا ننگا نہیں رہنے دیتے۔ چنانچہ میری بھی یہی عادت تھی۔ پھر مجھے میرے پیر محمد بن عبداللہ اور حضرت نورالدین سنونی رحمہما اللہ تعالےٰ نے اس سے توبہ کرائی :- اور جب میرے دوستوں کو یہ معلوم ہوا کہ میں اپنی چادر یا پوستین اور پگڑی وغیرہ بلا توقف دے ڈالتا ہوں تو بعض بعض دوست جو کپڑا وغیرہ مجھے دیتے وہ مجھ پر وقف کرتے (تاکہ میں ہبہ نہ کرسکوں) اور بعض ان اشیاء کو مجھے عاریۃً دیتے اور بعض ان کی بلا اجازت دینے پر اپنی عورت کی طلاق معلق کر دیتے۔ پس ان عذروں کے باعث بعض وقت سائل کو دینے میں بخل کرتا اور نہ دیتا۔

لیکن اگر سائل ایسی چیز مانگے جو میری ہو تو بفضلہ تعالےٰ کبھی بخل نہیں کرتا اگرچہ میری چادر یا نیا صوف کا جبہ ہو جس کو اسی دن میں نے پہنا ہو۔

سوائے دوست اِصلحاء پر بدظنی سے بچتا رہ۔ مثلاً اگر ان کے پاس کوئی ننگا کپڑا مانگنے کو آئے اور وہ نہ دیں، اور تو کہے، یہ نیک لوگوں کا طریقہ نہیں ہے بلکہ پہلے تحقیق کر، غالباً ان کو عذر ہو گا، جیسا میں نے ذکر کیا۔ ورنہ انھوں نے سائل کو بخل سے واپس نہیں کیا ۔ والحمد للہ رب العٰلمین :

۸۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:-

کہ اپنے ہمعصروں سے جو کرامات کے منکر ہیں اپنی کرامات مخفی رکھتے۔ کیونکہ ان کے اظہار میں کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں اگر اس پر کسی شرعی مصلحت کا مدار ہو تو اس پر اظہار کرامات میں کوئی حرج نہیں۔ اور جس وقت میں اس مقام کو لکھ رہا تھا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی معرفت ایک صحیح نشان کے ساتھ مجھے السلام علیکم کہلا بھیجا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسئلہ دریافت کیا، آپ نے جواب دیا مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عقل میں آتے ہوئے نہ دیکھا تو اسے حکم فرمایا، تو مصر جا اور شعرانی کا پتہ دریافت کر، وہ تجھے سمجھا دے گا۔ یہ شخص جرجہ کا رہنے والا تھا۔ چنانچہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد سفر کر کے مصر آیا اور میرا پتہ دریافت کر کے مجھ سے ملا۔ اور کہنے لگا، میرا مصر میں کوئی کام نہیں مگر میں تعمیل ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ملاقات کو آیا ہوں۔ پھر مجھ سے مسئلہ دریافت کیا جس کو میں نے بفضلہ تعالےٰ خوب واضح کر دیا۔

نیز اپنے متبعین میں سے کسی کو اجازت نہ دیتے کہ عہدہ قضا یا کسی قسم کی امانداری جس سے بچنا مشکل ہوتا ہے اختیار کرے، مگر جب شرعی طور پر اس عہدہ کے لئے وہی شخص متعین ہو جاوے۔ کیونکہ اس کے منکر کو وعید ہے۔

جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کو قضا کیلئے مجبور کیا گیا اور آپ راضی نہ ہوئے، تو آپ کو قید کیا گیا۔ اور ہر روز آپ کو جیل خانہ سے باہر نکلتے اور مارتے۔ اسی طرح کئی دن تک ہوتا رہا کہ مان جائیں، مگر آپ نہ مانتے۔ حتی کہ کسی دن آپ

بچوں کی طرح روتے اور فرماتے بہت سے جائز امور ہوتے ہیں جن کو قاضی باطل قرار دیتا ہے، اور بہت سے باطل امور کو ٹھیک سمجھتا ہے۔ آپ کو قید کرنے والا ابن ہبیرہ وزیر تھا۔

بعض علاقوں کے قاضیوں کی خبر میں نے سنی ہے کہ جب کچھ محصول ان کے پاس نہ آتا تو تونگر لوگوں پر جھوٹے مقدمے کھڑے کر دیتے کہ انھیں اسی ذریعہ سے کچھ حاصل ہو جائے۔ جب یہ باتیں ہوں تو کس طرح حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دے گا لہذا آج کل سلامتی اسی میں ہے کہ آدمی کسی قسم کی حکومت کا طالب نہ ہو۔ ہاں اگر بطور شرع اس کے لئے متعین ہو جاوے یا اس پر مجبور کیا جاوے تو معذور ہے۔

والحمد للہ رب العلمین

۸۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ دوستوں کے حالات اکثر دریافت کرتے رہتے۔ یونہی بیکار نہیں بلکہ تاکہ انکو کھانے، کپڑے، نقود، ادائے قرض وغیرہ امور میں امداد کرتے رہیں۔ لیکن اب یہ خصلت کالعدم ہو گئی ہے۔ بلکہ لوگ اس کے برخلاف چل رہے ہیں۔ اکثر دفعہ لوگ اپنے دوست سے پوچھتے ہیں کہ تم کیسے ہو؟ تو وہ جواباً کہتا ہے، میں اچھا ہوں الحمد للہ۔ اور اصل حقیقت مخفی رکھتا ہے، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ میرے دوست کو میرا غم نہیں۔ نیز دوست کا حال دریافت کرنا بھی ایک کلمہ ہے جس کی عادت ہو گئی ہے۔ اس کا کچھ نتیجہ نہیں۔ چنانچہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ چلتے چلتے دوست کے حالات دریافت کرتے ہیں اور جواب کا بھی انتظار نہیں کرتے۔ یعنی نہ سائل جواب کے لئے ٹھہرتا ہے اور نہ مسئول عنہ جواب دینے کی تکلیف برداشت کرتا ہے

اسی واسطے حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے دوست کی امداد یا اس کے غم کی برداشت یا اس کے لئے دعا کرنا نہیں چاہتے تو دوست سے اسکی حالت ہرگز دریافت نہ کرو۔ کیونکہ یہ منافقت ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ سے پوچھا گیا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے تو آپ نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں۔ ایسا ہی امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ سے سوال ہوا کہ آپ کا مزاج کیسا ہے، تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتا ہوں اور اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔

ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی یہی سوال ہوا تو آپ نے فرمایا، اگر میں آگ سے بچ جاؤں تو اچھا ہوں۔ ایک دفعہ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ سے یہی سوال ہوا تو انھوں نے کہا، میری عمر کم ہوتی جا رہی ہے اور گناہ زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ حامد لفاف رحمہ اللہ تعالےٰ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، خیر و عافیت ہے، تو حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا، اے حامد! خیر و عافیت اسوقت ہوگی جب پلصراط سے عبور ہوگا جنت میں داخل ہو جائیں گے تو۔ حامدؒ نے کہا آپ نے ٹھیک فرمایا۔ اے دوست! ان باتوں کو نگاہ رکھ۔

والحمد للہ رب العلمین

۸۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:-

کہ شیطان کی جنگ سے باز نہ آتے اور نہ اس کے فریب اور اسکے گھاتوں کی تلاش میں سستی کرتے۔ اس خصلت سے آج کل اکثر لوگ غافل ہیں۔ چاہئے تو یوں کہ جیسے شیطان ہمیں دھوکے دینے سے غافل نہیں ہوتا ہمیں بھی اس سے

غافل نہیں ہونا چاہئے۔ وہ تو ہر وقت گھات میں لگا ہوا ہے اور اس پر حریص ہے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کے غضب میں ڈالے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جب شیطان انسان سے تین باتوں میں سے ایک حاصل کر لیتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے مزید کی ضرورت نہیں اول، اس کا تکبر کرنا۔ دوم، اپنے اعمال کو زیادہ سمجھنا۔ سوم، اپنے گناہ کو بھول جانا۔ ایک روایت میں چار باتیں آئی ہیں۔ چہارم، پیٹ بھر کھانا۔ اور یہ سب کی جڑ ہے، کیونکہ باقی تینوں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔

مروی ہے کہ شیطان بشکل انسان حضرت جنید رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس آیا گدڑی پہنے ہوئے، گلے میں تسبیح اور خدمتگاروں کی طرح کمر باندھے ہوئے۔ آپ کے پاس آکر عرض کرنے لگا، حضرت! آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں شاید میں آپ کی برکات حاصل کر سکوں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں رہا، اور کوئی بیس سال تک وضو وغیرہ کراتا رہا۔ لیکن آپ کو بہکانے کا کوئی موقع نہ پایا جب جانے لگا تو آپ سے دریافت کرنے لگا، کیا آپ نے مجھے پہچان لیا ہے آپ نے فرمایا، میں نے تجھے آتے ہی پہچان لیا تھا، تو شیطان ہے۔ کہنے لگا آپ سا ثابت قدم کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا، دور ہو، اے ملعون، تو چاہتا ہے کہ کوئی ایسی بات پیدا کئے بغیر نہ جائے جس سے میرا دین خراب ہو یعنی مجھے عجب (خود پسندی) میں ڈال دینا چاہتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اگر آدمی چالیس سال کی عمر تک پہنچ کر بھی گناہ نہ چھوڑے اور اپنی سرکشی سے تائب نہ ہو تو شیطان اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ نجات نہ پانے والے چہرے پر میں فدا ہوں۔

(میں کہتا ہوں) اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو طبرانی نے مرفوعاً نقل کی ہے کہ جو شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچے اور اس کی حسنات سیئات پر غالب نہ ہوں تو وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، آدمی کا اپنے کو لوگوں سے ممتاز دیکھنے سے بڑھ کر شیطان کا فریب کوئی نہیں، کیونکہ جب وہ اس حالت میں مرتا ہے تو گویا اللہ تعالےٰ کی ناراضگی میں مرا۔ کوئی عمل بھی اسے مفید نہ ہوگا۔

حبیب عجمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اگر اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے یہ حکم دیا کہ ایک سجدہ لا جس میں نفس اور شیطان کا حصہ نہ ہو، تو تجھے میں جنت میں داخل کروں گا۔ تو میں عرض کروں گا، اے پروردگار! مجھے ایسا سجدہ نصیب نہیں ہوا۔ سوائے دوست! آگاہ ہو جا اور یہ خیال نہ کر کہ شیطان نے تیرا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ اگرچہ تو برابر عبادت میں لگا ہو۔ بلکہ اپنی عبادت میں بھی غور کر اور کوشش سے دیکھ۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

۸۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جن امور میں تکبر کی بو تک بھی ہو اس سے الگ تھلگ رہتے۔ مثلاً لڑکوں کے جنازے میں شامل نہ ہونا، یا اپنے نوکر وغلام کی میّت کے ساتھ نہ جانا۔ اور جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرنا۔ پھر اگر کوئی جنازہ کے ساتھ جاتا تو اپنی کوتاہی اور تقصیر پر غمناک اور نادم ہوتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے، کفیٰ بالموت واعظا کہ موت کافی واعظ ہے نیز جنازہ کے راستہ میں کوئی دنیاوی بات نہ کرتے بلکہ مباح باتوں سے بھی پرہیز

کرتے، چہ جائے کہ نامناسب باتیں کریں۔ یہ عادت آج کل بالکل معدوم ہے اکثر لوگ جنازہ سے عبرت نہیں لیتے۔

اسلاف جب جنازہ کے ساتھ جاتے تو موت اور عذاب قبر کے خیال میں مستغرق ہوتے۔ ان میں سے بعض بعض تو کئی دن متواتر حیران رہتے اور ان کے چہرے سے غم معلوم ہوتا۔ یحیٰی بن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو واپسی پر لوگ انھیں چارپائی پر لاتے۔ ان میں چلنے یا سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہ رہتی۔ اور کئی دن اسی حالت میں رہتے کہ شدت خوف کیوجہ سے کلام بھی نہ کر سکتے۔ پہلے لوگ جنازہ کے پاس آواز پست رکھنا اچھا جانتے تھے اور جو بلند آواز سے بولے اسے جھڑکتے اور کہتے تو سخت دل ہے، تیری نگاہ میں موت عبرت نہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے پاس ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کو ڈانٹا اور کئی دن تک اس سے کلام نہ کیا۔ نیز مروی ہے، کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک شخص کو قبرستان میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اس سے خفا ہوئے اور کہا، تو منافق ہے۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، دل کے علاج کے لئے جنازہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔ ابراہیم زیات رحمہ اللہ تعالےٰ جب کسی کو میت پر روتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے، اے دوست! تو اپنے اوپر رو، اپنے اوپر رحم کر، کیونکہ میت تو تین مصیبتوں سے نجات پا چکی ہے۔ ۱ ملک الموت کو دیکھنا، ۲ موت کی تکلیف کو برداشت کرنا ۳ بد انجامی کے خوف سے بچنا۔ برخلاف تیرے۔ عنقریب اس کے متعلق اور ذکر آئیگا

والحمد للہ رب العٰلمین

۸۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ لوگوں کے مراتب کو ان کے ایمان اور نفاق کے موافق نگاہ رکھتے۔ چنانچہ انکے نزدیک مومن کی حیثیت منافق سے زیادہ ہوتی۔ پس اگر یہ اشکال ہو کہ ان کو کیونکر معلوم ہوتا کہ یہ منافق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ منافق ان علامتوں کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں :۔

چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا علامۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان یعنی منافق کی تین علامتیں ہیں :۔
۱۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے ۲۔ جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔
۳۔ اگر امین بنایا جاوے تو خیانت کرے ۔ ایک روایت میں چار خصلتیں بیان ہوئی ہیں۔ جو یوں مذکور ہے واذا خاصم فجر یعنی جب جھگڑا کرے تو گالی دے ۔
نیز آپ نے فرمایا، منافق کی چند علامتیں ہیں اسے ان کے ذریعہ سے پہچان لو۔ مسجد میں سستی سے آئے۔ نماز میں آخر میں آ کر ملے۔ نہ وہ کسی سے محبت رکھے اور نہ اس سے کوئی محبت رکھے۔ رات کو مردہ ، دن کو بیکار ۔ اس قسم کی اور بھی حدیثیں ہیں ۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ منافق کی علامت یہ ہے کہ دوسرے دن کے لئے کھانا جمع کرے اور دنیا کے لئے دوسروں سے لڑے ۔ اکیلا ہی مشہور ہونا چاہے ۔ ایک روایت میں ہے ، منافق کی علامت لوگوں سے حسد کرنا ہے اور جس نے اسے تکلیف دی ہو یا جو اس سے دنیاوی وجاہت میں بڑھ گیا ہو اس کی طرف سے کینہ اور حسد رکھتا ہے ۔ اے دوست ! اپنے دل کا امتحان کر

اور اس کو نفاق سے صاف کر۔ والحمد للہ رب العٰلمین ۔

۸۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ پُری شکم سے جو قساوت قلب کا باعث ہے اجتناب کرتے۔ یہ اس لئے تاکہ نماز میں خشوع ہو۔ کیونکہ جو پیٹ بھر کر کھائے اور پھر خشوع کا طالب ہو وہ راستہ بھولا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن تک بھوکے رہتے، اور مارے بھوک کے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھتے۔

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے آپ کے سینے سے دیگ پکنے کی طرح آواز آتی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تمام رات غفلت کے ساتھ قیام کرنے سے دو رکعت نماز تفکر اور تدبر کے ساتھ ادا کرنا بہتر ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جس کا دل نماز میں نہیں لگتا وہ مطففین میں سے ہے۔ کم تولنے والے کی نسبت جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے تم جانتے ہو۔ نماز بھی ایک پیمانہ ہے جو اسے پورا کرے گا اسے اجر بھی پورا ملے گا۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے علماء دیکھے ہیں کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ان پر خوف اس قدر غالب ہوتا کہ کسی چیز کو غور سے نہ دیکھتے اور نہ کسی دنیاوی بات کا خیال دل میں لاتے۔ ایک دفعہ جامع مسجد گر پڑی اسمیں مسلم بن یسار رحمہ اللہ تعالےٰ نماز پڑھ رہے تھے۔ تمام لوگ مسجد سے نکل گئے اور بازار میں شور مچ گیا۔ مگر مسلم بن یسار رحمہ اللہ تعالےٰ نماز میں مشغول رہے ان کو معلوم بھی نہ ہوا۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب نماز کا وقت قریب آتا تو نہایت بے چینی ہوتی اور رنگ تبدیل ہو جاتا اور کانپنے لگتے۔ جب آپ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا، تم نہیں جانتے یہ وقت اس امانت کی ادائیگی کا ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین اور آسمان پر پیش کی تھی اور انھوں نے انکار کر دیا تھا لیکن انسان نے اسے اُٹھایا۔ سو میں نہیں جانتا کہ جو بوجھ میں نے اٹھایا تھا اسے اچھی طرح ادا کیا یا نہیں۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے، اگر میرا بیٹا مر جائے تو ہزار سے بھی زیادہ لوگ تعزیت کے لیے آئیں لیکن اگر جماعت کی نماز جاتی رہتی ہے تو کوئی تعزیت کو نہیں آتا بخدا میرے نزدیک جماعت کا چھوٹنا عاقل بالغ، عالم باعمل لڑکے کے مرجانے سے بھی سخت ہے۔

محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں دنیا میں دو باتوں کا آرزومند ہوں اول نیک دوست، کہ جب میں کوئی غلطی کروں تو مجھے راہ راست پر لائے۔ اور دوسری، جب تک میں زندہ رہوں میری جماعت نہ جائے۔

اے دوست! اپنے آپ میں غور کر اور سوچ، کیا تو بھی ان لوگوں کی طرح نماز میں خشوع کرتا ہے یا نہیں؟ اور اللہ سے بکثرت استغفار کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۸۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ سوء خاتمہ سے بہت ڈرتے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ پناہ مانگتے رہتے اگرچہ تمام جہان سے بڑھ کر عابد ہوں۔ کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے

نیز کسی کو اپنے خاتمہ کے متعلق یقینی علم نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہی ہے۔ کسی کو کلمہ شہادت پر ہمیشہ رہنے کا یقین نہیں ہے۔

حبیب عجمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جس کا خاتمہ لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ پر ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر روتے اور فرماتے، اس بات کا کون ذمہ دار ہے کہ میرا خاتمہ لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ پر ہی ہوگا۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے سنا ہے کہ ایک آدمی ہزار سال کے بعد دوزخ سے نکالا جائے گا۔ پھر فرمانے لگے، کاش وہ آدمی میں ہی ہوں، کیونکہ اس کا نکلنا یقینی تو ہے۔

اے دوست! تو اس بات سے پرہیز کر کہ اپنے کو ضرورت سے زیادہ دنیاوی امور میں مبتلا کرے کیونکہ ممکن ہے کہ تیری موت غفلت کی حالت میں ہو، اور دونوں جہان میں تو نامراد رہے (العیاذ باللہ) اے دوست! اس کو یاد رکھ اور غور کر، اللہ تجھے ہدایت دے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

۸۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جب کسی مریض کے پاس جاتے تو جلدی سے شفا کی دعا نہ کرتے۔ بلکہ کچھ دیر تک غور کرتے، حتیٰ کہ ان کو مرض کا باعث اور اس کا انجام و نتیجہ معلوم ہو جاتا تب دعا فرماتے۔ کیونکہ بعض دفعہ مرض ترقیٔ درجات کے لئے بھی ہوتا ہے، تو اس وقت شفا کی دعا مناسب نہیں۔ یہی کیفیت اس حالت کی ہے جب مرض بطور سزا ہو۔ پس نیک مرد کو اللہ کی عظمت کے خیال سے صبر کرنا چاہیے تاکہ سزا پوری ہو جائے۔ اے دوست! اسے یاد رکھ۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۸۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ مسجد کے قریب مکانوں میں رہنا پسند کرتے تاکہ اکثر اوقات ان کو رعایت آداب کے ساتھ مسجد میں بیٹھنا آسان ہو۔ کیونکہ مرفوعاً روایت ہے کہ مسجد پرہیزگاروں کا گھر ہے اور جن لوگوں کے گھر مسجدیں ہیں اللہ تعالےٰ ان کی راحت و آرام اور پلصراط سے عبور کا بھی ضامن ہے۔ ابو صادق ازدی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں مسجد میں بیٹھنا لازم پکڑو، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بیٹھنے کی جگہیں مسجدیں تھیں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر بول و براز کی حاجت نہ ہوتی تو میں مسجد سے باہر قدم بھی نہ رکھتا۔ مجھے معلوم ہوا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں لوگوں کو عذاب کرنا چاہتا ہوں، پس مسجد کے آباد رکھنے والے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے اور مسلمان معصوم بچوں کو دیکھتا ہوں تو میرا غصہ ٹھہر جاتا ہے۔
سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالےٰ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو جنازہ میں شامل ہونا زیادہ پسند ہے یا مسجد میں بیٹھنا؟ آپ نے فرمایا، مسجد میں بیٹھنا مجھے زیادہ مرغوب ہے، کیونکہ میں جب تک مسجد میں بیٹھا رہوں گا فرشتے میرے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔ یہ مجھے ایک یا دو تین قیراط ثواب لینے سے زیادہ پسند ہے۔

۸۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ ان کے معتقدین میں سے جوان سے ملاقات نہ کرتا اس کو اس خیال سے ڈانٹتے کہ اس کے فیض کا دروازہ نہ بند ہو جائے جس کا نفع اسی کو تھا۔ اپنے

حقوق میں خلل کے سبب کسی کو نہ ڈانٹتے، جیساکہ لوگوں کا خیال ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دوستوں کی اصلاح میں کوشاں رہتے تھے، ان کو فقط اپنے ہی مصالح مقصود نہ تھے۔ یہ خلق ایسا ہے کہ میں اسے اپنے اہل زمانہ میں بہت کم دیکھتا ہوں والحمد للہ رب العٰلمین

۹۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جب تک معاملات کے احکام شرعی معلوم نہ کرلیتے بازار میں خرید و فروخت کے لیے نہ بیٹھتے۔ نیز اس خیال سے کہ کہیں یہ مشغولیت ان کو اعمال اُخروی سے نہ روک دے۔ کیونکہ جو امر انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرے وہ دونوں جہان میں غافل کے حق میں نامبارک ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں آتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفُسُوْقِ یعنی اے اللہ! اس بازار کی خوبی کا میں سوال کرتا ہوں اور کفر اور فسق سے آپکی پناہ مانگتا ہوں۔

ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم بازاریوں کی ہمنشینی سے بچتے رہو کیونکہ وہ غافل بنا دیتی ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں بازار مال کو بڑھاتا اور دین کو گھٹاتا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ امراء کو حکم فرماتے اور تجار پیشہ کو جمع کرتے، پھر ان سے بیع و شراء کے متعلق سوال کرتے۔ ان میں سے جسے احکام یاد نہ ہوتے اس کو بازار سے ہٹا دیتے۔ اور اس کو حکم دیتے کہ احکام معاملات سیکھو اس کے بعد بازار میں بیٹھ۔ کیونکہ جو بازار میں بدون علم کے بیٹھتا ہے وہ سود

کھاتا ہے، ارادہ کرے یا نہ کرے۔ اے دوست! اس میں غور کر اور کسی فاجر کی تعریف نہ کر جب تک تجھے اس کی آفات سے بچنے کا علم نہ ہو۔

والحمد للہ رب العلمین

۹۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جوان پر ظلم کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے مطابق عمل کرنے کی غرض سے غصہ کو ضبط کر کے اس پر نرمی کرتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی نقصان پر کبھی خفا نہ ہوتے۔ ہاں جب کوئی اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا تو سخت ناراض ہوتے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ظالم کے ظلم پر صبر کرنے کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ تمام لوگ اسکے مددگار ہوتے ہیں ایک شخص نے ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا، تم ہی ہو جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جلا وطن کیا تھا۔ اگر تم نیک ہوتے تو جلا وطن نہ کرتے۔ ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا، اے دوست! میرے سامنے ایک سیاہ گھاٹی ہے، اگر اس سے بچ گیا تو تیرا بُرا کہنا مجھے کچھ نقصان نہ دے گا۔ اور اگر اس سے نہ بچا تو جو کچھ تو کہتا ہے میں اس سے بھی بُرا ہوں۔

ایک عورت نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا، اے ریاکار! تو آپ نے فرمایا اے فلانی! تو نے میرا وہ لقب معلوم کر لیا جسے اہل بصرہ بھی نہیں جانتے ابن مقنع رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، غصہ کا پینا عذر کرنے کی ذلت سے بہتر ہے کسی نے آپ سے ایک دفعہ غم اور غصہ میں فرق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا غم تو کسی بڑے آدمی کا تیری آرزو کے برخلاف ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور غصہ

کمزور آدمی کی تیری مخالفت کرنے سے۔ ابو معاویہ الاسود رحمہ اللہ تعالےٰ کو اگر کوئی کچھ برا بھلا کہتا تو آپ اس کے لئے دعا فرماتے۔ ایک آدمی نے بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ تعالےٰ کو بہت سی گالیاں دیں، آپ خاموش رہے۔ کسی نے آپ سے کہا آپ اسے کیوں گالیاں نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا، میں اس کی کوئی برائی نہیں جانتا کہ میں اس کو برا کہہ سکوں اور بہتان لگانا مجھے جائز نہیں۔

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی، بیٹا! اگر تو کسی کو دوست بنانا چاہے تو اس پر ناراض ہو، اگر ناراضگی میں بھی تجھ سے انصاف کرے تو اسے دوست بنالے ورنہ اس سے پرہیز کر۔ سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے پوچھا کہ حلم کیا ہے تو آپ نے فرمایا، حلم کی پانچ قسمیں ہیں، تو کون سی دریافت کرتا ہے۔ اولاً حلم عزیزی ہے جو انعام الٰہی ہے۔ آدمی اس کے ذریعہ ظلم کو معاف کرتا ہے اور جو اسے نہ دے اسے دیتا ہے، اس کے ذریعہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ دوسرا حلم وہ ہے جو آدمی ثواب کی امید پر تکلف سے کرتا ہے۔ تیسری قسم حلم کی بری ہے۔ یعنی انسان ریاءً اپنے ہمنشینوں کے دکھلانے سنانے کے لئے اپنی حق تلفی کرنے والے سے حلم کرے مگر دل میں دشمنی بھری ہو۔ چوتھا حلم تکبر ہے۔ یعنی دوسرے کو قابل جواب نہیں سمجھتا پانچواں اپنی ذلت اور خواری کے باعث ہے۔ یہ نفیس نکتہ ہے اسکو خوب یاد رکھ۔

والحمد للہ رب العلمین

۹۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جو خواب میں دوسرے پر گزرتی دیکھتے یا دوسراں کے متعلق کچھ دیکھتا تو اس سے عبرت حاصل کرتے اور اسے بیہودہ خیال نہ کرتے۔

ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ میں نے موسیٰ بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے اللہ تعالےٰ کے سلوک کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے جواب دیا، جب سے مرا ہوں امراء کی ضیافتوں کا حساب دے رہا ہوں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن ذکوان رح کو انتقال کے ایک سال بعد خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے حساب و کتاب کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا، میں ابھی تک اس سوئی کے بدلے قید ہوں جس کو میں نے مستعار لیا تھا اور واپس نہیں کیا تھا۔ پھر میں نے دریافت کیا، کون سی قبروں میں زیادہ روشنی ہے، آپ نے فرمایا، مصیبت زدہ کی قبر میں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کے کسی دوست نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور منادی پکارتا ہے کہ فلاں بن فلاں کہاں ہیں۔ چنانچہ وہ بھی حاضر ہوئے اور ان کا بھی حساب ہوا، وہ بچ گئے اور جنت کی طرف بھیجے گئے۔ راوی کہتا ہے، جب یہ خواب دیکھنے والے نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس بیان کیا اور اس قول تک پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیز کہاں ہیں، تو عمر بن عبدالعزیز بے ہوش ہوکر گر گئے۔ تو اس آدمی نے آپ کے کان میں آواز دی، بخدا میں نے آپ کو بچ کر جنت کی طرف جاتے دیکھا ہے، لیکن انھوں نے اس کی بات نہ سنی

سوائے دوست! اپنی تلاشی لے، کیونکہ دوسروں کی بہ نسبت تو اپنے کو خوب جانتا ہے۔ اور کسی کے کہنے پر کہ میں نے تجھے جنت میں دیکھا ہے، خیال نہ کر، جب تک تو اپنے اعمال و اقوال اور عقائد کو کتاب اور سنت کے موافق نہ کرلے اس پر غرور کر اور مغرور نہ بن۔ والحمد للہ رب العلمین ؛

۹۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اگر ان سے کوئی دعا کی درخواست کرتا تو فی الفور دعا نہ فرماتے۔ حتیٰ کہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشی کو وہ اس طور پر معلوم کرتے کہ اپنے اعمال و اقوال کو قرآن مجید اور حدیث شریف سے مطابق کرتے۔ اگر اعمال میں کچھ نقص دیکھتے تو اوّلاً پہلے حق تعالیٰ سے اپنے لئے معافی کی التجا کرتے پھر اس کے لئے دعا مانگتے۔ اس خصلت سے آج کل کے مشائخ بالکل غافل ہیں۔

عامر بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے کہا، میرے لئے دعا فرمائیے۔ فرمایا بخدا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اپنی پسندیدہ بات کا سوال کروں، چہ جائیکہ غیر کے لئے۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی شفاعت ہے۔ اور شفاعت مقربین کا کام ہے۔

میں کہتا ہوں، اس زمانے میں جو شخص مسند مشیخت پر جانشین ہو اسکو مناسب ہے کہ جلدی سے کسی کی سفارش نہ کیا کرے۔ جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اللہ نے مجھے معاف کر دیا ہے اور میرے پیٹ میں ایک لقمہ بھی شبہ کا نہیں ہے اور اگر اس نے دعا کی دراں حالیکہ ان عیوب سے خود پاک نہیں ہے، تو اسے مناسب ہے کہ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سخت شرمندہ ہو۔

والحمد للہ رب العلمین

۹۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جس قدر اللہ تعالیٰ ان پر احسان کرے اور ان کو مقرب بارگاہ بنائے

اسی قدر اللہ تعالیٰ سے خوف زیادہ کرتے، جیسا کہ دنیاوی بادشاہوں کے وزرا ء کا حال ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جتنا ان کو اللہ کی ذات سے انعام واکرام ہوتا اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے۔

حماد بن زید ہمیشہ اپنے پاؤں پر اکڑو ہو کر بیٹھتے۔ جب ان سے اس کے متعلق کہا جاتا تو فرماتے، مطمئن ہو کر وہ بیٹھے جو عذاب الٰہی سے بے خوف ہو۔ لیکن میں بخدا دن رات اس بات سے ڈرتا ہوں کہ مجھ پر آسمان سے آگ نہ برسے اور مجھے جلا دے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ آپ خون کا پیشاب کرتے لگے۔ پھر لوگ ایک یہودی ڈاکٹر کو لائے۔ اس نے آپ کا پیٹ ٹٹولا اور کہا، میں نے راستی میں اس جیسا شخص کوئی نہیں دیکھا اور رو کر کہنے لگا اس آدمی کے جگر کو خوف الٰہی نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اس کا معالجہ نہیں ہو سکتا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر جنت اور دوزخ کے درمیان مجھے کھڑا کیا جاوے، اور مجھے اختیار دیا جاوے کہ چاہوں تو جل کر خاک ہو جاؤں، چاہوں تو انتظار کروں تاکہ معلوم ہو جائے کہ کہاں جاؤں گا تو میں جل کر خاک ہونا پسند کروں گا۔

عطا سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بستر پر خوف الٰہی سے چالیس برس پڑے رہے لوگ آپ کی عیادت کرتے تھے۔ یہ خبر کسی عابد کو ملی تو کہنے لگا، چالیس سال کیا ہیں، بخدا اگر انسان اپنے سر کے بالوں جتنا عرصہ بھی اللہ کی عبادت کرے تو وہ بھی ایک گناہ کے مقابلہ میں کم ہے جو انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔

عطا سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ رات میں اکثر جسم کو ٹٹولتے کہ کہیں مسخ تو نہیں ہو گیا

سری سقطی رح اور بشر حافی رح کی بھی یہی حالت تھی۔
ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ علی بن فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ مرتے دم تک سورۃ القارعہ کو نہ سُن سکے۔ ایک دفعہ اتفاقاً آپ نے سن لی تو تین دن رات بالکل بیہوش پڑے رہے۔ اے دوست! اس کو یاد رکھ اور اپنے پیشواؤں کی پیروی کر۔ والحمد للہ رب العٰلمین ۔

۹۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق میں اگر کمی ہو جاتی تو سخت غمگین ہوتے، اگرچہ عبادت میں تمام عالم سے بڑھ کر ہوتے، پھر بھی وہ اپنے آپ کو حقوق کی ادائیگی میں قاصر ہی سمجھتے۔ اس صفت میں مبتدی اور منتہی کا کچھ فرق نہیں۔ جیسا کہ آج کل کے بعض صوفیا کہتے ہیں کہ خوف مبتدی کو ہوتا ہے، منتہی کو کسی قسم کا غم و خوف نہیں یہ ان کی سخت جہالت ہے کیونکہ تمام سلف مرتے دم تک غم میں رہتے۔ لیکن جن عارفوں نے یہ کہا ہے کہ منتہی کو غم نہیں ہوتا، ان کا مطلب یہ ہے کہ، امور دنیاوی کے فوت ہو جانے پر ان کو رنج نہیں ہوتا، لیکن امور اُخروی سے بیخوف ہونا تو معیوب ہے، اس لئے کہ آخرت کا غم مطلوب ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے ان اللہ یحب کل قلب حزین یعنی اللہ تعالےٰ ہر غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔ یعنی جو آخرت کا حصہ کم ہو جانے پر غمگین ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ کا جب انتقال ہوا تو وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آج دنیا سے غم اُٹھ گیا۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کی یہ حالت تھی کہ جو شخص ان کو دیکھتا تو ان کے حزن و غم کی کیفیت دیکھ کر یہ گمان کرتا کہ ابھی ان پر

کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے۔ یہی حالت ان کے دوستوں کی بھی تھی۔
اے دوست! تو بھی غم کو لازم کرتا کہ تجھے کوئی ایسا وقت نہ ملے جس میں خواہشات نفس میں مشغول ہو جائے۔ ورنہ تو دھوکے میں ہوگا۔ اے دوست! بیدار ہو جا۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۹۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اللہ تعالٰے کے حلم پر مغرور نہ ہوتے کہ اس کی بخشش کا پورا اعتماد کرلیں اور نیک اعمال کو چھوڑ دیں بلکہ اللہ کی عبادت میں نہایت کوشش کرتے اور پھر اس کے فضل پر اعتماد کرتے۔ اپنے اعمال پر کبھی بھروسہ نہ کرتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا وتمنٰی علی اللہ الامانی یعنی دانا وہ ہے جو اپنے نفس کا حساب کرے اور آخرت کے لئے عمل کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہش کے تابع کر دے پھر اللہ پر آرزوئیں باندھے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالٰے سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالٰے پر مغرور ہونا کیا ہے آپ نے فرمایا، آدمی کا اللہ کی نافرمانی میں بڑھتے جانا اور پھر اللہ سے مغفرت کی امید کرنا۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ ہاتھ صرف پانچ درہم چرانے پر کاٹا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی پانچ درہم کی چوری سے بدتر ہے۔ لہذا قیامت میں تیرا ہر عضو ہر گناہ کے بدلے کاٹا جائیگا حذیفہ مرعشی رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ اگر تم اس بات سے نہ ڈرو کہ اللہ تعالٰے

تمھاری عمدہ عبادت میں نقص کے باعث تم کو عذاب دے گا، تو تم ہلاک ہو جاؤگے
اے دوست! تجھے اللہ تعالےٰ سے بطریق شرعی ڈرنا لازم ہے اور یہ تیرے لئے نہایت مناسب ہے۔ یہ امر بھی بہت دور ہے کہ باوجود کثرت اعمال صالحہ کے تو نجات پا جائے۔ لہٰذا تو بکثرت استغفار کر۔ والحمد للہ رب العٰلمین :

۹۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ مصائب و حوادث پر پورا صبر کرتے اور تقدیر آلٰہی پر ناراض نہ ہوتے، اور فرماتے، جس کو صبر نہ آوے وہ بتکلف صبر کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:
من یتصبر یصبرہ اللّٰہ جو بتکلف صبر کریگا اللہ تعالےٰ اسے صابر بنا دے گا۔
پس معلوم ہوا کہ جو دنیا کی فضولیات سے صبر نہیں کرتا اس کو قیامت میں فرشتے سلامٌ علیکم بما صبرتم کا مژدہ نہ سنائیں گے۔ یعنی یہ نہ کہیں گے کہ تمھارے صبر کے باعث تم پر سلام ہو۔
فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اللہ سبحانہ و تعالےٰ مومن پر متواتر مصیبتیں نازل فرماتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ دنیا میں بغیر گناہ کے چلتا پھرتا ہے
ایک دفعہ فتح الموصلی کی بیوی کا پاؤں اُکھڑ گیا اور ناخن اُتر گیا اس کے باوجود وہ ہنستی تھیں۔ تو لوگوں نے ان سے کہا، کیا تم کو تکلیف نہیں محسوس ہوتی؟ تو انھوں نے جواب دیا، کیوں نہیں۔ مگر ثواب کے خیال نے مجھے درد کے احساس سے باز رکھا۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اگر انسان کے سر پر افلاس مرض اور موت نہ ہوتی تو شدت کبر کے باعث کبھی سر تسلیم خم نہ کرتا اور باوجود لکے پھر گناہ کا مرتکب ہوتا۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ درندوں نے پھاڑ ڈالا تھا اور گوشت نوچ لیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہچان لیا اور اس کے پاس کھڑے ہو کر عرض کیا، اے پروردگار! یہ شخص تیرا مطیع تھا پھر اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیوں ہے؟ حق سبحانہ وتعالےٰ نے وحی فرمائی، اے موسیٰ! اس نے مجھ سے وہ درجہ طلب کیا تھا جس تک اپنے اعمال کی بدولت نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پس میں نے اس کو وہاں تک پہنچانے کیلئے اس مصیبت میں مبتلا کیا۔

اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، اے داؤد! میری مصیبت پر صبر کرو تمھارے پاس اللہ کی طرف سے امداد پہنچے گی۔

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، مصیبت کی شکایت سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے تمھارا دشمن خوش ہوتا ہے اور دوست غمگین۔ اے دوست! ان باتوں کو خوب یاد رکھو اور صابر بن۔ تجھے غنیمت ملے گی۔ والحمد للہ رب العٰلمین :

۹۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ بھی ہے :-

کہ اللہ کے احکام سے پوری طرح واقف ہوتے اور اس کی قضا پر راضی رہتے اور اللہ کے مقصود کو اپنی مرادوں پر مقدم رکھتے۔ داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپ نے اس پر بہت غم کیا۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک اس بچہ کی قدر وقیمت کہاں تک تھی۔ آپ نے فرمایا، اگر میں زمین بھر کر سونا اللہ کی راہ میں صدقہ کروں تو اس کے برابر ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے وحی فرمائی، تجھے اتنا ہی اجر ملے گا۔

بکر مزنی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، والد کا مرنا نصف بادشاہت کا پیدا ہونا ہے اور بھائی کا مرنا بازو کا ٹوٹنا ہے اور بیٹے کا مرنا دل میں ایسا رخنہ ہے جو بند نہیں ہو سکتا۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جسے کوئی مصیبت پہنچے تو اسے پہلے دن وہی کام کرنا چاہئے جو پانچویں دن کرے گا۔ یعنی ہنسنا، کھانا پینا وغیرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سعادۃ العبد رضاہ بقضاء اللہ تعالےٰ یعنی بندے کی سعادت یہ ہے کہ اللہ کی قضا پر راضی ہو۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اگر زبان کو آگ جلا دے تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ ایک چیز جو واقع ہو گئی ہو اس کو کہوں کہ ایسا کیوں ہوا۔ ایک دفعہ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاؤں میں سخت پھنسی نکلی، تو ان کے ایک دوست نے کہا، بخدا مجھے یہ حال دیکھ کر تم پر رحم آتا ہے۔ محمد بن واسع نے جواب دیا، اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو میرے ساتھ اللہ کا شکر ادا کر کہ یہ پھنسی میری زبان یا آنکھ میں، یا پستان میں یا بغل کے نیچے یا شرمگاہ میں نہیں نکلی۔

بشر حارث رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں نے اپنی سیاحت میں ایک مجذوم کو پایا جو اندھا اور دیوانہ بھی تھا، دھوپ میں پڑا تھا، جوئیں اسکا گوشت نوچ کر کھا رہی تھیں۔ میں نے اس کا سر اٹھا کر گود میں رکھ لیا۔ جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگا۔ یہ بیہودہ کون ہے جو میرے اور میرے پروردگار کے درمیان داخل ہوتا ہے۔ مجھے اللہ کے جلال اور عزت کی قسم اگر اللہ تعالےٰ میرا جوڑ جوڑ جدا کر دے تو بھی میری محبت اس کے ساتھ زیادہ ہی ہوتی جاوے گی۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک اندھے مبروص جا ماندہ دونوں طرفین مارے ہوئے کے پاس سے گزرے۔ اس کا گوشت جذام سے جھڑا ہوا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے قریب ہوئے تو اس کو یہ کہتے سنا الحمد للہ الذی عافانی من ابتلاء بہ کثیرا من خلقہ یعنی شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے ان آفتوں سے عافیت دی ہے جس میں بہت سے لوگوں کو مبتلا کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ کونسی آفت اور بلا ہے جس سے تجھے خدا نے بچا رکھا ہے وہ کہنے لگا اے حضور! اس نے مجھ سے جہالت کو روک رکھا ہے اور مجھے عرفان کا خلعت دیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بیشک تو نے سچ کہا، اپنا ہاتھ بڑھا اُس نے بڑھا دیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس کی بیماری بالکل جاتی رہی۔ پس وہ خوبصورت جوان بن گیا۔ اور آپ کی رفعت تک آپ کے ساتھ رہ کر عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ سے راضی ہونا زہد فی الدنیا سے بہتر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ سے راضی رہنے والا اپنے مرتبہ سے بڑھ کر تمنا نہیں کرتا۔ ابو عبد اللہ باجی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اہل دنیا اپنے آقاؤں کو اپنے سے راضی کرنا چاہتے ہیں اور جو اللہ کے بندے ہیں اللہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ اس سے راضی رہیں۔

تو اے دوست! اس خصلت کو جیسے ہم نے بیان کیا ہے سوچ، اگر تو صابر ہے تو شکر کر، ورنہ استغفار کر اور تائب ہو۔

والحمد للہ رب العلمین

۹۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ وہ اپنے نفوس میں یہ بات مشاہدہ کرتے تھے کہ انھوں نے اللہ کا شکر ذرہ برابر بھی ادا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جس قدر شکر ہم کرتے ہیں یہ بھی اسکی نعمت سے ہوتا ہے۔ پس اس طریقے سے اللہ کا انعام کبھی بھی ختم نہیں ہوتا اور نہ کسی سے اس کے مقابلہ میں شکر کرنا ممکن ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک گونگے بہرے مصیبت زدہ کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کیا اس شخص پر کوئی انعام باقی ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں، کھانے اور پینے کا آسانی سے گلے میں اُتر جانا، اور آسانی سے خارج ہونا ان ظاہری نعمتوں سے بہتر ہے جو گم ہوگئی ہے۔

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر چھوٹی مصیبت کا مقابلہ بڑی سے کریں تو بعض مصیبت کو بھی عافیت سمجھیں۔ زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تورات میں لکھا ہے، عافیت مخفی بادشاہت ہے۔ عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے کرم کے مطابق انعام دیا ہے اور ان سے شکر ان کی حالت کے مطابق چاہتا ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس نے اللہ کا شکر سوائے دیگر اعضاء کے زبان سے ادا کیا اس کا شکر کم ہے۔ کیونکہ آنکھ کا شکر یہ ہے کہ اگر اس سے اچھی چیز دیکھے تو اسے یاد رکھے ورنہ پردہ پوشی کرے۔ اور کان کا شکر یہ ہے کہ اگر اس سے نیک آواز سنے تو اسے یاد رکھے ورنہ بھول جائے، ہاتھوں کا شکر یہ ہے کہ اس سے جو دے یا لے وہ حق ہو۔ پیٹ کا شکر یہ ہے کہ اس کو علم اور حلم سے پُر کرے

فرج کا شکر یہ ہے کہ اسے مباح جگہ پر استعمال کرے اور پاؤں کا شکریہ ہے کہ ان سے نیک کام کی طرف ہی جائے۔ جس نے اس طرح کیا وہ شاکر ہے۔

اے دوست! اپنے نفس کی تفتیش کر کیا تو بھی ان کی طرح شکر کرتا ہے یا تو اس میں قصوروار ہے۔ اگر تیرا شکر کم ہے تو استغفار کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۰۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اپنے تقویٰ میں پوری چھان بین کرتے اور کسی کو متقی ہونے کا دعوے نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ آدمی پر ذرہ ذرہ اعمال شمار کر رہے ہیں۔ آجکل یہ خصلت بالکل معدوم ہے۔ بلکہ اکثر متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ میں غور نہیں کرتے۔ صرف صبح شام ذکر کرنا ہی کافی خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے قول و فعل طعام و لباس وغیرہ کو مطلق نہیں دیکھتے۔ بلکہ یہ لوگ حیران پھرنے والے مگرمچھ کی طرح ہیں۔ تو ان کا شملہ اور عمامہ تو فقیروں جیسا ہے اور افعال واقوال فاسقوں اور منافقوں جیسے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ تم میں سے کوئی بھی متقی نہیں ہو سکتا جب تک ہر ایسا قول و فعل ترک نہ کر دے جس سے دنیا اور آخرت میں فضیحت ہو۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا کہ انسان تقوی کی چوٹی پر کب پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا جب اپنے تمام خیالات کو طباق میں رکھ کر بازار میں چکر لگائے اور شرمندہ نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں، تقویٰ یہ نہیں ہے کہ دن بھر روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے اور نیک و بد اعمال کو خلط ملط کرے۔ بلکہ

۹۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ وہ اپنے نفوس میں یہ بات مشاہدہ کرتے تھے کہ انھوں نے اللہ کا شکر ذرہ برابر بھی ادا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جس قدر شکر ہم کرتے ہیں یہ بھی اسکی نعمت سے ہوتا ہے۔ پس اس طریقے سے اللہ کا انعام کبھی بھی ختم نہیں ہوتا اور نہ کسی سے اس کے مقابلہ میں شکر کرنا ممکن ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ ایک گونگے بہرے مصیبت زدہ کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کیا اس شخص پر کوئی انعام باقی ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں، کھانے اور پینے کا آسانی سے گلے میں اُتر جانا، اور آسانی سے خارج ہونا ان ظاہری نعمتوں سے بہتر ہے جو گم ہو گئی ہے۔

شعبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر چھوٹی مصیبت کا مقابلہ بڑی سے کریں تو بعض مصیبت کو بھی عافیت سمجھیں۔ زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، تورات میں لکھا ہے، عافیت مخفی بادشاہت ہے۔ عون بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنے کرم کے مطابق انعام دیا ہے اور ان سے شکر ان کی حالت کے مطابق چاہتا ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جس نے اللہ کا شکر سوائے دیگر اعضاء کے زبان سے ادا کیا اس کا شکر کم ہے۔ کیونکہ آنکھ کا شکر یہ ہے کہ اگر اس سے اچھی چیز دیکھے تو اسے یاد رکھے ورنہ پردہ پوشی کرے۔ اور کان کا شکر یہ ہے کہ اگر اس سے نیک آواز سنے تو اسے یاد رکھے ورنہ بھول جائے، ہاتھوں کا شکر یہ ہے کہ اس سے جو دے یا لے وہ حق ہو۔ پیٹ کا شکر یہ ہے کہ اس کو علم اور حلم سے پُر کرے

فرج کا شکر یہ ہے کہ اسے مباح جگہ پر استعمال کرے اور پاؤں کا شکر یہ ہے کہ ان سے نیک کام کی طرف ہی جائے۔ جس نے اس طرح کیا وہ شاکر ہے۔

اے دوست! اپنے نفس کی تفتیش کر کیا تو بھی ان کی طرح شکر کرتا ہے یا تو اس میں قصور وار ہے۔ اگر تیرا شکر کم ہے تو استغفار کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۰۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اپنے تقویٰ میں پوری چھان بین کرتے اور کسی کو متقی ہونے کا دعوے نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ آدمی پر ذرہ ذرہ اعمال شمار کر رہے ہیں۔ آجکل یہ خصلت بالکل معدوم ہے۔ بلکہ اکثر متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ میں غور نہیں کرتے۔ صرف صبح شام ذکر کرنا ہی کافی خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے قول وفعل طعام ولباس وغیرہ کو مطلق نہیں دیکھتے۔ بلکہ یہ لوگ حیران پھرنے والے مگرمچھ کی طرح ہیں۔ تو ان کا شملہ اور عمامہ تو فقیروں جیسا ہے اور افعال واقوال فاسقوں اور منافقوں جیسے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ تم میں سے کوئی بھی متقی نہیں ہو سکتا جب تک ہر ایسا قول وفعل ترک نہ کر دے جس سے دنیا اور آخرت میں فضیحت ہو۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا کہ انسان تقوی کی چوٹی پر کب پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا جب اپنے تمام خیالات کو طباق میں رکھ کر بازار میں چکر لگائے اور شرمندہ نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں، تقویٰ یہ نہیں ہے کہ دن بھر روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے اور نیک و بد اعمال کو خلط ملط کرے۔ بلکہ

تقویٰ یہ ہے کہ محرمات الٰہی کو چھوڑ دے اور فرائض ادا کرے، جو اس سے بڑھ کر کرے وہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے، متقی کی علامت یہ ہے کہ وہ کلام کرنے سے لگام لگایا گیا ہو۔ جیسے احرام کی حالت میں محرم۔ نیز متقی کو تمام شریعت کا عالم ہونا ضروری ہے۔ ورنہ وہ اپنی جہالت سے تقویٰ کی حدود سے نکل جائے گا اور اسے خبر تک نہ ہوگی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ سے عرض کیا گیا کہ آپ میرے لئے وطن بنانے کو کون سا شہر پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، کسی شہر میں اور تجھ میں کوئی رشتہ داری نہیں، تیرے واسطے وہ شہر اچھا ہے جو تجھے تقویٰ پر اُبھارنے والا ہو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر ہم میں سے کوئی متقی ہو تو اس کی زندگی کہیں بھی خوشگوار نہ ہو اور نہ اسے نیند آئے۔ اے دوست! اپنے آپ کی تلاش کر کیا تو ان کی طرح یا کم و بیش اللہ سے ڈرتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو استغفار کر۔ والحمد للہ رب العلمین =

۱۰۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے عیوب کو بالکل پوشیدہ رکھتے اور تقویٰ کے مواقع میں اپنی خوب چھان بین کرتے اور اپنے افعال و اقوال کا حساب لیتے رہتے اور اپنے تمام اعضاء کے محرمات میں واقع ہونے کی جستجو کرتے۔ خصوصاً زبان، شکم، فرج اور چشم کی بہت حفاظت فرماتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے اِنتَہِ عمّا نہاك اللہ عنہ تکن اودع الناس یعنی جس چیز سے اللہ تعالےٰ نے تم کو منع کیا ہے اس سے باز رہو، تمام لوگوں سے زیادہ متقی ہو جاؤ گے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے جلیس زاہد اور متقی لوگ ہوں گے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وہ قرأت کام کی نہیں جس میں تقویٰ نہ ہو۔ جیسے وہ نماز کچھ نہیں جس میں خشوع نہو۔ یا وہ مال جس میں سخاوت نہ ہو۔

ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، گناہ صغیرہ کو حقیر نہ جانو، کیونکہ گناہ کو حقیر جاننا ترک تقویٰ کی سیڑھی ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم تو حلال کے نو حصے چھوڑتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں حرام میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ اسلاف کی یہ عادت تھی اگر ان میں سے کسی کا دینار گر پڑتا اور پھر وہ اس کی تلاش میں وہاں جاتا اور اپنے دینار کو پڑا دیکھتا تو بھی اسے اس خیال سے نہ اٹھاتا کہ ممکن ہے۔ بجائے میرے کسی اور کا ہو اور میرا کسی اور نے اٹھالیا ہو۔

طلحہ بن مطرف رحمہ اللہ تعالےٰ جب کوئی دیوار یا ٹٹی کھڑی کرتے تو اس کو اپنی طرف جھکا دیتے تاکہ اس کی مٹی جس سے اس کی بنا کی گئی ہے راستہ میں نہ گرے۔ مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ تعالےٰ جب پھیری والوں سے کوئی چیز خریدتے تو راستے سے ایک طرف کھڑے ہوتے تاکہ چلنے والوں کو دقت نہ ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ ایک دفعہ بازار میں اپنے عیال کے لئے روٹی لینے گئے تو دیکھا کہ نان بائی روٹی بیچنے کے وقت تسبیح اور کلمہ اور درود وغیرہ پڑھ کر گرم بازاری کرتا ہے۔ پس آپ نے اس سے روٹی نہیں خریدا اور آپ مع بال بچوں کے سب بھوکے سوتے۔ یہاں تک کہ ایک ایسے شخص کے وہاں سے روٹی خرید کر لائے جو خاموشی سے فروخت کرتا تھا۔ کسی نے آپ سے کہا

یہ کام سہل ہے۔ آپ نے جواب دیا، میں ڈرتا ہوں کہ یہ تمھاری سہل انگاری جہنم میں نہ ڈال دے۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالےٰ چادریں اور اوڑھنی وغیرہ فروخت کیا کرتے تھے۔ لیکن جب آسمان ابر آلود ہوتا تو فروخت نہ کرتے اور نہ بازار لے کر جاتے۔ کسی نے اس کا باعث دریافت کیا، آپ نے فرمایا ابر کے دن خریدار کو اکثر دفعہ معیوب شے صاف نظر آتی ہے۔ اے دوست! اس خصلت کو بغور دیکھ اور اپنی تلاشی لے، اور تقویٰ میں سلف کی پیروی کر اور صلاحیت کے دعویٰ کو چھوڑ۔ اگر تو ایسے عمل نہیں کرتا کیونکہ متقیوں کے نزدیک غیر متقی فاسق ہے۔ ان کے درجہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۱۰۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ آپس میں محبت کرتے اور اطمینان و وقار سے رہتے اور کم گفتگو کرتے۔ یہ ان کی نہایت عقلمندی اور اپنے ہمعصروں کے پورے تجربہ کے باعث تھا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مقولہ ہے کہ انسان کی بلندی بائیس سال تک ہوتی ہے اور عقل کی ترقی اٹھائیس سال تک۔ اس کے بعد تجربہ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کم عقل راہبر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جس چیز کو وہ بگاڑتا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جس کو سنوارتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کرم الرجل دینہ ومروتہ عقلہ وحسن خلقہ یعنی انسان کی عزت دین سے ہے اور اس کی مروت عقل اور حسن خلق سے ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ مرد تین قسم پر ہیں۔ اول پورا مرد

دوم، آدھا مرد۔ سوم، لاشئے محض۔ پورا مرد وہ ہے جس کے پاس عقل اور تجربہ ہو اور اس سے فائدہ حاصل کرے۔ اور آدھا مرد وہ ہے جو عقلمندوں سے مشورہ لے اور کام کرے۔ اور لاشئے محض وہ ہے جو نہ تو خود ہی عقلمند اور صاحب الرائے ہو اور نہ ایسے لوگوں سے مشورہ لے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، سب لوگوں سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو بولنے سے پہلے جو کچھ کہنا ہو سوچ لیا کرے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو دانشوری کا مدعی ہو اور آخرت کی تیاری نہ کرے وہ جھوٹا ہے۔

محمد بن زیادہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، انسان کی عقل اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنے دوست سے نہ ڈرے۔ اے دوست! اس میں غور کر اور پاک اسلاف کی اتباع کر۔ آرام پائے گا۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۱۰۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اکثر خاموش رہتے اور نہایت دانائی سے مخاطب کی آسانی کے لیے گفتگو کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق اُوتِیتُ جَوامِعَ الکَلِم واختصر لی الکلام اختصاراً یعنی میں جامع کلمات عطا کیا گیا ہوں اور میرے لئے کلام کو مختصر کر دیا گیا ہے۔ ابوالحسن ہردی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، دانائی چار باتوں سے ترقی کرتی ہے۔ گناہ پر نادم ہونا۔ موت کے لئے تیاری کرنا۔ کم خوراک کھانا اور دنیا سے بے رغبت لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ دانائی آسمان سے اُترتی ہے لیکن

جس دل میں یہ چار خصائل ہوں اس دل میں گھر نہیں کرتی۔ دنیا کی طرف میلان، کل کا غم کھانا۔ بھائی پر حسد کرنا۔ اور لوگوں پر بڑائی کا پسند کرنا۔ جس میں یہ خصلتیں ہوں اس میں دانائی نہیں جاتی۔

منجملہ ان دانائی کی باتوں کے جو سلف سے منقول ہیں، ایک حاتم اصم رحمہ اللہ کا یہ مقولہ ہے لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال یعنی جو کہے اس کو نہ دیکھو بلکہ جو کچھ کہے اس کو دیکھو۔ اور منجملہ ان کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کا مقولہ ہے، جو اپنے قدر سے کم پر خوش ہو گیا اس کو مقصود سے زیادہ رتبہ دیا گیا۔ نیز فرمایا ہے، تم دانائی ضرور سیکھو کیونکہ دانائی مسکینوں کو بادشاہوں کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے۔ اور منجملہ ان کے امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کا مقولہ ہے، دنیا میں سب سے کم آرام میں رہنے والا حاسد اور کینہ ور ہے۔

اور منجملہ ان کے یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ مقولہ ہے کہ محرمات سے باز رہنا اللہ تعالےٰ کی رضا کا باعث ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کی حقیقت کھلتی ہے دیرینہ فراق سے دوستوں کی دوستی معلوم ہوتی ہے۔ ادب سے علم ذہن نشین ہوتا ہے۔ ترک طمع سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔ نیک نیتی سے نیکوں کی صحبت دائمی ہوتی ہے۔ نیز ان کا قول ہے، جس کی قید قرآن مجید ہے اس کی رہائی موت ہے۔ جس کو عبادت نے ذبح کر دیا اس کو کامیابی زندہ کر دے گی۔ جس نے دنیاوی خواہش بند کر دی اللہ تعالےٰ اس کے بدلے میں ذکر الٰہی کی خواہش پیدا کرے گا۔ ان کا مقولہ ہے۔ جس نے نرمی کی وہ اپنے ہمعصروں پر سردار بنا۔ اور جس کا غصہ بڑھا وہ ذلت میں غرق ہوا۔ فرماتے ہیں، مل کر رہنے میں اگر کچھ کدورت بھی ہو تو اس صفائی سے بہتر ہے جو جدائی اور علیحدگی سے حاصل ہو جب

قریبی دشمن ہو تو وہ غیر ہے۔ اور اگر غیر دوست ہو تو وہ قریبی ہے۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور اپنے باطن کو دنیا کی محبت اور خواہشات سے صاف کر اور اللہ تعالےٰ کا بکثرت ذکر کر۔ جب تیرا باطن صاف ہو جائے گا تو اللہ تعالےٰ تیری گفتگو میں حکمت دے گا اور تو اپنے زمانہ کا حکیم ہو گا۔ اور دنیا کی محبت کی موجودگی میں یہ ناممکن ہے۔ والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

۱۰۴ا۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ کسی مسلمان سے حسد نہ کرتے اور ہر ایک مسلمان کو بطریق شرعی نصیحت کرتے۔ اسی لئے وہ لوگوں کے سردار ہوئے۔ اگر ان کو کسی کے ساتھ حسد و کینہ ہوتا تو کبھی سردار نہ ہوتے اور نہ بادشاہ ان کے قدموں کو بوسہ دیتے۔ اے برادر! اگر تو بھی ایسا ہونا چاہے تو نہایت خلوص نیت سے ان کے قدم بقدم چل، ورنہ بناوٹ کرنے والے شخص کی حالت پر اللہ تعالےٰ بعض لوگوں کو اطلاع کر دیتا ہے اس لئے اس کو قبولیت حاصل نہیں ہوتی۔

میں نے حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ سے سنا ہے، جو اپنے عمل خالص اللہ کے لئے کرے اللہ اس کی محبت مومنوں کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن جسکی دیانت میں کچھ آمیزش ہو تو اللہ تعالےٰ اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو اس کے باطن کی اطلاع کر دیتا ہے۔ لہذا کسی کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں آیا ہے اِنّ الحسد یاکل الحسناتِ کما تاکل النّار الحطب یعنی حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے۔ اور جب آدمی کی نیکیاں ضایع ہو جاتی ہیں تو اسکی

سرداری بھی جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ اس وقت گناہگار ہوگا یا اس کی حالت درمیانی ہوگی کہ اس کی نیکی ہوگی نہ بدی۔ اور یہ تو مسلّم ہے کہ ریاست اور توقیت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو اخلاق اور اعمال حسنہ میں تمام سے بہتر ہو۔ احنفؒ بن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ حاسد کو آرام نہیں اور بد خلق کیلئے سرداری نہیں۔

فرقد السنجی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، حسد کے چھوڑنے کی دوا ترک دنیا ہے۔ لیکن جو دنیا کی طرف راغب ہو اس کو حسد لازم ہے۔ خواہ وہ مانے یا نہ مانے وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ حسد سے بچو کیونکہ آسمانوں میں سب سے پہلے اسی گناہ سے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی ہوئی ہے اور یہی پہلا گناہ ہے جس سے زمین میں اللہ کی نافرمانی ہوئی ہے۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں، میں عالموں کی شہادت عوام کی نسبت قبول کر سکتا ہوں لیکن ایک کی دوسرے پر شہادت قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ تمام کے تمام آپس میں حسد رکھتے ہیں۔ ابن سماکؒ فرماتے ہیں، حاسد کی علامت یہ ہے کہ وہ طمع کی وجہ سے تیرے قریب ہوتا ہے اور اپنی بد خلقی اسے تجھ سے دور کرتی ہے تمام لوگوں سے زیادہ حسد کرنے والے رشتہ دار اور ہمسایہ ہیں۔ کیونکہ وہ انعامات دیکھتے اور حسد کرتے ہیں۔ اسی لئے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس لکھا کہ رشتہ داروں سے کہہ دو کہ کبھی کبھی مل لیا کریں اور پاس پاس نہ رہیں۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن سے ترا دشمن تجھ سے ڈرے تو تجھ میں نیکی کا نام و نشان نہیں ہے چہ جائیکہ

تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن کی وجہ سے تیرا دوست بھی ڈرتا رہے۔ اور یقین جانو کہ جو شخص لوگوں کی برائیوں کی جستجو کرے اُس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا۔ جس سے لوگ محفوظ رہیں وہ لوگوں سے محفوظ رہے گا۔ جو لوگوں کی چغلی کرے وہ دین و دنیا میں محتاج ہو گا اور ابلیس کا خادم ہو گا۔

سوائے دوست! تو اپنے آپ کی تفتیش کر اور غور کر کہ تو مسلمان بھائی کے انعام پر جو اللہ تعالےٰ نے اس پر کیا ہے حسد تو نہیں کرتا، اور کیا تو امر الٰہی کے مطابق ان کو نصیحت کرتا ہے یا اس کے مخالف؟ اور اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگ۔ والحمد للہ رب العلمین ؛

۱۰۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ سخت بھوک کو برداشت کرتے اور شکم سیر ہو کر نہ کھاتے تاکہ انکی خاموشی زیادہ ہو اور ان کا کلام کم ہو۔ جیسا کہ علمار کاملین کی عادت تھی کہ جو سیر ہو کر کھاتا اس کی فضولیات بڑھ جاتیں۔ محمد راہبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو شخص اپنے پیٹ میں فضول کھانا بھرتا ہے اس کی زبان سے فضول باتیں نکلیں گی۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، کسی انسان کو تیر امارنا زبان سے اس کو طعن و تشنیع کرنے سے کم ہے کیونکہ زبان کے نشانے کبھی چوکا نہیں کرتے۔

جابر بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ مجھ پر کس چیز سے ڈرتے ہیں آپ نے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے ڈرتا ہوں۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جو غور کرے وہ تمام اہل مجلس سے اشرف اور زیادہ باہیبت اس شخص کو پائے گا جو اکثر خاموش رہے۔ کیونکہ سکوت عالم کے لئے زینت ہے۔ اور جاہل کے لئے پردہ ہے۔

وہب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، عافیت دس حصہ ہے۔ نو حصہ صرف سکوت میں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں ہے۔

ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالیٰ نے موت سے پہلے بیس سال تک دنیا داروں کی سی گفتگو نہیں کی۔ حماد بن سلمہؒ جب کوئی لغویات کرتے تو اس کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھتے اور فرماتے کہ سلف کسی مجلس میں محض دنیاوی باتوں کا کرنا بُرا جانتے اس لئے ہر مجلس میں کوئی دین کی بات ضرور شامل فرما لیتے تھے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، زبان سے سر کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت کم گفتگو کرتے اور دوستوں کو فرماتے، غور کرو کہ اپنے اعمال نامے میں کیا لکھوا رہے ہو۔ وہ تمہارے پروردگار کے سامنے پیش ہو گا۔ یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ایک لغو کلمہ کو چھوڑنا نفس کے لئے ایک دن کے روزے سے مشکل ہے۔ کیونکہ انسان بسا اوقات سخت گرمی میں روزہ رکھ لیتا ہے۔ مگر لغو کلمہ سے اپنی زبان کو نہیں روکتا۔ اے دوست! تو اپنی تفتیش کر کہ تو نے اس بات پر کتنا عمل کیا ہے اور صبح شام بکثرت استغفار کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۰۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اپنی مجلس میں غیبت کا دروازہ بالکل بند کرتے۔ تاکہ ان کی مجلسیں گناہ کی مجلسیں نہ ہوں۔ ان کا یہ خیال تھا کہ بہت ممکن ہے کہ درود و وظائف اور ساری عبادات قیامت کے دن ایک غیبت کا مقابلہ نہ کرسکیں۔ سوا ے پیر! تجھے بھی لازم ہے کہ اپنے مریدوں کو چغلی اور غیبت وغیرہ سے سختی کے ساتھ روکے اور خاموش رہ کر درگزر نہ کرے۔ ورنہ تو بھی ان کا شریک ہوگا اور تم سب فاسق ہوگے

حدیث شریف میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لیلۃ القدر کو جہنم میں دیکھا کہ ایک قوم مُردار کھا رہی ہے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا، یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں انسانوں کا گوشت کھاتے تھے۔ یعنی غیبت کرتے تھے۔

ابو قلابہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، غیبت دل کو راستی اور ہدایت سے ویران کردیتی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کو جب معلوم ہوتا کہ میری کسی نے غیبت کی ہے تو آپ اس کی طرف تحفہ ارسال کرتے اور قاصد کی زبانی کہلا بھیجتے۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے میرے پاس اپنی نیکیوں کا تحفہ ارسال کیا ہے وہ یقیناً میرے تحفہ سے قیمتی ہوگا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ آج کل علماء کا فضل غیبت ہے اور ایک دوسرے کے نقص اس خیال سے بیان کرتے ہیں تاکہ اس کا ہمعصر اس سے بڑھ نہ جائے۔ اور ایسا نہ ہو کہ وہ علم وتقوی میں مشہور ہوجائے اور ان کی شہرت نہ ہو۔

وہب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بخدا میرے نزدیک غیبت کو ترک کرنا سونے کے پہاڑ کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ ایک رات شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وظائف سے غافل ہو کر سو گئے۔ بیوی نے سرزنش کی۔ آپ نے فرمایا، تو مجھے ایک رات کے وظیفہ چھوڑنے پر کیوں خفا ہوتی ہے۔ جب کہ بلخ کے اکثر علماء و زہاد میرے لئے نماز روزہ کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا۔ یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا، وہ رات پھر جاگتے ہیں اور دن پھر روزہ رکھتے ہیں پھر شقیق کی غیبت کرتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس لئے ان کی تمام نیکیاں میرے اعمال نامہ میں ہوں گی

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر میں کسی کی غیبت کروں تو اپنے ماں باپ کی کروں کیونکہ وہ میری نیکی کے زیادہ مستحق ہیں۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، منجملہ حرام غیبت کے جس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں، آدمی کا یہ کہنا ہے کہ فلاں شخص بہ نسبت فلاں شخص کے زیادہ عالم ہے۔ کیونکہ اس سے بھی مفضول رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ غیبت اس کا نام ہے کہ انسان اپنے بھائی مسلمان کا ذکر اس طرح کرے جس سے وہ ناخوش ہو۔

ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، غیبت مولویوں کے لئے ایک میوہ ہے اور متقیوں کے نزدیک گندگی کی روٹی۔ عطاء خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غیبت کرنے والے سے رنجیدہ نہ ہو، کیونکہ اس نے تیری لاعلمی میں تجھ پر احسان کیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ جس شخص کی ایک دفعہ غیبت کی جائے اس کے آدھے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں، تین عادتیں ہیں کہ اگر کسی مجلس میں ہوں تو اس مجلس والے رحمت سے محروم ہوتے ہیں۔ اوّل جس میں محض دنیاوی امور کا ذکر ہو۔ دوم جس میں بکثرت ہنسی ہو۔ سوم جس میں لوگوں کی غیبت کی گئی ہو۔ اہل علم سے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جھوٹا دوزخ میں کتے کی شکل میں پھرے گا۔ اور حاسد خنزیر کی شکل میں، اور غیبت کرنے والا اور چغلخور بندر کی صورت میں مسخ ہوگا۔

ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں، غیبت محرمہ میں یہ بھی داخل ہے کہ تو بھائی کا عیب اپنے دل میں بٹھائے اور اس کی دشمنی کے ڈر سے زبان سے ظاہر نہ کرے۔ اے دوست! ان امور کو اپنے اوپر پیش کر اور غور کر۔ پھر اگر تو ان باتوں سے محفوظ ہے تو اللہ کا شکر ادا کر۔ اور اگر تو ان کا مرتکب ہے تو استغفار کر اور نیک عمل میں اپنے کو زیادہ مشغول کر تاکہ قیامت میں حقداروں کا حق دیا جاوے۔ اپنے نفس کو فاسق سمجھ اور عوام کالانعام کے نیک کہنے سے کبھی اپنے اوپر نیکی کا گمان ہرگز نہ کر۔ اہل اللہ کہتے ہیں کہ جو یقین کو لوگوں کے ظن سے ترک کرے وہ نہایت ہی بے وقوف ہے۔ اے دوست! اسے خوب یاد رکھ اور ان صفات بد سے اجتناب کر۔ والحمد للہ رب العٰلمین ؛

۱۰۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ وضو و نماز اور دیگر عبادات کو وسواس سے بچاتے۔ کیونکہ وسواس کی جڑ دل کی سیاہی سے حاصل ہوتی ہے اور دل کی سیاہی اعمال کی تباہی سے ہوتی ہے اور اعمال کی تباہی حرام و مشتبہ مال کھانے سے ہوتی ہے۔ جو حلال کھانے پر مضبوط ہو جائے اس کے پاس پہنچنے کو شیطان کا کوئی راستہ نہیں۔ آجکل کے

صوفی ظالموں کی دعوت کھاتے ہیں۔ پھر اللہ کی حضوری کے لئے عبادت میں خشوع کو تلاش کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کو کہاں سے میسّر ہو۔

ہم نے اس مضمون پر اپنی کتاب "المنن الکبریٰ" کے پندرھویں باب میں مفصل بحث کی ہے۔ اگر تم دیکھنا چاہو تو اسے دیکھو۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۱۰۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ وہ اسرار کو مخفی رکھتے اور جس کے حق میں کوئی بات سنتے اس تک نہ پہنچاتے۔ مثل مشہور ہے قلوب الاحرار قبور الاسرار۔ یعنی بزرگوں کے سینے اسرار کے دفینے ہیں۔ اگر اہل اللہ اسرار کی حفاظت نہ کریں تو کون کرے گا۔ یہ خلق اس وقت بالکل معدوم ہے۔ آجکل کے لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایک بات سنتے ہیں پھر جو ان کے پاس آتا ہے فوراً اس کو سناتے ہیں۔ بعض اوقات وہ بات شہر کی بربادی کا باعث ہو جاتی ہے۔ تم نے ان کو کہتے دیکھا ہو گا کہ ایک ایسے ولی اللہ نے ہمیں یہ بات بتلائی ہے جس کو متّہم سمجھنا جائز نہیں غرض کہ ان لوگوں کا نام ولی رکھتے ہیں۔ حالانکہ چغلی کے نقل کرنے اور لوگوں میں فساد برپا کرنے کے باعث ان کا شمار فاسقوں میں ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کا مقصود یہ نہ ہو۔ یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، چغلخور جادوگر سے بھی بُرا ہے مگر اس کا کسی کو خیال نہیں۔ چغلخور ایک دم میں وہ کام کر سکتا ہے جو جادوگر ایک مہینے میں بھی نہ کر سکے۔ چغلی نے خون بہا دیئے ہیں، مال لٹا دیا ہے، اور بڑے بڑے فتنے کھڑے کر دیئے ہیں۔ کتنے لوگوں کو گھروں سے باہر نکلوا دیا ہے۔

اس طرح کے بہت فساد مچائے ہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو شخص تیرے پاس چغلی کرے وہ دوسرے کے پاس تیری چغلی بھی ضرور کرے گا۔ اور جو ایسی صفات سے تیری تعریف کرے جو تجھ میں موجود نہیں تو وہ ایسی ہی باتوں سے تیری مذمت بھی کریگا جو تجھ میں موجود نہ ہوں۔

منصور بن زاذان رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جب تک کوئی میرے پاس بیٹھا رہتا ہے میں اس کے ساتھ گویا جہاد کرتا رہتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے دوست کو میرے نزدیک دشمن بنا دیتا ہے۔ یا کسی کی کی ہوئی غیبت مجھے بتلا دیتا ہے جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور دوستوں کے بھید ظاہر کرنے سے ڈر اور یہ مت کہہ کہ اس سے میرا مقصود فساد نہ تھا۔ کیونکہ تو دسویں صدی کے آخری حصہ میں ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۱۰۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ لوگوں کے عیوب سے اعراض کرکے اپنے عیوب میں مشغول رہتے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَفِيٓ أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ یعنی (اور تمھارے نفوس میں بھی اللہ کے قدرت کی نشانیاں ہیں)، پس تم اپنے اندر ہی غور کیوں نہیں کرتے؟ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ طوبیٰ لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس یعنی خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنے عیوب میں مشغولی کے سبب لوگوں کے عیوب سے غافل ہے۔

یحییٰ ابن معاذ رح فرماتے ہیں، عاقل کی عقلمندی یہ ہے کہ کسی کو گناہ کا طعنہ نہ دے کیونکہ میں نے اگر کسی کو گناہ کا طعنہ دیا ہے تو بیس سال کے بعد اس گناہ میں خود گرفتار کیا گیا ہوں، ہمیں خبر ملی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تم لوگوں کے عیوب کو اس طرح نظر نہ کرو گویا تم انکے آقا ہو بلکہ اپنے عیوب کو اس طرح دیکھو گویا کہ تم غلام ہو۔ تمام لوگ دو حال سے خالی نہیں، یا تو مصیبت میں گرفتار ہیں یا عافیت والے ہیں پس مصیبت زدہ پر رحم کرو اور عافیت پر شکر کرو۔

جو اپنے آپ کو داعی الی اللہ ہونے کا مدعی ہو، اس کے واسطے بدخلق ہونا نہایت ہی قبیح ہے۔ کہ لوگ اس کی بدخلقی سے ڈرتے ہوں جیسا کہ یہی بات اس کے متبعین کے لیے بھی بری ہے۔ منقول ہے کہ منافق کی علامت یہ ہے کہ لوگ اس کی بدگوئی سے بچنے کے لیے اس کو نصیحت کرنا چھوڑ دیں۔

مرفوع حدیث میں ہے کہ لوگوں میں سے برا وہ ہے جس کی بدگوئی سے بچنے کے لیے لوگ اسے چھوڑ دیں۔ اے دوست! اسے یاد رکھ اور بدخلقی سے بچ۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۱۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض اور تابعین اور عالمان باعمل کے اخلاق کی پیروی کر کے بکثرت سخاوت اور مروت کرتے۔ کیونکہ جس شخص میں فتوت اور مروت نہیں اس میں کچھ خیر نہیں اگرچہ ثقلین جتنی عبادت کرتا ہو۔

حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروت کے معنی دریافت کیے گئے۔ آپ نے فرمایا جس امر سے آدمی اللہ کے نزدیک معیوب سمجھا جائے، اس کے ترک کرنے کا نام مروت ہے۔ علماء سلف کا اتفاق ہے کہ سخاوت اور مروت واجب ہے اور اس کا چھوڑنا منافقین کے اخلاق میں سے ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں مروت اور دیگر اخلاق حمیدہ بہت کم ہو جائیں گے۔ اور مرد مردوں کے باعث اور عورت عورتوں کے باعث ایک دوسرے سے مستغنی ہوں گے۔ جب یہ زمانہ آوے تو صبح شام عذاب کا انتظار کرو۔

ابو عبداللہ محمد بن عراق رحمہ اللہ تعالے سے مروت کی نسبت دریافت ہوا آپ نے فرمایا، مروت یہ ہے کہ انسان ایسا کوئی فعل نہ کرے جس کے اظہار سے دنیا اور آخرت میں شرمندہ ہو۔ حسن بن کیسان رحمہ اللہ تعالے کے گھر کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اندر آ کر کھا دے۔ اسلاف کا قاعدہ تھا، اگر کچھ کھانا پکانے کے لئے ہانڈی مستعار لیتے تو اسے کھانے سے بھر کر واپس کرتے۔ اور اکثر ہانڈی کا مالک بھی مستعیر کو بھر کر دیتا اور کہتا کہ مجھے خالی دینا برا معلوم ہوتا ہے۔

اصمعی رحمہ اللہ تعالے سے مروت کے معنی دریافت کئے گئے تو کہا، مروت یہ ہے کہ کھانے کا دستر خوان بچھا ہوا ہو۔ اور زبان میٹھی ہو اور مال خرچ کیا جائے اور عفت ایسی ہو جس کو سب مانیں اور کسی کو ایذا نہ دی جائے۔

اے دوست! اسے یاد رکھ، تو نے مروت کے متعلق اسلاف کے اقوال سُن لئے ہیں، ان پر عمل کر اور اہل مروت کے مشابہ بن۔ اگر فی الحقیقت تو انمیں سے نہ ہو سکے۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۱۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ سفر اور حضر میں بکثرت جود و سخاوت کرتے اور دوستوں کی دلداری میں

مال خرچ کرتے کیونکہ اس سے دین کو تقویت اور امداد حاصل ہوتی ہے جو انکا مقصود اصلی ہے۔ حدیث شریف میں ہے اذا کان اغنیاء کم سمحاء کم وامراء کم خیارکم وامرکم شوری بینکم فظھر الارض خیر لکم من بطنھا واذا کان امراء کم شرارکم واغنیاء کم بخلاء کم وامرکم الی نساء کم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا یعنی اگر تمھارے غنی سخی ہوں اور تمھارے حاکم اچھے لوگ ہوں، اور تمھارے کاروبار باہم مشورے سے چلتے ہوں تو زمین کے اوپر کا حصہ تمھارے لئے اندر کے حصہ سے بہتر ہے۔ اور جس وقت تمھارے امیر برے لوگ ہوں اور تمھارے تونگر بخیل ہوں اور تمھارے جملہ امور کا مرجع عورتوں کی طرف ہو تو اس وقت زمین کے اندر کا حصہ تمھارے واسطے اسکی پشت سے اچھا ہوگا۔ یعنی ایسے وقت زندہ رہنے سے بہتر مرجانا ہی ہوگا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کے ساتھ جو شخص جانا چاہتا تو آپ اس سے یہ شرط کرلیتے کہ سفر میں سب خرچ میرا ہوگا اور میں ہی خادم اور مؤذن رہوں گا۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ بخیل پر تعجب ہے کہ دنیاوی مال اپنے دوستوں پر خرچ کرنے سے دل چراتا ہے اور جنت جیسی چیز کی سخاوت اپنے دشمنوں پر کرتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں، ناکس کی علامت یہ ہے کہ جب صاحب منزلت ہو تو اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کرے اور اپنے جان پہچان والوں سے ناآشنا بن جائے۔ اہل شرف اور فضل پر تکبر کرے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے سوال کیا گیا کہ عقلمند کون ہے؟ آپ نے فرمایا، عقلمند وہ ہے جو اپنے مال کو ایسی جگہ محفوظ رکھے جہاں اسے نہ کیڑا لگے اور نہ چوری ہو۔ یعنی آسمانوں میں اللہ کے پاس۔

مروی ہے کہ ایک شخص بصرہ میں آیا اور دریافت کرنے لگا کہ شہر کا سردار کون ہے؟ کسی نے اس سے کہا، حسن بن ابی الحسن بصری۔ اس نے کہا وہ کیونکر سردار بنا؟ لوگوں نے کہا، لوگوں کے پاس جو مال وغیرہ ہے اس سے وہ مستغنی ہیں اور علم اور دین جو اُن کے پاس ہے اس کی وجہ سے لوگ اُن کے محتاج ہیں۔ تو وہ شخص بولا واہ واہ بیشک یہی سردار ہے۔

ایک عورت امام لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس چھوٹا سا برتن لے کر شہد مانگنے آئی اور کہا میرا خاوند بیمار ہے۔ امام لیث نے عورت کو شہد کا بھرا ہوا مشکیزہ دینے کا حکم فرمایا۔ کسی نے کہا، وہ تو چھوٹی سی پیالی میں مانگتی ہے آپ نے فرمایا، اس نے اپنے ظرف کے مطابق مانگا ہے اور ہم نے اپنی حیثیت کے موافق دیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے۔ آپ نے ان کو اسی وقت تقسیم کر دیا اور شام کے کھانے تک انکے پاس اسمیں سے کچھ باقی نہ رہا۔ عبداللہ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاویہؓ سے بڑھ کر کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ آپ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ملے اور فرمانے لگے۔ مرحبا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، پھر ان کو تیس لاکھ درہم دیئے۔ بعد ازاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ایک لاکھ درہم دینے کا حکم فرمایا۔

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اپنے گھر سے ہر طرف کے چالیس گھر والے ہمسایوں کو دیتے اور آپ روٹی کے ٹکڑوں پر افطار کرتے۔ اور عیدوں میں ان کے واسطے قربانیاں اور پوشاکیں بھیجتے اور ہر عید الفطر میں سو غلام

آزاد کرتے۔

یوسف علیہ السلام کا احسان یہ تھا کہ جو جیل خانہ میں بیمار ہوتا اس کی خدمت میں رہتے اور جو مفلس ہوتا تو اپنے پاس سے دیتے۔ جب آپ کے پاس محتاج کے دینے کو کچھ نہ ہوتا تو لوگوں کے گھروں میں جا جا کر مانگتے۔

اسلاف رحمہم اللہ تعالےٰ کی یہ عادت تھی کہ اگر ان کے دوست کا خادم مرجاتا تو اس کے پاس اپنا خادم بھیج دیتے۔ وہ اسے رکھ لیتا اور خاموش رہتا اور اپنے دوست سے اس کو افضل نہ جانتا۔ اور جب انھیں معلوم ہوتا کہ ان کے کسی دوست پر قرض ہے تو اس کے بلا مشورہ قرض ادا کرتے۔ پھر اگر مقروض کو معلوم ہوتا تو وہ بھی بالکل خاموش رہتا۔ گویا اس کے مال سے قرض ادا ہوا ہے۔ کیونکہ اسے دوست کی نیک عادت معلوم ہوتی۔

ابن مقنع رحمہ اللہ تعالےٰ کو خبر لگی کہ ان کا پڑوسی قرض کے باعث اپنا مکان فروخت کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے اس کی طرف گھر کی قیمت ارسال کی اور کہلا بھیجا تو اس گھر کو فروخت نہ کر کیونکہ اس گھر سے مجھ کو تم سے زیادہ فائدہ ہے۔ ہم اکثر اس گھر کے سایہ میں بیٹھتے ہیں۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالےٰ ہر رات فقیروں کی ایک جماعت جمع کرتے اور ان کو مسجد میں بٹھا کر کہتے۔ تم اللہ کی عبادت کرو، میں تمھاری خدمت کرتا ہوں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، مسلمانوں میں اچھا وہ ہے جو ان کی مدد کرے اور نفع پہنچائے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ایسی چیز کو خوب جمع کرو، جسے نہ آگ جلائے نہ مٹی کھائے۔ لوگوں نے عرض کیا، وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، نیکی اور احسان۔

اے دوست! اپنے آپ میں غور کر اور جن اسلاف کی پیروی کا تجھے دعویٰ ہے
ان کی اقتدار کر۔ والحمد للہ رب العلمین :

۱۱۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اپنے دوستوں کے ساتھ نیکی کرتے اور کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے اور اس میں اپنے سے اسے مقدم سمجھتے۔ اور اس امر کو دوستوں کے استحقاق اور قابلیت پر موقوف نہ رکھتے۔ بلکہ کہتے، اگر ہمارا دوست احسان کے قابل نہیں ہے تو بھی ہم تو احسان کرنے کے قابل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، احسان کرو خواہ ناشکری پر ہو، کیونکہ وزن میں شکر گزار کے احسان سے بڑھ کر ہو گا۔

سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، احسان اُٹھ گیا تجارت رہ گئی۔ لوگ اپنے دوست کو اس لئے دیتے ہیں کہ ہمیں اس کا بدلہ دے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، بغیر تین باتوں کے احسان پورا نہیں ہو سکتا۔ اوّل جلدی کرنا۔ دوم معطی کے نظر میں کم ہونا۔ سوم لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کی دہلیز میں ایک خچر باندھی رہتی۔ جب کسی کو سواری کی ضرورت ہوتی، کھولتا اور اس پر بلا اجازت سوار ہوتا۔ کیونکہ لوگ اس پر ان کی رضا جانتے تھے۔ ایک گروہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کے گھر گیا آپ گھر پر نہ تھے۔ پس انھوں نے کھانا اُٹھالیا اور بیٹھ کر کھانے لگے اور سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کی صلاحیت کی باتیں کرنے لگے۔ ان کی باتوں کے درمیان آپ آگئے لوگوں کی اس حالت کو دیکھ کر رونے لگے۔ انھوں نے سبب پوچھا، فرمانے لگے میں کیوں نہ روؤں، تم میری باتیں اسلاف جیسی کرتے ہو اور میرے ساتھ صالح جیسا

معاملہ کرتے ہو حالانکہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔ بقیہ بن ولید اپنے دوست کی غیر حاضری میں ان کے گھر جاتے تو ہانڈی کو آگ سے اُتارتے اور دروازہ پر رکھ کر کھاتے اور فقرار، ومساکین کو دیتے۔ پھر جب ان کا دوست آتا تو خوش ہوکر کہتا، اللہ تعالیٰ اس نیک دوست کو جزائے خیر دے جس نے میرے مال کو قیامت کی طرف پھیرا ہے۔ جعفر بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرا دوست وہ ہے جس کا دوست اس کی غیر حاضری میں اتنی جرأت کر سکے کہ روپے کی تھیلی کھول کر اپنی حاجت کے مقدار بلا اجازت لے لے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، احسان یہ ہے کہ تو دوست کا احسان مند ہو اگر اس نے تجھ سے کچھ لیا ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہ لیتا تو تجھے ثواب نہ ہوتا نیز اس نے تجھ سے سوال کیا اور تجھ سے ہی اس کو امید تھی۔

عطار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب میں آدمی سے کوئی حدیث سنتا ہوں اگرچہ وہ مجھے پہلے سے معلوم ہو اور بار ہا اس کو سُنا ہو، تاہم خوب کان لگا کر متوجہ ہو کر سنتا ہوں۔ گویا اسی سے سن رہا ہوں۔ پہلے کبھی سنی ہی نہیں۔ اس خیال سے کہ اگر اس کو بتلاؤں گا تو شرمندہ ہوگا۔ ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالیٰ کسی سائل کو روٹی کا ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی ہوئی چیز نہ دیتے تھے۔ اور نہ مستعمل کپڑا دیتے اور فرماتے، مجھے شرم آتی ہے کہ میرا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو اور اسمیں میری طرف سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ردی اشیار درج ہوں۔

اے دوست! ان باتوں کو یاد رکھ اور اپنی تفتیش کر کہ تو ان باتوں میں اسلاف کے قدم بقدم ہے یا نہیں؟ اور بزرگی کے دعوے سے بچتا رہ۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۱۳- سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اللہ تعالےٰ کے لئے محبت کرنے میں جلدی نہ کرتے۔ بلکہ ایک ایک سال یا اس سے بھی زیادہ اس معاملہ میں تاخیر کرتے۔ اس خصلت میں اکثر لوگ خلل ڈالتے ہیں اور جو اُن سے دوستی کرنا چاہے اس سے فی الفور دوستی کر لیتے ہیں پھر کچھ مدت کے بعد اس سے جھگڑا کرنے لگتے ہیں۔ مثل مشہور ہے فساد الانتہاء من فساد الابتداء یعنی انتہا کی خرابی ابتدار کی بُرائی سے ہوتی ہے۔

نیز حدیث شریف میں آیا ہے سیکون فی آخر الزمان قوم اخوان العلانیۃ اعداء السریرۃ۔ قالوا یارسول اللہ وکیف ذٰلک قال یتواخون رغبۃ و رھبۃ یعنی آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو بظاہر دوست ہوں گے اور بباطن دشمن لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیسے ؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ امید یا خوف کے باعث دوستی قائم کریں گے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا، جسے اپنے دوست پر مکھی کا بیٹھنا بُرا معلوم نہ ہو وہ دوست نہیں۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، جتنے دوست زیادہ ہوں گے قیامت میں اسی قدر قرضخواہ ہوں گے اور جس قدر دوست کی غمخواری کم ہوگی اسی قدر اس کی محبت کم ہوگی۔ قرض سے مراد اس جگہ حقوق ہیں۔ علی بن بکار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے زمانہ میں کسی کو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کی طرح دوستی کے حقوق قائم کرتے نہیں دیکھا آپ کھجور، منقیٰ اور درہم کو بھی تقسیم کر دیتے۔ اگر کوئی موجود نہ ہوتا تو اس کا حصّہ رکھ چھوڑتے۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا، ہم نے آپ کے دوست کو آپ سے علیحدہ ہوتے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ میرے دوست کو فلاں چیز پسند ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اپنے کو اس سے ممتاز نہیں سمجھتا ہوں۔ حامد لفاف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دشمنوں پر بھی احسان کرتے تھے۔ آج کل لوگ دوستوں سے بھی نیک سلوک نہیں کرتے۔ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، سچے دوستوں کی علامت یہ ہے کہ جب ان میں سے ایک خفا ہو جائے تو ہر ایک دوسرے کے راضی کرنے کی فی الفور کوشش کرے۔ کیونکہ ہم نے کوئی دوست ایسا نہیں دیکھا جو دوست کی غمخواری نہ کرے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، آجکل دوست ایسے ہو گئے ہیں جیسے نان بائی کا شوربا، نہایت خوشبودار مگر مزہ ندارد۔ سلف میں بعض ایسے تھے جو دوست کی اولاد کی اس کے جنازہ سے واپسی کے وقت سے لے کر سن بلوغ و رشد تک خبر گیری کرتے۔ لیکن آج کل دوست اپنے بھائی کی اولاد وغیرہ کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، آدمی بلا دوست ایسا ہے جیسے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے بغیر۔

اے دوست! اس کو سوچ اور اپنی حالت میں غور کر کہ تو بھی اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا عمل کرتا ہے یا نہیں؟ اے دوست! ان تمام باتوں میں غور کر۔

واللہ رب العلمین

۱۱۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ مہمانوں کی خاطر بذات خود ان کی خدمت کرتے۔ مگر کسی شرعی عذر کے باعث پھر باوجود اس کے یہ نہ سمجھتے کہ کھانا کھلاکر اور اس کی خدمت کرکے انھوں نے اسکے اس احسان کی مکافات کرلی۔ کہ وہ خاص کر ان کے پاس آٹھہرا اور ان کے حق میں حسن ظن کیا اور ان کو بخیل نہ سمجھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمان کی خود خدمت کرتے اور یہی حالت صحابہؓ وتابعین کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب نجاشی کی طرف سے وفد آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو موقعہ نہ دیا کہ آپ کے سوا کوئی اور ان کی خدمت کرے۔ اور آپ فرماتے، یہ میرے اصحاب کے میزبان ہیں، میں ان کو اس کا عوض دینا چاہتا ہوں۔ سلف مہمان کی رات کو عید کی رات خیال کرتے۔ کیونکہ انھیں نہایت خوشی ہوتی۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، گھر کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اسمیں ضیافت کی ایک کوٹھری بنائی جائے۔ ابراہیم خلیل علیہ السلام کی کُنیّت ابوضیفان تھی۔ کیونکہ آپ مہمان کے لئے دو میل جاتے تاکہ وہ آپ کے پاس آکر ٹھہرے۔ بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جو دعوت میں بلایا جائے اگر اپنے ساتھ دوسرے کو لیجائے تو ایک طمانچہ کا مستحق ہے۔ اگر اسے صاحب خانہ کہے اُس جگہ بیٹھ، وہ کہے میں یہاں بیٹھتا ہوں، تو دو طمانچوں کا۔ اور اگر گھر والے کو کہے، آتو بھی ہمارے ساتھ کھا، تو تین طمانچوں کا مستحق ہے۔ کیونکہ یہ تینوں عادتیں فضول ہیں۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جس نے مہمان کو کھانا کھلایا اور مہمان کو چھوارے یا کوئی میٹھی چیز نہ دی تو ایسا ہے گویا اس نے عشاء کی نماز بغیر وتر ادا کی۔ واضح ہو کہ میزبان پر واجب ہے کہ مہمان کو حلال کھانا کھلائے اور اس کے پاس جو مرغن وعمدہ کھانا ہو اس میں دریغ نہ کرے۔ اور مہمان کو واجب ہے جہاں میزبان بتلائے وہیں بیٹھے اور جو سامنے رکھے اسے بطیب خاطر کھائے اور بلا اجازت واپسی کا قصد نہ کرے۔

حامد لفاف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بناوٹی زاہد کی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی اس کی ضیافت کرے تو ابراہیم خلیل علیہ السلام کی سخاوت کا بیان سنائے۔ اور اگر وہ کسی کی ضیافت کرے تو عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کا ذکر سنائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ولی اللہ کی پیدائش سخاوت اور حسن اخلاق پر ہوتی ہے (میں کہتا ہوں، اس وقت ہم نے اپنے دوستوں میں سے مصر میں شیخ سلیمان خضیری اور شیخ جمال الدین خلیفہ شیخ شاہین سے بڑھ کر سخی نہیں دیکھا) اللہ تعالیٰ ایسے لوگ بکثرت مسلمانوں میں پیدا کرے اور ان دونوں کی برکت سے ہمیں نفع دے۔ اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۱۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جس کے مال میں شبہ ہوتا خواہ امیر، قاضی ہو یا صوفی، سردار عرب ہو یا شہر کا چودھری، اس کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے پر فخر کرتے والوں کی دعوت سے منع کیا ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں، پرہیزگار اور متقی کا کھانا کھاؤ اور اسے کھلاؤ آپ کسی کی دعوت ولیمہ قبول نہ کرتے جب تک آپ کو مالک کی دینداری معلوم نہ ہو جاتی
محمد بن سلام سکندری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، دعوت ولیمہ میں طریق سنت متروک ہو گیا۔ دستور تھا کہ ولیمہ کی دعوت کے لئے بھرے ہوئے طباق صبح کو مسجد میں لائے جاتے اور تمام موجودہ لوگ خواہ غنی ہوں یا محتاج، ذلیل ہو یا شریف، سب مل کر کھاتے۔ اور اگر دعوت دینے والا صرف اغنیاء کو مخصوص کرتا تو کوئی بھی نہ کھاتا اور فرماتے کہ یہ بُرا کھانا ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا، اے بیٹے! تو دعوتوں میں جانے سے بچ، کیونکہ وہ تجھے دنیا اور اس کی خواہشات یاد دلائیں گی۔
ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آدمی انسانیت میں اس وقت مکمل ہوتا ہے جب اس میں دو صفتیں ہوں۔ اوّل لوگوں کے مال سے رُکے۔ دوم ان کی تکلیف کو برداشت کرے۔ میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں دوست کے ساتھ مل کر کھانا طعام کو ہضم کرتا ہے۔ اور دشمن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بدہضمی کا باعث ہے۔

شقیق بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، آج کل ولیمہ سنت کے مطابق نہیں ہوتا، اس وجہ سے میں دعوت کو منظور کرتے ہوئے افسوس کرتا ہوں۔
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے کہ حتی الوسع دعوتوں میں حاضر ہونے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ آدمی جب دوسروں کے برتن میں کھاتا ہے تو ذلیل ہوتا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہما بھی دعوتوں میں جانا نہیں چاہتے تھے اور فرماتے، ہم ڈرتے ہیں کہ یہ دعوت تکبرانہ نہ ہو۔
امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس

غلام کے ہاتھ کچھ روپیہ ارسال فرمایا اور اس سے کہہ دیا کہ اگر انھوں نے لے لیا تو تو آزاد ہے۔ غلام روپیہ لے کر آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے انکار کر دیا۔ غلام نے عرض کیا اے حضرت! آپ کا اس مال کو قبول کرنا میری آزادی کا باعث ہے۔ آپنے فرمایا اگر تیری آزادی ہے تو میری غلامی بھی ہے۔

اس میں غور کر اور اپنی حالت کو غور سے دیکھ، کیا تو نے بھی اس بات سے نفرت کی ہے جیسا یہ لوگ کرتے ہیں؟ جب تجھے بلایا گیا تو کھا آیا اور دل میں کہا اصل تو حلال ہی مال ہے۔ پس تو نے اپنے آپ کو ہلاک کیا۔ اور اس شخص کو بھی جس نے تیرا اتباع کیا۔ اس وجہ سے کہ وہ یہ خیال کریں گے کہ اگر یہ حلال نہ ہوتا تو ہمارے پیر و مرشد نہ کھاتے۔ اور اگر تو نفرت نہیں کرتا تو دعویٰ صلاحیت سے باز رہ۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۱۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اپنی ضرورت سے جس قدر چیز بچ جاتی صبح کو یا شام کو صدقہ کر دیتے، اور اگر ان کو صدقہ کرنے کیلئے کوئی چیز نہ ملتی تو یہی خیرات کرتے کہ لوگوں کو اپنی تکلیف سے بچاتے اور لوگوں کی تکلیف کو برداشت کرتے۔ پہلے زمانہ میں فقراء کی خیرات تونگروں سے بڑھ کر ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ ذخیرہ جمع کرنا نہیں جانتے تھے برخلاف تونگروں کے۔ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا اگر تو کوئی خطا کر بیٹھے تو صدقہ کر خواہ ایک روٹی ہی ہو۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں کرتا جو اپنی خیرات کے ذریعہ محتاج پر سختی کرے۔

امام لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو میرا صدقہ یا احسان منظور کرے

اس کا مجھ پر احسان ہے۔ اور وہ میرے احسان سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس نے مجھ سے میرا صدقہ قبول کیا ہے۔

اے دوست! ان باتوں میں فکر کر اور اپنی حالت کو زائد از ضرورت کے صدقہ کرنے میں جانچ کر اور اپنے آپ کو صالحین میں سے ہرگز شمار نہ کر، جب تک تو ان کے اخلاق کا پیرو نہ ہو۔ سب سے آخر اس صفت سے موصوف جن لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے شیخ محمد شناوی رح، شیخ محمد المنیر رح، شیخ عبدالحلیم بن مصلح رح، شیخ محمد بن داود رح اور شیخ محمد العدل رح ہیں۔ ان تمام کے نزدیک ہزار ہزار دینار ایک پیسہ کے برابر تھا۔ سو اس میں غور کر۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۱۱۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ سائل سے خوشی سے ملتے اور ان کو نہ جھڑکتے اور خیال کرتے کہ ضرور کسی ضرورت کے لئے سوال کر رہا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، جو سوالی کو خالی ہاتھ لوٹائے، اس کے گھر میں سات دن تک فرشتے نہیں گھستے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو نعمت دیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ عباد اللہ سے کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ پس اگر جو مانگے انھیں دیدے تو خیر، ورنہ نعمت چھین لیتا ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ جب کسی سائل کو اپنے دروازے پر دیکھتے تو نہایت خوش ہوتے اور فرماتے، اس شخص کو مرحبا ہو جو میرے گناہ صاف کرنے کیلئے آیا ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ دنیا میں سب سے بڑا اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسجد میں سوال کرنا ہے۔ کیونکہ سائل اللہ کے گھر میں غیر سے مانگتا ہے۔

اوران کے نہ دینے کے باعث ان پر غضب الٰہی ہوتا ہے۔ ایک دن سالم بن عبداللہ بن عمر رضہ کعبہ میں گئے۔ ہشام بن عبدالملک نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ اے سالم اپنی ضرورت کے لئے مجھ سے مانگ۔ آپ نے جواب دیا، اے امیرالمومنین ! مجھے اللہ کے گھر میں غیر سے سوال کرتے شرم آتی ہے۔

اے بھائی! اس میں غور کر اور جو تو نے پہلے دنوں میں فقراء کو دیا ہے اور بسا اوقات احسان جتلایا ہوگا، اگرچہ دل میں رکھا ہو، پس تیرا اجر جاتا رہا۔ اور اکثر تو نے جھڑکا ہوگا اور تیرا انکو جھڑکنا تکلیف دہی کے سبب سے تیرے اجر کو باطل کرنے والا ہے۔ پس اس سے ڈر۔ والحمد للہ رب العلمین :

١١٨۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ کسی کو دوست اسوقت بناتے جبکہ انھیں اپنے بارے میں یہ معلوم ہوجاتا کہ ہم اس کے حقوق پورے کرلیں گے۔ کیونکہ جب تک دوست کے حقوق پورے نہ کریں اس کا دل تیری محبت سے خالی رہے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے، آدمی کوئی دوست اللہ کے لئے نہیں بناتا مگر اس کے واسطے جنت میں ایک درجہ بڑھا دیا جاتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر دنیا میں دوستوں کی گفتگو اور رات کو تہجد کا مزہ نہ ہو تو میں دنیا میں رہنا کبھی پسند نہ کروں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو دولت میں تجھ سے زیادہ ہو اس کے ساتھ کبھی سفر نہ کر۔ کیونکہ اگر تو اس کی برابری کرے گا تو تجھے نقصان پہنچے گا۔ اور اگر کم رہے گا تو لوگوں میں ذلیل کرے گا۔ مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، عاقل کو تین شخصوں کی دوستی سے بچنا چاہیے۔ احمق، کاذب، فاسق،

احمق تو چونکہ اچھا مشورہ کبھی نہیں دیتا اس لئے، اور نہ اس سے بُرائی روکنے کی امید ہو سکتی ہے، اس کی خاموشی گفتگو سے بہتر ہے اور اس کی دوری نزدیکی سے اچھی ہے۔ اور کاذب کے ساتھ ہونے میں کبھی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ تیری باتیں دوسروں کے پاس پہنچائے گا، اور تیرے اور لوگوں کے درمیان عداوت ڈالے گا۔ اور فاجر اپنے افعال بد کو تیرے سامنے خوبصورتی سے ظاہر کرے گا اور تجھے دینی امور میں کبھی امداد نہ دے گا۔

اے عزیز! تو اپنی طرف سے دوستوں کے حقوق پورے کر اور ان سے اپنے حقوق کسی طرح نہ مانگ۔ اے دوست! اسے سمجھ اور اپنے کو بیدار کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۱۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ لوگوں سے عداوت نہ کرتے اور ان کی بکثرت مدارات کرتے اور کسی کا برائی سے مقابلہ نہ کرتے۔ لوگ ان سے عداوتیں رکھتے مگر ان کو کسی سے عداوت نہ ہوتی۔ ہمیں خبر ملی ہے کہ داوٗدؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ اے بیٹے! ایک دشمن کو حقیر نہ جاننا اور ہزار دوست کو زیادہ نہ سمجھنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، تو دشمن کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر، ورنہ اللہ تعالےٰ اسے عافیت دے گا اور تجھے پکڑ لے گا۔ حسن بصری رح فرماتے ہیں، ہزار شخص کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے بدلے نہ خرید۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور لوگوں کی عداوت سے بچ خصوصاً زود رنج لوگوں کی عداوت سے جو شخص تیرے شہر میں آکر شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ

ضرور تیری زندگی کو بدمزہ کر دے گا، اگرچہ تو ولی ہو۔ کیونکہ ولی ہونے کی حالت میں تجھ میں بشریت کی رگ کمزور ہو جاتی ہے، کٹ نہیں جاتی۔ کسی نے کہا۔ جو عداوت کو حقیر جانے تو اس کی عقل کی کمزوری ہے۔ اس میں غور کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۲۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اپنے دور افتادہ دوستوں کو نصیحت آمیز خط لکھتے۔ مکتوب الیہ ان کی نصیحت قبول کرتا اور ان کا شکریہ بجالاتا۔ برخلاف آج کل کے لوگوں کے کہ جس کو تو نصیحت کرے گا وہ تیرے عیوب کو تلاش کرے گا تاکہ تیری ہجو کرے۔

سب سے اخیر اس خلق سے موصوف جس کو میں نے دیکھا ہے وہ حضرت کاروانی مقیم مکہ شریف ہیں۔ حضرت محمد بن عراق رحمہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف ایسے ایسے خط لکھے ہیں جن کو پہاڑ بھی برداشت نہ کر سکے۔ لیکن آپ فرماتے، میرے سردار محمد نے ٹھیک فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ انھیں جزائے خیر دے۔

ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کسی دوست کی طرف لکھا۔ بعد سلام کے واضح ہو، اے دوست! تو اپنے کو خود نصیحت کر اور کسی دوست کے روکنے کا انتظار نہ کر۔ کیونکہ یہ کام چھوڑ دیا گیا ہے۔ والسلام۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کی طرف لکھا، بعد سلام کے واضح ہو، اے دوست! تو حیوان نہ بن کہ جب وہ سبزی کو دیکھتا ہے تو چرنے لگتا ہے اور موٹا ہونا چاہتا ہے اور اس فربہی میں اس کی ہلاکت اور ذبح ہے۔ والسلام۔

اے دوست! اسے یاد رکھ۔ اوّلاً خود اپنے کو نصیحت کر پھر دوسروں کو بالمشافہہ یا تحریراً وعظ کر۔ اور جو تجھ کو نصیحت کرے اس سے خفا نہو۔ کیونکہ یہ دوزخیوں کی علامت ہے۔ اللہ تعالےٰ بچاوے۔ والحمد للہ رب العٰلمین ۔

۱۲۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ لوگوں سے اکثر علیحدہ رہتے اور مصلحت شرعیہ کی خاطر میل جول نہ کرتے اور یہی حالت تمام بزرگوں کی تھی کہ اگر کسی دن کوئی انھیں نہ ملتا تو اس دن کو عید کا دن تصور کرتے۔ پس جو لوگوں سے میل جول بکثرت کرے وہ طریق سلف کے مخالف ہے۔ اسے فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ جو لوگوں سے بکثرت ملتا ہے ان کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے اور لوگ اس کو کمینگی و غفلت میں اپنے برابر سمجھنے لگتے ہیں! (میں کہتا ہوں) مجھے ایسا دن یاد نہیں کہ میں اس زمانہ کے مشائخ میں سے کسی کی ملاقات کو گیا ہوں اور وہ مجلس غیبت سے خالی رہی ہو۔ اس لئے میں نے ان کے حقوق میں سستی کی غرض سے نہیں بلکہ اپنے اور ان کے دین کی حفاظت کے خیال سے ان سے ملاقات کم کر دی۔ یہ تو مشائخ کی مجلسوں کا حال ہوا پھر ان کے غیر کی ملاقاتوں میں کیا کچھ ہوتا ہوگا۔ سو اے بھائی! میری نصیحت تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں جب کسی کی ملاقات کو جاوے تو اپنی پوری پوری حفاظت کر اور اس میں سستی ہرگز نہ کر۔

ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو دوستوں سے بکثرت ملاقات کرے، اس سے کہہ دو کہ کوئی نہ کوئی ایسی بات اس سے ضرور ہوگی جو دوسرے کو ناپسند ہوگی۔ لہٰذا ہر دوست کو مناسب ہے کہ دوست سے ناغہ کر کے ملے۔

وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے لوگوں سے پچاس سال میل جول کیا ہے لیکن میری غلطی کسی نے صاف نہیں کی اور میری لغزش سے درگزر کیا اور جب ان میں سے کوئی مجھ سے ناراض ہوا تو مجھے اس سے اپنی جان پر امن نہیں ہوا

حسن بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو دور سے دوستی رکھتے تھے اور ملاقات کو بُرا جانتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، پہلے دین میں سمجھ پیدا کرو، پھر گوشہ نشین ہو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، آدمی کا اپنے گھر میں بیٹھے رہنا کہ لوگ اسے نہ دیکھیں اور وہ لوگوں کو نہ دیکھے اچھا ہے۔ داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، گوشہ نشینی اس کو مناسب ہے جو دنیا سے بے رغبت ہو۔ اور جو دل کو دنیا میں لگاتے ہیں، انھیں مفید نہیں۔ نیز جو گوشہ نشین ہو" اور اللہ تعالیٰ کو اپنا مونس نہ بنائے اور قرآن مجید کے ذریعہ مناجات نہ کرے، وہ بھی ٹھیک راستہ پر نہیں اور نہ اس کی گوشہ نشینی درست ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تو اپنی بیٹھک ایسی جگہ اختیار کر جو تیرے وجود کو مخفی رکھے اور تیری آواز کو پست بنا دے۔ ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، گوشہ نشینی میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر آدمی کو ضرورت کے لیے باہر جانا ہو تو ایسی جگہ جائے جہاں کم آدمی ہوں۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ہم نے وہ لوگ دیکھے ہیں جو دوا تھے، لوگ ان سے شفا حاصل کرتے تھے۔ لیکن آج وہ ایسی بیماری بن گئے ہیں جس کی کوئی دوا نہیں۔

حماد بن زید فرماتے ہیں، میں نے مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ان کے سامنے کتا بیٹھا ہے۔ میں نے اسے ہٹانا چاہا تو آپ نے فرمایا۔ اے حماد! رہنے دو

یہ اس دوست سے اچھا ہے جو لوگوں کی غیبت کرے۔ جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ بصرہ سے بغداد میں آئے تو انھوں نے محمد بن واسع کا پتہ دریافت کیا آپ کا پتہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ تو عبداللہ نے کہا، یہ آپ کی بزرگی ہے اور آپ سے زیادہ محبت کرنے لگے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں نے ایک دفعہ ایک آدمی کو لوگوں سے علیحدہ بیٹھا ہوا دیکھا۔ تو میں نے پوچھا تم لوگوں سے میل جول کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا، میں ایسی بات میں لگا ہوں جو اس سے اہم ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں ہر صبح انعام اور گناہ کے درمیان ہوتا ہوں، پس نعمت کے شکر اور گناہ سے استغفار میں مشغول رہتا ہوں۔ میں نے کہا، تو حسن سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اے برادر! اکیلا رہ۔

ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو گویا نرم پتے تھے جس پر کانٹا نہ تھا اور اب تو سب کانٹے ہی ہو گئے۔ پتہ کوئی نہیں رہا ایک دفعہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا گیا، آپ لوگوں سے میل جول کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے جواب دیا کہ آدمی زیر زمین چلے گئے۔ اے دوست! ان باتوں کو یاد رکھ اور لوگوں سے حتی الوسع علیحدگی اختیار کر۔ یہ تو دوسری صدی کے لوگوں کی باتیں ہیں۔ پھر کیا حال ہو گا جبکہ تو دسویں صدی میں ہے اور اس سے پرہیز کر کہ شیطان تجھ سے کھیلے اور کہے کہ تو اللہ کے فضل سے ایسے مقام پر پہنچا ہے کہ اب تجھے اللہ سے کوئی چیز غافل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ شیطان کا مخفی وسوسہ ہے۔ اے دوست! تو یقیناً توان اسلاف سے کم درجہ میں ہے۔ اسمیں غور کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۲۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جس قدر مقامات میں ترقی کرتے اسی قدر بکثرت تواضع کرتے۔ برخلاف اس شخص کے جو جرائم کے قریب ہوتا ہے کہ جتنا وہ قریب ہوتا ہے اتنا ہی اپنے کو بڑا دیکھتا ہے۔ مگر یہ لوگ بارگاہِ الٰہی میں جس قدر قرب حاصل کرتے ہیں اتنا ہی اللہ کی عظمت دیکھ کر اپنے کو مچھر سے بھی چھوٹا خیال کرتے ہیں۔ اس لئے کہ جب شیطان نے تکبر کیا اور اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں اس سے اچھا ہوں) بولا تو راندا گیا۔

اے دوست! تو اس میں غور کر اور جس صوفی کو تو متکبر دیکھے اس سے دور بھاگ کیونکہ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ جیسا ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ مخلوق میں سب سے برا میرے نزدیک وہ ہے جس کا دل متکبر ہو (زبان ترش) ہاتھ بخیل اور اخلاق بدی ہوں۔ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کمینہ تکبر کرتا ہے اور فخر رذیل سے واقع ہوتا ہے۔ اور باطل امور پر ناقص الاصل ہی تعصب کرتا ہے۔ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اگر تمام مخلوق اس پر اکٹھی ہو کہ مجھ سے اپنے کو حقیر سمجھنا چھڑا دیں، تو بھی نہ کرسکیں گے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اپنے دسترخوان سے جذام، برص وغیرہ کے مریضوں کو نہ ہٹاتے، بلکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھلاتے اور فرماتے، اصل تواضع یہ ہے کہ حقیر لوگوں کے پاس بیٹھیں۔ مگر یہ کسی حظ نفسانی کے لئے نہ ہو

بعض لوگ جوتیوں کے پاس بیٹھتے ہیں مگر ان کے دل میں اتنا تکبر ہوتا ہے جسے خدا جانتا ہے۔ اور اس جگہ بیٹھنے پر ان کو صرف یہ بات ترغیب دیتی ہے کہ لوگ انھیں متواضع کہیں گے۔ اور فرماتے، تیرے متواضع ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو اپنے اچھے ذکر کو بُرا سمجھے۔

یحییٰ بن خالد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، شریف جب عبادت کرتا ہے تو تواضع کرتا ہے۔ برخلاف کمینہ کے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خادم کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے اور جب وہ تھک جاتی اس کے ساتھ چکی پیستے۔ اور آپ کو بازار سے کوئی چیز اٹھا کر گھر لانے میں حیار مانع نہ ہوتی۔ اور آپ غنی اور مفلس دونوں سے مصافحہ کرتے جب آپ نے حج کیا اور رمی جمرۂ عقبہ کی تو آپ کے آگے آگے کوئی چپراسی لوگوں کو ہٹانے والا نہ تھا۔

حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، آجکل علمار اور صوفیار اور فقرار کی متواضع صورت نہ دیکھو۔ یہ لوگ ایسے متکبر ہیں کہ بادشاہ اور حاکم بھی نہیں، اس خصلت کے متعلق متفرق طور پر انشار اللہ اور بھی آئے گا۔

اے دوست! غور کر اور اپنے آپ کو دیکھ۔ اکثر اوقات تو بڑا متکبر ہوتا ہے مگر تجھے خبر نہیں ہوتی۔ تو نے موٹا جبہ پہنا ہے اور باریک لباس پہننے والوں سے زیادہ متکبر ہے۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۲۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جن افعال کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے انکو حقیر نہ جانتے۔ ان کو اکثر عمل میں لاتے اور خیال کرتے کہ اعمال اگرچہ کثیر التعداد ہیں لیکن ہم کو ایک کا بھی اجر نہیں ملے گا۔ یحیٰی بن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جس کو اللہ کی طرف سے کوئی حکم پہنچے اور وہ اللہ پر ایمان رکھ کر اس پر عمل کرے تو اللہ تعالےٰ اس کو ضرور اجر عطا فرمائیں گے۔

عبید بن عمر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جو آدمی بستر پر کروٹ کے بل لیٹے اور ذکر کرتا رہے حتی کہ نیند آجائے تو اللہ تعالےٰ اس کو جاگنے تک ذاکر لکھتا ہے۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، آیات اور اذکار کا شمار مکروہ ہے۔ مگر جب اعداد مشروع ہوں۔ اے دوست! اسے یاد رکھ اور نوافل وغیرہ بکثرت عمل میں لا۔ بعد ازاں یہ خیال نہ کر کہ تو ایک نعمت کا بھی شکریہ ادا کر چکا ہے۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۲۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ دن رات بکثرت توبہ واستغفار کرتے۔ کیونکہ ان کو یقین ہوتا کہ وہ گناہ سے اپنے کسی خیال بلکہ عبادات میں نہیں بچتے اور خشوع کی کمی پر استغفار کرتے صوفیائے سلف کا یہی طریقہ تھا برخلاف ہمارے زمانہ کے صوفیوں کے۔ بلکہ بعض صوفیوں سے تو ہم نے یہاں تک سنا ہے، کہتے ہیں کہ الحمد للہ ہم ایسی قوم میں سے ہیں جن کا کوئی گناہ نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا، یہ کیونکر؟

اس نے کہا، کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ فاعل رب العزت ہے نہ کہ ہم۔ تو میں نے اس سے کہا تجھے توبہ استغفار کرنا واجب ہے۔ کیونکہ تو نے شریعت کے تمام ارکان اور حدود گرا دیئے ہیں۔ بخدا اگر میں بادشاہ ہوتا تو ایسے لوگوں کی گردن اڑا دیتا۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام اور اکابر اُمت اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالےٰ ان کے افعال کا خالق ہے، مگر توبہ واستغفار کرتے اور روتے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے گھاس پیدا ہو جاتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یاد رکھو! میں تمھارے مرض اور علاج کی تمھیں اطلاع دیتا ہوں، مرض تو گناہ ہیں اور علاج استغفار۔

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالےٰ فرماتی ہیں، ہمارا استغفار کئی استغفار کا محتاج ہے یعنی اس لئے کہ اس میں سچائی نہیں ہوتی۔

ابو الجوزا رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، آدمی گناہ کر کے ہمیشہ نادم رہتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اس وقت شیطان کہتا ہے، کاش میں اس سے گناہ نہ کراتا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ میں اپنے ایک ہمسایہ کے پاس گیا، وہ بیمار تھا اور گناہگار تھا۔ تو میں نے کہا اے دوست! تو اللہ سے توبہ کا وعدہ کر شاید تجھے شفا حاصل ہو۔ وہ رو پڑا۔ تو میں نے گھر کے ایک کونہ سے ہاتف کو کہتے سنا کہ اگر اس کا وعدہ تیرے وعدے جیسا ہے تو فائدہ نہیں۔ کیونکہ تو نے اکثر دفعہ ہم سے وعدہ کیا۔ لیکن ہم نے تجھے جھوٹا ہی دیکھا۔ راوی کہتا ہے اس وقت مالک پر غشی طاری ہو گئی۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا گیا، تم اس شخص کی نسبت کیا کہتے ہو جو

توبہ کرے اور توڑ دے۔ پھر کرے اور توڑ دے۔ اسی طرح کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا میں اسے مومن ہی خیال کروں گا کیونکہ یہ کام مومن ہی کرتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، جنت کے آٹھ دروازے ہیں تمام کھلتے اور بند ہوتے ہیں، مگر توبہ کے دروازہ پر فرشتہ ہے جو اسے بند نہیں ہونے دیتا۔ پس التجا کرو اور ناامید نہ ہو۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تائبوں کی ہمنشینی کرو کیونکہ وہ بہت نرم دل ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے ما اصر من استغفر وان عاد فی الیوم اکثر من سبعین مرۃً یعنی جو استغفار کرے وہ اصرار کرنے والا نہیں ہوتا۔ خواہ دن میں ستر بار سے زیادہ گناہ کی طرف لوٹے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ سے اس مسلمان کی نسبت دریافت کیا گیا جو گناہ کرے اور برا جانے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں۔ اللہ کی واقفیت کو اتنا برا نہ سمجھے۔ کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی عزت اس کے دل میں اتنی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، نہیں۔ بلکہ اللہ کے کرم سے پوری واقفیت کے باعث ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں میں رسوا نہیں کرے گا برعکس لوگوں کے۔

اے دوست! اسے یاد رکھ اور جب تک تو دنیا میں ہے بکثرت استغفار کر کیونکہ اس سے اللہ کا غصہ فرو ہوتا ہے۔ جب تو عبادات بجالائے جن کے حق میں ان گناہوں کا کفارہ ہونا شریعت میں وارد ہے، تو بھی اپنے گناہوں کی معافی کا یقین نہ کر، کیونکہ ان کے شرائط ہوتے ہیں جن کو تو نے پورا نہیں کیا۔ یاد رکھ! کہ مومن جب تک جنت میں داخل نہ ہو جائے اسے اطمینان نہیں ہوتا۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۲۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے اور بُرائی سے روکتے، اگرچہ وہ عمل نہ کریں اور بُرائی سے نہ رکیں۔ اس عادت سے آج کل بہت لوگ خالی ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جو بُرائی سے روکے اور فاسقوں سے دلی عداوت رکھے، اور جب محرمات الٰہی کی پرواہ نہ کی جائے تو ناراض ہووے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ناراض ہوتا ہے۔

حفص بن حمید رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے کہا کہ سفیان ثوری (رحمہ اللہ تعالےٰ) کو کس چیز نے اس اعلیٰ درجہ تک پہنچادیا، حالانکہ ان کے زمانہ میں بہت سے عالم اور عابد ایسے تھے جو علم وعبادت میں ان سے کم نہ تھے؟ آپ نے فرمایا، اللہ ان پر رحم کرے آپ نافرمانوں کو حقیر جاننے اور ان کی بیجا رعایت نہ کرنے کے سبب اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کا یہ حال تھا کہ بسا اوقات اگر آپ کسی برائی کو دیکھتے اور اسے روک نہ سکتے تو غم وغصہ کے سبب خون کا پیشاب ہونے لگتا۔

اویس قرنی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، مومن کا حق پر قائم ہونا اس کے لئے دنیا میں کوئی دوست نہیں چھوڑتا۔ اگر کوئی شخص لوگوں کو نیک بات بتلائے یا بُرائی سے روکے تو اس کو بڑی تہمتیں لگاتے ہیں اور اس کی عزت خراب کرتے ہیں۔

ابودرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالےٰ تم پر ظالم بادشاہ مقرر کر دے گا جو نہ تمھارے معزز کی عزت کریگا اور نہ چھوٹے پر رحم کرے گا۔ پھر تم میں کے نیک لوگ اس پر بددعا کریں گے مگر قبول نہ ہوگی اور تم اللہ سے امداد طلب کروگے لیکن تمھاری امداد نہ ہوگی اور

استغفار کرو گے مگر قبول نہ ہوگا۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے انھیں غمگین اور متفکر دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز نے مغموم کیا؟ آپ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں کوئی گناہ کر بیٹھوں اور تم میری تعظیم کرتے ہوئے مجھے فعل بد سے نہ روکو۔ تو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بخدا اگر ہم تجھے بھلائی سے دور دیکھیں گے تو ضرور روکیں گے۔ پس اگر آپ نہ رکے تو آپ کو تلوار سے قتل کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے میرے دوست ایسے بنائے ہیں کہ اگر میں کج روی اختیار کروں گا تو وہ مجھے سیدھا کر دیں گے۔

ابو امامہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس امت کے بعض لوگ بندر اور خنزیر کی شکل میں قیامت کو اٹھیں گے کیونکہ وہ نافرمانوں سے ملتے جلتے ہیں اور ان کو نافرمانی سے منع نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ انھیں روکنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں، جب نافرمانوں سے مخالطت کرنے والوں کا یہ حال ہوگا حالانکہ وہ خود عمل سے غافل نہیں ہیں۔ تو جن کے اعضاء گناہ سے باز نہیں آتے ان کا کیا حال ہوگا۔ ہم اللہ سے اس کی مہربانی طلب کرتے ہیں۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے نزدیک بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو بطور نصیحت کہے تو اللہ سے ڈر۔ اور وہ اس کا جواب دے، تو اپنے آپ کو سنبھال۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب تم کسی شخص کو ہمسایوں کا محبوب اور لوگوں کے نزدیک نیک معلوم کرو تو جان لو کہ وہ مداہن یعنی

دین میں سستی کرنے والا ہے۔

میں کہتا ہوں ، فی الحقیقت مداہن وہ ہے جو لوگوں کو ایسی باتوں سے خوش کرے جن سے ان کے دین میں خلل ہو۔ اور مدارات ، لوگوں کو ایسی باتوں سے راضی کرنا ہے جن سے ان کی دنیا کو نقصان پہنچے۔ پس پہلی صورت حرام ہے اور دوسری مستحب۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ، مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں فلاں گاؤں پہ عذاب کرو۔ تو فرشتوں نے بڑی عاجزی سے التجا کی۔ اے اللہ اس میں فلاں عابد تیرا نیک بندہ ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اسے عذاب دے کر مجھے اس کی زاری سناؤ۔ کیونکہ اس کا چہرہ میرے محرمات کو دیکھ کر کبھی بھی متغیر نہیں ہوا۔

کسی نے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ سے کہا ، کیا وہ شخص بھی امر بالمعروف کرے جسے یقین ہو کہ اس کی بات مقبول نہیں ہو گی ؟ تو آپ نے فرمایا ، ہاں تاکہ اللہ کے نزدیک وہ معذور ہو جائے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ، نیکی روتی ہوئی چلی گئی اور برائی ہنستی ہوئی آئی۔ پھر اشعار ذیل کو پڑھا ؎

ذہب الرجال المقتدی بفعالہم والمنکرون لکل امر منکر

وبقیت فی خلف یزکی بعضہم بعضا لیدفع مغور عن مغور

یعنی جن لوگوں کے افعال کی پیروی ہوتی تھی اور جو بری بات کو برا سمجھتے تھے سب گزر گئے۔ ان کے بعد ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو ایک دوسرے کی صفائی کرتے ہیں تاکہ ایک بدباطن دوسرے سے رکا رہے۔

اے دوست! ان خصلتوں کو اپنے اوپر جانچ تاکہ تجھے معلوم ہو کہ تو بھی بُرائی کو بُرا جانتا ہے یا نہیں۔ اور کیا تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالےٰ محبوب رکھتا ہے یا نہیں۔ اور کیا تو نے رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شریعت کی امداد کی ہے یا اسے بلا مدد چھوڑ رکھا ہے۔ حالانکہ تجھے گمان ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نائب ہے کہ لوگوں کو دین الٰہی کی طرف پکارتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے بعد علمائے امت کو امین بنایا ہے ۔ آج کل اکثر لوگوں نے اپنے افعال واقوال اور بُرائی پہ خاموشی کرنے سے دین کو بے مدد چھوڑ دیا ہے۔ اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی پر عمل کرنے کی طاقت نہیں ہوتی مگر اللہ بزرگ و برتر کی تائید و قوت سے۔

والحمد للہ رب العٰلمین

١٢٦۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ اپنے اعمال پر فخر یا تکبر بالکل نہ کرتے۔ بلکہ وہ اپنے کو اپنے اعمال صالحہ کی تحصیل ہی کے سبب مستحق عذاب خیال کرتے۔ چہ جائیکہ بُرائیاں ہوں۔ کیونکہ وہ اپنے اعمال میں اللہ کی بے ادبی کو جانتے تھے۔ مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اکثر چراغ کو ہوا گل کرتی ہے اور بہت سی عبادات کو تکبر خراب کرتا ہے۔ وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، وہ گھڑی جس میں انسان اپنے کو ذلیل خیال کرے ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

شعبی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا کہ جب وہ چلتا تھا تو اس کی بزرگی کے باعث اس پہ بادل سایہ کرتے تھے۔ ایک

شخص نے اسے دیکھا تو کہا بخدا میں بھی اس کے سایہ میں ضرور چلوں گا شاید مجھے بھی اس کی برکت حاصل ہو۔ راوی کہتا ہے، اس آدمی نے جب لوگوں کو اپنے سایہ میں چلتے دیکھا تو دل میں غرور کیا۔ پھر جب دونوں جدا ہوئے تو سایہ دوسرے شخص کے ساتھ چلا گیا۔

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اگر میں تمام رات سوؤں اور صبح کو اپنے سونے پر نادم ہوں تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں رات بھر قیام کروں اور صبح کو سونے والوں پر اپنے کو فضیلت دوں۔

ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ سے تکبر کی اصلیت دریافت کی گئی۔ آپ نے فرمایا تیرا اپنے اعمال کے ذریعہ اپنے کو لوگوں سے بڑا جاننے اور جس کسی کو عمل میں سست دیکھے اس کو حقیر سمجھنے کا نام تکبر ہے۔

یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ میں نے شب بیداری میں غور کیا تو دیکھا کہ چوکیدار تمام رات دو آنے پیسے کے بدلے نگہبانی کرتے ہیں۔ تو کیا تم ایک رات کی عبادت کے بدلے جنت چاہتے ہو، ایسی عبادت کے ساتھ کہ وہ دو آنے کے برابر بھی نہیں ہے۔ اور اکثر اللہ پر احسان بھی رکھتے ہو۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، علماء کا نفاق اور ریا سے خالی ہونا کبریت احمر سے بھی کمیاب ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے مقابل میں کسی کا یہ قول کہ فلاں بہت بڑا عالم ہے یا قرآن مجید اچھا پڑھتا ہے، سنتے ہیں تو تکبر اور نخوت سے بھر جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی خود اس کے بارے میں کہہ دے کہ فلاں عالم نہیں ہے یا اس کی آواز اچھی نہیں ہے تو اس پر نہایت شاق گزرتا ہے اور رنج سے قریب المرگ ہو جاتا ہے۔ یہ ریا کی بہت بڑی علامت ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ خود اپنی تعریف بھی کرتا ہے۔

ابان بن عیاش رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، عمل میں رخصت کو عجب کرنے والے اور متبع ہوا کے سوا کوئی برا نہیں سمجھتا کیونکہ رخصت کے فاعل کی کوئی بھی تعریف نہیں کرتا، لہذا تکبر بھی نہیں ہو سکتا۔

یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، بہت سے صوفیوں کو عجب یہانتک پہنچا تا ہے کہ کہنے لگتے ہیں، اگر میرے سامنے جنت کی حور بھی لائی جائے تو بھی میں اللہ سے غافل ہو کر اس کی طرف التفات نہ کروں گا۔ اور مراقبہ میں ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ دنیا میں کسی لڑکی کو دیکھ لیں تو ان کا دل اس کی طرف میلان کی وجہ سے اتنا شور مچائے کہ عرش تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالےٰ کی قسم ہے، وہ گناہ جس میں اللہ تعالےٰ سے معافی کی ضرورت پڑے اس نیکی سے اچھا ہے جس میں لوگوں پر فخر کرے۔

اے دوست! اس میں غور کر اور اپنی پوری تلاشی کر۔ اکثر وقت ترکِ عجب میں بھی تکبر کرتا ہے، اس وقت اس سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ پس غور کر اور اپنے آپ کو کسی مسلمان سے افضل نہ خیال کر۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۱۲۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ بھوکوں، ننگوں کو کھانا اور کپڑا دیتے۔ اور لوگوں کا ایسا قرض جو وہ ادا نہ کر سکیں اس کے اتارنے کو خانقاہیں اور مکانات بنانے پر مقدم جانتے۔ خصوصاً آج کل جب کہ پیشہ ور آدمی کو موت کے نظارہ کے بغیر روٹی میسر نہیں ہوتی۔ اور اگر عابد ہو پیشہ ور نہ ہو تو وہ ہاتھ سے دیئے بغیر روٹی حاصل نہیں کر سکتا

میں نے ایک دفعہ ایک بزرگ کو دیکھا کہ خانقاہ میں اپنے لئے ایک قبہ اور تابوت بنوا رہا تھا۔ تو اس کے پاس ایک اندھا عیال دار آدمی آیا۔ اس نے آدھا درم مانگا تاکہ اپنے عیال کے لئے کھانا لے جائے۔ لیکن اس نے نہ دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کو آدھ درم دیدو۔ یہ دینا قبہ بنانے سے افضل ہے مگر اس نے نہ دیا۔ پس اس دن سے وہ میری نظر میں حقیر ہو گیا۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ میرے والد کو اپنے باپ سے ایک بڑی حویلی ورثہ میں ملی۔ آپ اس کی ایک کوٹھری میں رہتے۔ جب وہ گر جاتی تو دوسری میں رہنا اختیار کرتے۔ حتیٰ کہ اس کی آخری کوٹھری میں جا کر انتقال ہو گیا مگر اسے تعمیر نہ کیا۔ ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، جب آدمی مال کا حق ادا نہ کرے تو اللہ اس کو عمارت میں لگا کر برباد کر دیتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک منقش مسجد کے پاس سے گزرے، تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالےٰ اس نقش کے بانی پر لعنت کرے۔ اس نے اپنے مال کو گناہ میں خرچ کیا ہے۔ اس کو ہر درم کے عوض میں داغا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جو عمارت بنوائے اور اس کو سرخ زرد رنگ سے منقش کرے تو وہ اور اس کے مددگار سب گنہگار ہیں۔

احمد بن حرب رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جو کسی عمارت یا مکان کو شوق سے دیکھے اور عبرت کی نگاہ نہ کرے تو اللہ تعالےٰ چالیس دن تک اس کی عبادت کی لذت سلب کر لیتا ہے۔

اے دوست! ان باتوں میں غور کر اور اگر تو اس کے خلاف پر ہو تو استغفار کر کیونکہ آدمی کی عزت اقوال و افعال اور اخلاق میں اپنے سلف صالحین کے

پیروی سے ہوتی ہے۔ میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے مسجد بنوائی پھر وہ لوگوں سے عداوت کرنے لگا۔ کیونکہ انھوں نے مسجد کے بنوانے میں اس کی امداد نہ کی تھی، اور ان کی عزت کے لئے متعرض بن گیا۔ نعوذ باللہ اس قسم کے لوگ اللہ کے نافرمان ہیں غرض کہ جس شخص کے پاس مال ہے تو جب اسے مناسب نہیں کہ بدون ضرورت شرعیہ کے اس کو عمارت وغیرہ میں خرچ کرے۔ تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو لوگوں سے سوال کرتا ہے کہ عمارت میں اس کی امداد کریں۔

اے دوست! اس کو خوب یاد رکھ اور پوری طرح پرہیز کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۲۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ عبادات میں بہت محنت برداشت کرتے اور شہوات نفسانی چھوڑنے میں پوری کوشش فرماتے۔ پھر تادم واپسیں ان کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے۔ اس مسئلہ پر تمام صوفیائے کرام کا اجماع ہے۔ جس نے اس میں ان کی مخالفت کی اس نے گویا اجماع کو توڑ دیا۔ کیونکہ اس جگہ کا ایک مقولہ ہے کہ "جس کے بغیر واجب پورا نہ ہو سکے وہ بھی واجب ہے" علماء کا مقولہ ہے "جس کا یہ گمان ہو کہ بغیر مجاہدۂ نفس کوئی مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے اس نے محال کے حصول کا قصد کیا"

حدیث شریف میں آیا ہے المجاھد من جاھد نفسہ فی اللہ عزوجل یعنی مجاہد وہ ہے جو اللہ کے لئے اپنے نفس سے جہاد کرے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں، ساٹھ شیطان اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا برا دوست ایک لحظہ میں کرتا ہے۔ اور ساٹھ برے دوست وہ نقصان

نہیں کرتے جتنا ایک لحظہ میں نفس نقصان کرتا ہے۔ جب تمام کام انسان کی خواہش کے مطابق ہوں تو نفس کی طرف سے خلل ضرور آجاتا ہے۔ تمام مذاہب کا اس میں اتفاق ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ کی رضا نفس کے مکروہات میں ہے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے داوٗد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، اے داوٗد! اگر مجھے دوست بنانا چاہتا ہے تو اپنے نفس سے عداوت کر اور اس کی عداوت کے ساتھ مجھے دوست بنا۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، انسان کو مناسب ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے اچھا ہووے اور اپنی نظر میں سب سے بُرا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے تو مجھے دیکھ لے۔ پھر داڑھی ہاتھ سے پکڑتے اور روتے اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتے کہ اے فضیل! جوانی میں تو فاسق تھا پھر کہولت میں ریاکار ہوگیا۔ واللہ فسق ریا سے بدرجہا بہتر ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جسے یہ گمان ہو کہ اسے اللہ سے محبت ہے، پھر وہ اپنے نفس کو محبوب جانے تو وہ جھوٹا ہے۔ وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو شخص خواہشات نفسانی پہ غالب آئے وہ فرشتوں سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ فرشتوں میں محض عقل ہے ان میں شہوت نہیں۔ اور جس پر شہوت غالب آئے وہ جانور سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ ان میں محض شہوت ہے وہ عقل نہیں رکھتے اور انسان کو اللہ تعالےٰ نے عقل دی ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، خواہش نفس کی تابعداری کرنے والا دنیا اور آخرت دونوں میں گرفتار عذاب رہتا ہے۔ دنیا میں بوجہ اس کی تلاش کے

اور آخرت میں بوجہ حساب وکتاب کے۔ یاد رہے جس کی خوراک زیادہ ہے اس کے پیٹ کا گوشت بھی زیادہ ہوگا اور جس کے پیٹ کا گوشت زیادہ ہے اس کی خواہشات بھی بہت ہیں۔ اور جس کی شہوات زیادہ ہوں اس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل سخت ہوگا اور جس کا دل سخت ہو گا وہ معاصی اور آفات میں غرق ہوگا۔ اور جو گناہ اور آفات میں غرق ہو وہ آگ میں داخل ہوگا۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس ایک برتن میں شہد اور دودھ لایا گیا۔ آپ نے واپس کر دیا اور نہ کھایا۔ اور فرمایا، اس کی لذت تھوڑی دیر کے بعد جاتی رہے گی اور اس کا بُرا نتیجہ باقی رہے گا۔ آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو روٹی اور مکھن کھاتے دیکھا تو درہ لے کر ان پر لپکے اور فرمایا، روٹی اور نمک کھا روغن دوسرے کے لئے رہنے دے۔

اے دوست! ان باتوں میں غور کر اور اپنی حالت پر افسوس کر کیونکہ تیرا ظاہر و باطن تمام خواہشات ہیں۔ اور تو عموماً اپنے پروردگار سے محجوب رہتا ہے۔ اور نہ عبادت میں تجھے لذت آتی ہے اور نہ تو خلوت میں اللہ تعالےٰ سے مراقبہ کر سکتا ہے۔ پھر تو نیک ہونے کا کیونکر مدعی ہے۔ حالانکہ تو تمام باتوں میں ان کے مخالف ہے۔ اگر باطنی امور میں ان کے موافق نہیں ہے تو ظاہری لباس عمامہ جبہ وغیرہ ترک کر دے۔ میں نے ایک شخص کو اس لباس میں کسی دعوت میں دیکھا کہ دوسروں کے سامنے سے داہنے بائیں عمدہ کھانوں پر ہاتھ مارتا تھا۔ اور اور اکثر اوقات وہ ایک لقمہ کے لئے شہر کے باہر دور یا متصل بلایا جاتا تو اس کی طرف بھاگا ہوا جاتا تھا۔ اور اکثر کہتا کہ میں تو صاحب خانہ کی خاطر سے جاتا ہوں،

کہ حرص کی وجہ سے ۔ لیکن باریک بین تاڑ جاتا ہے ۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

۱۲۹ ۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ دن رات عبادت میں کوشاں رہتے ۔ کیا مرد کیا عورت ۔ اور ہمیشہ شب بیداری کرتے پھر اپنے کو سونے والوں پر ترجیح نہ دیتے اور نہ خیال کرتے کہ ہم نے واجب حقوق الٰہی میں سے ایک ذرہ بھی ادا کیا ۔ بلکہ عبادت کو بھی ان انعاموں میں شمار کرتے جن کا شکر ادا نہیں ہو سکتا ۔

آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رحم اللہ اقواما یحسبھم الناس مرضی وماھم مرضی یعنی اللہ تعالےٰ اس قوم پر رحم کرے جن کو لوگ جانتے ہیں کہ بیمار ہیں اور واقعی وہ بیمار نہیں ۔ حسن رض اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی عبادت نے ان کو مشقت میں ڈال رکھا ہے اور نیک عمل کرتے ہیں اور اعمال کے مردود ہونے کا خوف کرتے ہیں ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ، میں نے ایسے علماء دیکھے ہیں اور ایسے لوگوں کی صحبت میں رہا ہوں جو دنیا کے حصول سے خوش نہ ہوتے اور نہ اسکے چلے جانے سے افسوس کھاتے ۔ ان کی نظر میں دنیا کی مٹی سے بھی کم حیثیت ہوتی ان میں سے بعض اپنی تمام عمر گزار دیتے نہ ان کا کپڑا رنگایا جاتا اور نہ وہ کسی کو اپنے گھر میں کھانا پکانے کو کہتے ۔ اور جب سوتے اپنے تخت پر کپڑا نہ بچھاتے اور کتاب اللہ اور سنت نبی کو دستور العمل بناتے اور جب رات ہوتی تو اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے اور نیچے منہ کر کے روتے اور آنسو ان کے چہرے پر بہتے کہ ان کے پاس آنے والے خیال کرتے کہ وضو کا پانی ہے ۔

داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ دن رات عبادت کرتے یہاں تک کہ ان کے کھانے کا وقت بھی نہ نکلتا۔ پس آپ ستو اور فتیت یعنی روٹی کے ٹکڑے بھگو کر ہی کھالیتے اور فرماتے کہ جتنی دیر لقمہ کے چبانے اور نگلنے میں لگتی ہے اتنی دیر میں کتنی آیتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ راوی کہتا ہے، ایک دن کوئی شخص آپ سے ملاقات کرنے آیا۔ آپ کے گھر کا شہتیر ٹوٹا دیکھا تو آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا اے دوست، بخدا مجھے اس مکان میں آئے ہوئے بیس سال ہو گئے۔ مگر میں نے اللہ سے شرم کے باعث اوپر کو کبھی نظر نہ اٹھائی۔

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر دوپہر کی پیاس اور رات کا جاگنا نہ ہوتا تو میں اس گھر میں یعنی دنیا میں رہنا پسند نہ کرتا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ ہر دن ہزار رکعت ادا کرتے حتیٰ کہ جب اپنے پاؤں سے لاچار ہو گئے تو پانچ سو بیٹھ کر اور پانچ سو کھڑے ہو کر ادا کرنے لگے

اویس قرنی رحمہ اللہ تعالیٰ تمام رات ایک سجدہ میں گزارتے۔ عبداللہ بن داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جب رات ہوتی تو کچھ حصہ رات کا نماز پڑھتے۔ اور جب چالیس برس کے ہوتے تو بستر کو لپیٹ دیتے حتیٰ کہ مر جاتے۔

کہمس رحمہ اللہ تعالیٰ ہر روز ہزار رکعت پڑھتے اور جب تھک جاتے تو فرماتے اے شرارت کی جڑ اُٹھ۔ پھر جب بوڑھے ہو گئے تو ہر روز پانچ سو رکعت پڑھنے لگے اور فرماتے ہائے میری عبادت کم ہو گئی۔

مروی ہے جب اویس قرنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفر کیا۔ تو آپ صبح کو ان کے پاس پہنچے۔ اس وقت اویس قرنیؒ

بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور خاموش ہو گئے اور ظہر تک گفتگو نہ کی۔ پھر ظہر کی نماز پڑھی اور عصر تک خاموش رہے۔ پھر عصر پڑھی اور مغرب تک خاموش رہے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی اور عشاء تک خاموش رہے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی اور صبح تک گفتگو نہ کی۔ پھر صبح کی نماز ادا کی اور بیٹھے بیٹھے اونگھ آگئی۔ پھر گھبرا کر اٹھے اور کہنے لگے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَیْنٍ نَوَّامَۃٍ وَمِنْ بَطْنٍ لَا یَشْبَعُ یعنی اے اللہ! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ مالکؒ کہتے ہیں میں نے دل میں خیال کیا کہ مجھے ان کی یہ حالت دیکھنی ہی کافی ہے۔ پھر میں واپس آگیا اور ان سے بات نہ کی۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ صحابہ رضؓ صبح کو غبار آلود اور بکھرے بال والے اٹھتے۔ کیونکہ انھوں نے قیام اور سجدہ میں رات گزاری ہوتی جب اللہ تعالٰے کا ذکر کیا جاتا تو وہ اس طرح جھومتے جیسے آندھی کے دن درخت جھومتا ہے۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے کہ کپڑے تر ہو جاتے۔ اور ان کے آنسو وضو کے پانی کی طرح ہو جاتے۔ پھر جب سحری کا وقت ہوتا، تو چہروں پر تیل ملتے اور سرمہ لگاتے۔ تاکہ لوگ سمجھیں کہ غافل ہو رہے تھے۔

صفوان بن سلیم کی ٹانگیں کثرت قیام کے سبب مڑ گئی تھیں۔ چنانچہ اگر انھیں کہا جاتا کہ کل قیامت ہو گی تو عبادت میں کچھ زیادتی نہ کر سکتے۔ جب سردی ہوتی تو چھت پر تہجد ادا کرتے۔ چنانچہ سجدہ کی حالت میں گزر گئے۔

قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کو نماز اشراق پڑھتے دیکھا۔ کہ قریب دوپہر تک بار بار

فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ پڑھتی ہیں اور روتی ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو باد گرم کے عذاب سے بچایا۔) امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ صالحین کی علامت کثرت شب بیداری سے زرد رنگ اور کثرت بکار سے چندیائی آنکھیں ہیں، اور روزہ داری کے باعث سوکھے ہوئے ہونٹ۔

حبیبہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ، جب عشار کی نماز سے فارغ ہوتیں تو اپنے گھر کی چھت پر اپنے کرتے اور اوڑھنی کو باندھ کر صبح تک نماز پڑھا کرتیں اور اپنی مناجات میں فرماتیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ سُوْءَ اَدَبِیْ فِیْ صَلٰوتِیْ، یعنی اے اللہ! نماز میں میری بے ادبی کو معاف کردے۔

ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں ایک دن وادی کنعان سے نکلا۔ جب اسے طے کر چکا تو ایک سیاہی سامنے آئی۔ اچانک وہ ایک عورت تھی میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ اس نے کہا، یہ کون آدمی ہے؟ میں نے کہا، مسافر۔ اس نے کہا کیا خدا کی معیت سے بھی مسافر ہو سکتا ہے؟ ذوالنون رح کہتے ہیں، میں رو دیا۔ تو اس نے کہا، اگر تو سچا ہوتا تو نہ روتا۔ میں نے کہا، کیا نہ رونا بھی صدق ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ کیونکہ بکار دل کے لئے راحت ہے۔ اور صادق اس دنیا میں راحت کا خواہاں نہیں۔ ذوالنون رح کہتے ہیں، اس کی بات سے مجھے تعجب ہوا، تو میں نے اس سے کہا، مجھے نصیحت کر۔ تو اس نے کہا، تو اللہ سے شرم کر۔

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ نے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو "ہائے افسوس" کہتے ہوئے سنا تو فرمانے لگیں۔ ایسا نہ کہو اے سفیان۔ اگر واقعی غمگین ہوتے تو

تمہیں یہ کہنے کی فرصت نہ ہوتی۔ بلکہ تم یوں کہو، ہائے میرے غم کی قلت کیونکر یہ قریبًا سچ ہوگا۔

ام العلاء السعدیہ رحمہا اللہ تعالیٰ رات بھر روتیں اور نماز پڑھتیں اور کہتیں میرے گناہ بکثرت ہیں۔ اور اسی طرح روتی رہیں کہ نظر بھی جاتی رہی۔ اسی طرح بردۃ العابدہ رحمہا اللہ تعالیٰ کی نظر بھی رو رو کر جاتی رہی۔ تو لوگوں نے آپ کو اس پر ملامت کی تو انھوں نے جواب دیا۔ اگر نافرمانوں کو قیامت میں روتا دیکھو تو تم کہو کہ بیشک یہ رونا تو کھیل ہے۔

صالح المری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ آیت تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ (یعنی جس دن کر ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے) پڑھی تو ایک عابد نے سن لیا۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر ہوش میں آیا اور مجھ سے کہنے لگا، دوبارہ پڑھ۔ میں نے دوبارہ پڑھی تو گرا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ جب روتے تو اپنے آنسو داڑھی اور چہرے پر مل لیتے اور فرماتے، میں نے سنا ہے کہ جس جگہ آنسو لگے ہوں اسے آگ نہیں کھاتی

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو رو سکے وہ روئے اور جو نہ رو سکے وہ بتکلف روئے۔ یعنی رونے کی سی صورت بنالے۔

محمد بن عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں کو کسی چیز سے تشبیہہ نہیں دے سکتا۔ مگر ہاں دونوں نالہ کیطرح ہیں

رافع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک پر دو سیاہ خط تھے جو آنسوؤں کے بہنے کی جگہ تھی۔

جب ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالےٰ کی آنکھیں دکھنے آئیں اور نظر ضعیف ہوگئی تو طبیب نے آپ سے کہا، آپ سجود اور رونا چھوڑ دیں تو مجھ سے آپ کا علاج ہوسکتا ہے۔ ثابت رحمہ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا، میری زندگی ان دونوں کے بغیر ناممکن ہے۔ تم چلے جاؤ مجھے تمہارے علاج کی ضرورت نہیں۔

مکحول دمشقی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جب تم کسی کو روتا دیکھو تو اسے نیک جان لو۔ کیونکہ ایک شخص کو روتے دیکھا تو میں نے خیال کیا کہ یہ ریاکار ہے۔ تو میں اس کی سزا میں ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔

یزید بن میسرہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ رونا پانچ باتوں کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔ خوشی، غم، درد، گھبراہٹ اور ریا، اور چھٹی بات اللہ کا ڈر ہے۔ وہ دفعۃً ہوتا ہے بتکلف نہیں ہوتا۔ یہی وہ رونا ہے جس کا ایک آنسو آگ کے کئی پہاڑوں کو بجھا دیتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ تعالےٰ کے اگر ایک پاؤں میں کچھ تکلیف ہوتی تو ایک ہی پاؤں پر صبح تک کھڑے رہتے۔ رات کے قیام کو ترک نہ کرتے۔

ایک دفعہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے کسی نے کہا کہ ریاضت کرنے والے خوبصورت کیوں ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، اس لیے کہ وہ اللہ کے ساتھ خلوت کرتے ہیں۔ تو وہ انھیں اپنے نور سے حصہ دیتا ہے۔ شعرانہ رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے ہمنشینوں سے فرمایا کرتے کہ اپنے دلوں کے لیے غم اور محبت الٰہی لازم جانو۔ پھر جب کوئی مر جائے تو پرواہ نہ کرے۔

ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ تعالےٰ کے چہرے پر آنسو کے دو سیاہ خط پڑے ہوئے تھے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ کا جب کہ قرآن مجید چوری ہو گیا

پھر جب وعظ فرماتے اور لوگ روتے تو فرماتے، ہم سب روتے ہیں تو قرآن شریف کا چور کون ہے؟ والحمد للہ رب العلمین :

۱۳۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ کثرت سے استغفار کرتے اور جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو غضب الٰہی سے ڈرتے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، بہت سے لوگ قرآن مجید کو اٹھائے پھرتے ہیں یعنی حافظ ہوتے ہیں اور قرآن مجید ان کو پیٹ میں سے لعنت کرتا ہے۔ حافظ قرآن جب اسکی نافرمانی کرتا ہے تو قرآن شریف اسے اندر سے کہتا ہے، تجھے کیا ہو گیا، تو نے مجھے کیوں حفظ کیا کہ اپنے پروردگار سے بھی نہیں شرمندہ ہوتا۔

واضح ہو کہ حافظ قرآن کو یہ مناسب ہے کہ کسی سچے پیر کا پیرو ہو جو اس کی کثافت اور عمل بالقرآن کے مانع کو زائل کر دے اور عظمت الٰہی کا پردہ اٹھا دے کیونکہ اگر وہ اللہ کی عظمت کا مشاہدہ کرے گا تو نافرمان نہ ہو گا۔

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالےٰ جب قرآن مجید ختم کرتے تو سات سو بار استغفار کرتے اور ستّر بار یوں کہتے کہ اے اللہ بغیر عمل کے قرأت کرنے کی وجہ سے مجھ پر غضب نہ کرنا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے تھے، اے قرآن والو! قرآن مقدس نے تمھارے دلوں میں کیا بویا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فصل بہار ہے جیسے زمین کے لئے بارش۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے، حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ جب لوگ سوئے پڑے ہوں تو اپنی رات کو ممتاز بنائے اور

جس دن لوگ افطار کریں یہ اس کو متبارک بنائے۔ اور جب لوگ خوش ہوں تو یہ اس کو غم سے سنوارے اور جب لغو گوئی کریں تو یہ خاموش رہے اور جب لوگ اپنے کپڑے اور رفتار میں فخر کریں تو یہ خشوع کرے۔

میں نے حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہتے سنا ہے کہ جو غور کرے اسے معلوم ہوگا کہ کل آسمانی کتابیں اپنے محافظوں کو کہتی ہیں کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔

صالح مری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن مجید پڑھا۔ تو جب میں نے ختم کیا تو فرمانے لگے، یہ تو قرآن مجید ہے مگر گریہ وزاری کہاں ہے؟۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ حافظوں سے قیامت کے دن انہی باتوں کا سوال ہوگا جن باتوں سے انبیاء کرام کو پرسش ہوگی۔ یعنی قرآن مجید وغیرہ کے احکام پر عمل کرنے کے متعلق سوال ہوگا۔ کیونکہ ان کو حکم ہے کلام مجید کے ایک حکم میں بھی تقصیر نہ کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے اکثر منافقی هذہ الامۃ قراءھا یعنی اس امت کے اکثر منافق قرآن خواں ہوں گے۔

شیخ ابو السعود الجارحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلایا کہ میں اپنے شیخ طریقت سید احمد مرحومی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے بیس سال تک متواتر ایک ختم دن کو اور ایک رات میں کرتا رہا ہوں۔ پھر جب ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کی خبر دی تو انھوں نے کہا، تو نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ کیوں کہ تو ختموں کی تعداد سے خوش ہوتا رہا اور اپنے نفس سے اس پر عمل کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ پھر مجھے حکم دیا کہ ہر ایک آیت میں تدبر کرو اور عمل کرنے کے لئے نفس کو مجبور کرو۔ تو اس کے بعد میں اس کی نسبت سے

دسویں حصہ تک بھی پڑھ نہیں سکتا۔ اے دوست! اس میں غور کر۔
والحمد للّٰہ رب العٰلمین

۱۳۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ ہر نماز میں اللہ کے سامنے حاضر ہونے کے لئے اول وقت سے تیاریاں کرتے بعض بعض پر تو وضو کے وقت ہی سے اللہ کی عظمت کے نشان ظاہر ہوتے۔ یا اس وقت سے جب سے حیّ علی الصّلوٰۃ کی آواز آتی تاکہ اپنے مرتبہ اور مقام کے مطابق اللہ تعالےٰ کے دربار میں حاضر ہوں۔ خصوصاً جب وہ نماز سے پہلے کسی علم کے مطالعہ یا کسی مقدمہ وغیرہ میں مشغول ہوتے۔ کیونکہ ایسے وقت خشوع وخضوع کا حاصل ہونا سخت مشکل ہوتا ہے۔ مگر جب وقت سے پہلے تیاری کی جائے۔

میرے شیخ افضل الدین نماز میں حاضر ہونے کے لئے وقت سے دس درجے پہلے ہی تیاری کرتے۔ تو میں نے ایک دن آپ سے کہا، بفضلہ تعالےٰ آپ کا دنیاوی علاقہ کوئی نہیں جو آپ کو حضور سے روکے۔ تو آپ نے فرمایا، ہر انسان کی رکاوٹ حسب درجہ ہوتی ہے سو اگر صلحاء کے لئے قبل از نماز حجاب نہ ہوتا تو انکا چہرہ نماز میں کھڑے ہوتے وقت زرد نہ ہوتا۔ لہٰذا ہر ایک ولی کے لئے حجاب کا ہونا ضروری ہے۔ جو نماز کی طرف کھڑا ہونے کے وقت اٹھتا ہے اس کی بدولت اللہ عزوجل کی تعظیم میں ترقی کرتا ہے۔ اگر نسبتاً غفلت کا پردہ نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی نماز کے وقت سینہ کی آواز ایک میل سے نہ سنائی دیتی۔ اور اکابر سے بھی ایسی منقول ہے۔ نماز میں اللہ کی تعظیم میں ترقی کرتے کیونکہ وہ اس وقت اللہ کے حضور میں کھڑے ہوتے جیسے غلام آقا کے سامنے۔ اور اللہ کے لئے تو

وہی مثال دی جاتی ہے جو سب سے اعلیٰ ہو۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کی رنگت بدل جاتی، چہرہ زرد ہو جاتا۔ اور فرماتے، یہ وُہ امانت ہے جو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی۔ مگر انھوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ لیکن میں نے اسے اپنے ذمہ لیا۔ پس مجھے معلوم نہیں کہ میں اس کے آداب پورے کر سکا یا نہیں ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں، حضور دل سے دو رکعت ہزار رکعت سے بہتر ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جب مسجد میں جاتے تو کانپنے لگتے اور مارے ہیبت الٰہی کے ان کا رنگ بدل جاتا۔ یہاں تک کہ دنیاوی امور کو بالکل بھول جاتے۔

اے دوست! اسے خوب یاد رکھ اور خشوع کر۔ ممکن ہے تو بھی خاشعین میں سے شمار ہو۔ والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

۱۳۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ حجاب اُٹھ جانے پر بھی برابر عمل کرتے۔ چنانچہ بعض بعض جب چاہتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حاضر ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھتے۔ بلکہ ہر ایک نبی کے پیچھے پڑھتے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں ۔

۱۳۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ روزہ و حج میں دیگر فرائض شرعیہ سے بڑھ کر پاس ادب رکھتے۔ تاکہ وہ ایک سال سے دوسرے سال تک شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہیں۔ یا حج کے بعد مرنے تک جس نے حضور قلب سے جمعہ کی نماز ادا کی وہ دوسرے جمعہ تک محفوظ رہے گا۔ اور جیسا جس کسی نے ایک نماز حضور قلب سے ادا کی وہ دوسری نماز تک ابلیس سے بچا رہا۔ ان باتوں سے وہ لوگ واقف ہیں جن کو اللہ تعالٰے نے اسرار شریعت سے مطلع فرمایا ہے۔ جو نماز کو موافق شریعت کے ادا کرتے ہیں برعکس ان لوگوں کے جو عادۃً نماز گزارتے ہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں، جو اپنے روزوں کو ہنسی سے بھی بچاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ مہینہ نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے کا ہے نہ کہ غفلت اور ہنسنے کا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ جو اپنے تمام اعضاء کو گناہوں سے نہ روکے۔ وہ اگرچہ بھوکا ہے پھر بھی روزہ دار نہیں۔ اور جو اپنے اعضاء کو روکے وہ درحقیقت روزہ دار ہے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں، سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰے نے بصرہ سے پیدل چل کر حج کیا۔ کسی نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے پاس سواری نہ تھی جس پر آپ سوار ہوتے۔ تو آپ نے فرمایا، کیا بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے پاس صلح کے لئے سوار ہو کر ہی آنا پسند کرتا ہے۔ بخدا میں اس زمین میں آنے پر سخت شرمندہ ہوں۔

میں نے حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالٰے کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے ایسے لوگ

دیکھے ہیں جو اونٹوں پر بغیر کجاوے اور سایہ بان کے حج کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ محرم بکھرے بال خاک آلودہ ہوتے ہیں۔ سایہ بان وغیرہ ان کے منافی ہیں اسلاف میں سے کوئی حج کرنا چاہتا تو کئی سال تک حلال روپیہ حج میں خرچ کرنے کیلئے حاصل کرتا رہتا۔ اور حج میں کسی امیر یا حاکم کے روپیہ سے مدد نہ لیتا ۔ والحمد للہ رب العلمین :

۱۳۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اللہ تعالےٰ سے شدید حیاء کرنے کے علاوہ لوگوں سے بھی بڑی شرم کرتے اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ الحیاء من الایمان ولکل دین خلقا وخلق الاسلام الحیاء یعنی حیاء ایمان کا جزو ہے اور ہر دین کی ایک خاص عادت ہوتی ہے اور اسلام کی خاص عادت حیاء ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ہر چیز کا ایک جمال ہے، پس حیاء کا جمال گناہ کو ترک کرنا ہے۔ اسی طرح ہر چیز کا ایک انجام ہوتا ہے۔ پس حیاء کا انجام نیکی کمانا ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، اللہ نے اس دل سے بڑھ کر کسی کو سزا نہیں دی، جس سے حیاء چھین لیا۔

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اللہ تعالےٰ سے جنت اور اس کی رضا کا سوال کرنے سے شرماتے تھے بلکہ اس سے عفو اور درگزر کرنے کے خواستگار ہوتے۔ اس کو سوچ اور اپنے حال میں غور کر۔ والحمد للہ رب العلمین :

۱۳۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اعلیٰ درجہ کا تقویٰ اختیار کرنے کے باوجود بھی اپنے کو متقی ہرگز شمار نہ کرتے۔ نیز وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل عشق و محبت رکھتے تھے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرماتے اے خطاب کے بیٹے! اللہ سے ڈر، ورنہ اللہ تعالےٰ تجھے عذاب دے گا اور تیری پرواہ بھی نہ کرے گا۔ اور فرماتے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ نفس کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتا۔

عروۃ الرقی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، آدمی کا اللہ سے محبت کرنا قرآن مجید کی محبت اور اس پر عمل کرنے کا نام ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کی سنتوں پر عمل کرنا ہے۔ محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، بہت سے ایسے لوگ ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی محبت میں کامل ہو چکے ہیں، حالانکہ اللہ تعالےٰ ان سے ناراض ہیں۔ اے دوست! اس میں غور کر۔ والحمد للہ رب العلمین :

۱۳۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ دنیا سے انتہائی بے رغبتی رکھتے اور جو اس کا طالب ہوتا اس کی مذمت کرتے۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما مثلی ومثل الدنیا کمثل رجل استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا یعنی میری اور دنیا کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی درخت کے نیچے

آرام لے پھر اس کو چھوڑ کر چل دے۔

سفیان بن عنیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، لفظ "زہد" میں صرف تین حروف ہیں۔ ز سے زیب وزینت کو ترک کرنا، ہ سے ہوائے نفس کو چھوڑنا اور د سے تمام دنیا ترک کرنا مقصود ہے۔ پس جب تو ان تینوں کو ترک کرلے اس وقت بیشک زاہد ہوگا۔

بلال بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر ہمارا گناہ صرف یہی ہو کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بعد پھر دنیا کی طرف راغب ہوں، تو بھی کافی ہے۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، لوگ دنیا کے لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے طالب ہوئے تو آپ نے انکار فرمادیا اور ہم نے دنیا کو طلب کیا تو دنیا ہم سے بھاگی۔ غور کرو، دونوں میں کتنا فرق ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت تھی کہ جب ایک کرتہ پہنتے تو جبتک وہ پرانا نہ ہو جاتا نہ اتارتے۔ ایک دفعہ کسی نے دریافت کیا کہ آپ اپنا کرتہ کیوں نہیں دھوتے؟ تو ارشاد فرمایا کہ موت اس سے جلد آنے والی ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر تمام دنیا میرے قبضہ میں ہو تو بھی میں خوش نہ ہوں۔ اور اگر کوئی مجھ سے تمام دنیا کو چھین لے تو نہ اس کا تعاقب کروں اور نہ غمگین ہوں۔ آپ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر پانی لاتے اور بیچتے۔ اسی سے اپنے اہل وعیال کا گزارا کرتے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام برائیوں کو ایک کوٹھری میں بند کر رکھا ہے اور اس کی کنجی دنیا کی محبت ہے اسی طرح تمام بھلائیوں کو ایک مکان میں بند کر رکھا ہے اور اسکی کنجی زہد ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، دنیا کی محبت ایمان کی چاشنی کو دل سے نکال دیتی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ جس سے اللہ ناراض ہو اس سے وہ بھی ناخوش ہو نیز فرماتے ہیں، جو اللہ کی محبت کا مدعی ہو اور پھر دنیا سے محبت رکھے، وہ جھوٹا ہے کیونکہ دنیا اللہ کے نزدیک مبغوض ہے۔ ایک جماعت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ کے پاس آئی اور دنیا کی خوب مذمت کرنے لگی تو حضرت رابعہ رح نے ان سے کہا کہ دنیا کا ذکر چھوڑو۔ تم کو دنیا سے محبت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر تمھارے دلوں میں اس کی عزت نہ ہوتی تو اس کا ذکر ہی کیوں کرتے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب جسم میں بیماری پورے طور سے مستحکم ہو جائے تو اسے کھانا پینا اچھا نہیں لگتا۔ یہی کیفیت دل کی ہے کہ جب دنیا کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے تو اس کو نصیحت اثر نہیں کرتی۔ اے دوست! اس کو خوب یاد رکھ اور اگر تو طالب نجات ہے تو اس کو اپنا دستور العمل بنا۔ والحمد للہ رب العلمین ؂

۱۳۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :-

کہ واجبات موسعہ اور نوافل پر صنعت و حرفت کو مقدم رکھتے تاکہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچ جائیں۔

کسی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے ایک شخص کی نسبت سوال کیا جو کسب کا محتاج ہو کہ اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو جائے تو اسے اس دن سوال کی حاجت ہو گی۔ آپ نے فرمایا، وہ مزدوری کرے اور نماز

تنہا پڑھ لے۔ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو ہزار قسم کی صنعتیں سکھلائی تھیں اور فرمایا تھا کہ اپنی اولاد سے کہہ دو کہ ان کو سیکھیں اور اپنے گزراوقات کا ذریعہ اس کو بنائیں۔ اپنا پیٹ پالیں اور دین فروشی سے بچیں۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ کسب کو چھوڑ کر مسجد میں نہ بیٹھو، اور بغیر سبب اختیار کئے یہ مت کہو کہ اے اللہ مجھے رزق دے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ تمھیں تو معلوم ہی ہے کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خشکی اور دریا میں تجارت کرتے تھے۔ لہذا ان کی اقتدار انسب ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، تم میں نیک وہ ہے جو دین ودنیا دونوں کا کام کرے۔ ابو قلابہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو شخص اپنی معاش کے لئے کوشش کرتا ہے وہ مسجد میں بیٹھنے والے سے بہتر ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ یہ خوبی نہیں ہے کہ تم اپنے پاؤں کو عبادت کے لئے باندھ رکھو اور دوسرا تمھاری خاطر مصیبت اٹھائے۔ بلکہ خوبی یہ ہے کہ اپنی روٹی کو پہلے گھر میں جمع کرو اور پھر نماز پڑھو اس کے بعد پرواہ مت کرو کہ کون دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اور اگر پاس میں کھانے کو نہ ہوگا تو جو کوئی دروازہ کھٹکھٹائے گا دل میں یہی خیال آئے گا کہ کچھ کھانے کی چیز لایا ہوگا (اللہ تعالےٰ اس سے محفوظ رکھے۔)

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں سے فرماتے، کسب کرو، کیونکہ اکثر لوگ جو امراء کے دروازوں پر جاتے ہیں ضرورت ہی کی وجہ سے جاتے ہیں۔

اے دوست! اس کو خوب یاد رکھ اور اس پر عمل کر اور سلف کی پیروی کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۳۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ مساکین سے الفت ومحبت رکھتے اوران کے ساتھ تواضع سے پیش آتے اور تونگروں کی ہمنشینی سے نفرت کرتے مگران کو حقیر نہ جانتے بلکہ ان کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی ہوتا کہ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ یعنی اے اللہ مجھے مسکنت کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی پر مجھے موت دے اور قیامت میں مساکین کے ساتھ ہی اٹھا۔ اس پر عمل کرنے کی غرض سے ایسا کرتے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ انبیاء کے مقتدی ہر زمانہ میں بہ نسبت اغنیاء متکبرین کے فقراء ومساکین زیادہ ہوئے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فقراء کی طرف بہت زیادہ توجہ فرماتے آپ جب ان کے پاس بیٹھتے تو گھٹنے پر گھٹنہ رکھ کر بیٹھتے اور فرماتے، غلام ہوں غلاموں کی طرح بیٹھتا ہوں۔ ابودرداء رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، آدمی کے پیچھے لوگوں کا چلنا اللہ سے اس کی دوری کو زیادہ کرتا ہے۔

عبدالعزیز بن رواد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، بخدا آج تک مجھے دنیا میں مجھ سے برا کوئی شخص نہیں ملا۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں، جو دولتمند اور غافل لوگوں کی صحبت سے گریز کرتے تھے

امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، جو لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کے پاس مت جاؤ

کیونکہ یہ سب اللہ جل وعلیٰ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ اور بسا اوقات تم ان کے اسباب کو دیکھ کر اپنے انعامات کو حقیر جاننے لگو تو ناشکری میں مبتلا ہو جاؤ گے

سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالےٰ تیل کی تجارت کرتے اور فرماتے اس میں امراء کے دروازوں پر کھڑا ہونے سے بچاؤ ہے۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، بادشاہوں کی مصاحبت بڑی خطرناک ہے۔ کیونکہ اگر تونے ان کی اتباع کی تو دین کو نقصان میں ڈالا۔ اور اگر ان کی مرضی کے موافق نہ کیا تو اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ پس سلامتی اسی میں ہے کہ نہ تو اس کو جانے اور نہ وہ تجھ سے واقف ہو۔

اے دوست اس کو یاد رکھ اور دولتمند دنیا داروں کی صحبت سے پرہیز کر مگر کسی ضرورت شرعی سے جو آسانی سے حل ہو جائے۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۳۹۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ مال کو محض اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے محبوب رکھتے اور لوگوں کے پاس ضرورت لے جانے کے خوف کو خوف حساب پر مقدم رکھتے جو مال کے مشتبہ ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، تیرا اپنے مال کو اس خیال سے محفوظ رکھنا کہ اس سے اپنی ضرورت کو پورا کرے، اس سے اچھا ہے کہ اس کو صدقہ کرکے لوگوں کے مال میں طمع کرے۔ کیونکہ انسان جب تک دو باتوں کی حفاظت کرے اچھا ہے۔ (اول) اپنی ضرورت کے لئے درہم۔ (دوم)

آخرت کے لئے دیں۔

ابو قلابہ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ تم بازاروں میں صنعت اور تجارت لازمی طور پر کرو۔ کیونکہ تم اس وقت تک اپنے دوستوں کے نزدیک باعزت رہو گے جب تک تم ان کے محتاج نہ ہو گے۔ اے دوست! ان باتوں کو یاد رکھ اور جو تیرے قبضہ میں ہے اسے راہ خدا میں خرچ کر اور جمع نہ کر، مگر اپنے عیال وغیرہ کی نیت سے۔ والحمد للہ رب العٰلمین :

۱۴۰۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ رات و دن بلا قید وقت جو کچھ ان کی ضرورت سے بچتا صدقہ کر دیتے، بشرطیکہ حلال مال ہو۔ جیسا بارہا ذکر ہو چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی رغبت دلائی اور فرمایا۔ آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو۔ جس کو یہ بھی میسر نہ آئے وہ نیک کلام ہی کرلے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک عابد نے ستر سال اللہ تعالےٰ کی عبادت کی۔ پھر کسی برائی میں پڑ گیا کہ اس کے تمام عمل رائیگاں ہو گئے۔ پھر غسل کرنے لگا، اتنے میں ایک مسکین اس کے پاس سے گزرا اُس نے اسے ایک روٹی دی۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کے تمام گناہ بخش دیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے، صدقہ علی الصباح کرو، کیونکہ مصیبت اس سے آگے نہیں بڑھتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین صبح کی نماز میں صدقہ لے کر آتے اور جو ملتا اسے دیتے۔ اگرچہ ایک چھوہارا ہی ہو، یا پیاز اور منقیٰ ہو۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ صدقہ کے دانہ کے علاوہ مجھے ایسا کوئی

دانہ معلوم نہیں جو وزن میں پہاڑ کے برابر ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، حلال کماؤ اور صدقہ کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے کما رہا ہے تو اللہ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کو کس طرف سے دوزخ میں داخل کرے۔

اے دوست! ان باتوں کو یاد رکھ اور تقویٰ کی تلاش کر۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۴۱۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ دنیاوی مناصب کو اس کے مصائب کے خیال سے بالکل پسند نہ کرتے امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، جو قبل از وقت حکومت طلب کرے اس سے ریاست بھاگتی ہے اور جو اسے ترک کر دے اس کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے۔

یحیی ابن حسین رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کو کہتے سنا ہے، جس نے قبل از وقت ریاست طلب کی اس کا بہت سا علم ضائع ہو گیا۔ اس کتاب میں اس خصلت کے متعلق بحث گزر چکی ہے، اسے دیکھنا چاہیے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۱۴۲۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ فقر و فاقہ سے خوش ہوتے، تونگری اور خوشحالی سے گھبراتے۔ یہ خصلت آج کل بالکل مفقود ہے۔ ہاں بعض ان صوفیا میں دیکھی جاتی ہے، جو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ بحمداللہ میں نے ایک جماعت مصر کے بزرگوں کی ایسی دیکھی ہے جو فقر سے خوش ہوتے اور بکثرت شکر بجالاتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو اپنے نفس پر مطمئن اور جسم میں تندرست ہو اور اس کے پاس اس دن کا کھانا بھی موجود ہو تو گویا اس کے لیے تمام دنیا جمع کر دی گئی۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، دو درہموں کا مالک ایک درہم والے سے بڑھ کر دنیا کی محبت رکھنے والا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، تین آدمی جنت میں فی الفور داخل ہوں گے۔ اوّل وہ شخص جو اپنے کپڑے دھونا چاہے تو اس کو پرانا کپڑا نہ ملے جس کو پہن کر دھوئے۔ دوم وہ جس نے اپنے چولہے پر دو ہانڈیاں نہ چڑھائی ہوں۔ سوم وہ جو پانی مانگے تو اس سے یہ نہ پوچھا جائے ان دونوں میں کون پینا چاہتا ہے۔

ایک دفعہ بصرہ میں آگ لگی تو تمام لوگ اپنے اپنے اسباب لے کر باہر آگئے اور مالک بن دینار قرآن پاک گلے میں لٹکائے ہوئے نکلے اور فرمانے لگے کہ ہم قیامت میں قبروں سے اسی طرح اٹھیں گے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں فقراء امیروں کی طرح ہوتے ایک دفعہ ایک مفلس آدمی آپ کے پاس آیا اور دور ہٹ کر بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا، اے دوست! قریب آجا، اگر تو غنی ہوتا تو میں تجھے اپنے پاس نہ بٹھاتا

حدیث شریف میں آیا ہے، دل کو کھانے پینے سے مردہ نہ کرو۔ کیونکہ دل کی مثال کھیتی کی طرح ہے کہ جب پانی زیادہ دیا جاتا ہے تو سڑ جاتی ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے محمد بن واسع سے کہا

بڑی خوش قسمتی ہے اس شخص کی جس کے پاس قوت ہو جس کی بدولت لوگوں سے مستغنی ہو۔ تو آپ نے فرمایا، مبارک ہے وہ شخص جو بھوکا صبح کرے اور شام تک بھوکا ہی رہے اور پھر اس سے اللہ راضی ہو۔ بعدازاں ایک خشک روٹی نکالی اور اسے پانی میں تر کرکے نمک سے کھایا۔ اور فرمایا، جو دنیا میں اتنے پر راضی رہے وہ لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ اے دوست! اسے خوب یاد رکھ اور اسلاف کی اتباع کر۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۱۴۳۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اللہ تعالےٰ کے معاملات میں کمی پر بہت غمگین ہوتے۔ خصوصاً قبور کو دیکھ کر یا قیامت کی تکلیف کو یاد کرکے۔ اور جب تک دنیا میں رہتے، خائف رہتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص ایک قبر پر گزرے گا اور کہے گا، کاش اس صاحب قبر کی جگہ میں ہوتا۔ لہذا بزرگان دین کو خوف ہوا کہ مبادا ہم اس زمانہ کو پائیں اور ہم سے صبر نہ ہو سکے اور ہم پر خدا کی خفگی واقع ہو تو ہلاک ہو جائیں۔

امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ ان کی ریش مبارک تر ہو جاتی۔

مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، سب سے پہلے میت سے جو گفتگو کرتا ہے۔ وہ اس کی قبر ہے۔ چنانچہ وہ اس سے کہتی ہے کہ میں تو مسافرت اور تنہائی کا گھر ہوں۔ مجھ میں بالکل اندھیرا ہے۔ میں کیڑوں سے پُر ہوں

یہ چیزیں میں نے تیرے لئے مہیا کی ہیں۔ تو بتا کہ میرے لئے کیا لایا ہے؟

حدیث شریف ہے کہ ہر رات ایک منادی اہل قبور کو پکارتا ہے، اے قبروں والو! آج تم کن لوگوں پر رشک کرتے ہو؟ وہ کہتے ہیں - ہم اہل مسجد پر رشک کرتے ہیں، کیونکہ وہ نماز روزہ کرتے ہیں، ہم نہیں کرتے۔ وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے۔

ابو سنان رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بیٹے کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے، اے اللہ میرا جو حق اس پر تھا میں نے اس کو معاف کیا۔ اے کریم! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ اپنے حق کو اس سے معاف کر دے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے محمد بن یسار رحمہ اللہ کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ پس آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور فرمانے لگے کہ میں نے بہت سی مصیبتیں دیکھیں۔ پھر مالکؒ بن دینار کو غش آگیا۔ جب کبھی آپ اس حکایت کو بیان کرتے آپ کی وہی حالت ہو جاتی پھر ایک دفعہ جو غشی آئی تو بیمار ہو گئے اور تین دن کے بعد انتقال کر گئے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ لوگوں کے طعام سے بچتے رہو۔ کیونکہ کوئی آدمی دوسرے کے پیالہ میں ہاتھ نہیں ڈالتا مگر اس کے سامنے ذلیل ہوتا ہے۔

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، قبر اس شخص کے لئے جو اس کو یاد رکھے جنت کا ایک ٹکڑا ہے اور جو اس سے غافل رہے اس کے لئے آگ کا گڑھا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، گناہگاروں کو اللہ رونا دیگا اور وہ اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل سکیں۔ خوف الٰہی کے متعلق سلف کے بہت سے اقوال ہیں۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۴۴۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اپنے مریدوں کو ان اوصاف سے موصوف کرنے کے لئے جو اللہ نے اپنے مقدس بندوں مثلاً انبیاء و اولیاء وغیرہ کو پہلی کتابوں کے ذریعہ سکھائے ہیں بکثرت تمثیلیں پیش کرتے تاکہ انھیں معلوم ہو جائے کہ تقویٰ ہر شریعت میں مامور بہ رہا ہے۔ ہمارے شیخ علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ اکثر اپنی شہادت میں زبور کے وعید اور زجر کو پیش کرتے۔ ہمارے مرشد شیخ علی خواص رحمہ اللہ تعالےٰ ہم سے فرماتے، غیبت کرنے والوں اور چغلخوروں کی مخالطت سے بچتے رہو، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی تھی کہ اے داؤد! خوشی ہے اس شخص کیلئے جو نافرمانوں کی جگہ پر کھڑا نہیں ہوتا اور نہ فاسقوں کے پاس بیٹھتا ہے اور نہ چغلخوروں اور غیبت کرنے والوں کو مصاحب بناتا ہے۔ اے داؤد! جو شخص لوگوں کے عیوب ظاہر کرتا ہے یا ظاہر کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ میں اس کو محشر میں تمام لوگوں کے روبرو ذلیل و رسوا کروں گا۔ اے داؤد اس شخص کی علامت جو مجھے محبوب ہے یہ ہے کہ کم گو ہو اور بکثرت استغفار کیا کرے اے داؤد! مومنوں کے حرم سے آنکھ کو محفوظ رکھ، تیرے پاس دنیا ذلیل ہو کر آئے گی

اے داوٗد غضب نے زناکاروں کو گھیر لیا جو مومنوں کے حرم میں فساد کرتے ہیں
اے داوٗد بنی اسرائیل سے کہو کہ پوشیدہ طور سے میری نافرمانی نہ کریں اور مجھ کو
اپنی آنکھوں میں بندوں سے بھی زیادہ ذلیل نہ بنائیں، ورنہ میں ان کو آگ
سے عذاب دوں گا۔ اے داوٗد، یتیم کے حق میں مہربان باپ ہو جا میں تیرا
رزق بڑھا دوں گا اور تیرے گناہ معاف کر دوں گا۔

اے داوٗد، بنی اسرائیل سے کہو کہ لوگوں کی عزتیں خراب نہ کریں،
کیونکہ اس سے دل اندھا اور مردہ ہو جاتا ہے۔ اس کو مبارک ہو جو اپنے
عیوب میں غور کرے اور ان کی اصلاح کے درپے ہو۔ اے داوٗد، میری طرف
جھک جا، میں تیرے سامنے بادشاہوں کا سر نیچے کر دوں گا اور چہرہ پر ہیبت
ڈال دوں گا۔ اے داوٗد، کتنی فصیح زبانیں ہیں کہ میں ان کو موت کے وقت
کلمۂ شہادت سے روک دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ لوگوں کی عزت خراب کرتے تھے
اے داوٗد، بنی اسرائیل کو سنا دو کہ مرنے سے پہلے حقوق ادا کر دیں ورنہ
میں نے قسم کھائی ہے کہ جس کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہیں اس کو اس حال میں
اٹھاؤں گا کہ اس کے گلے میں آگ کا ہار ہوگا جو اس کو ہر برائی کے بدلے میں
داغ دے گا۔ اے داوٗد، بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں بچا کر رکھیں
بہت لوگ دوستوں کو برائی میں دیکھتے ہیں اور پھر اس کو بدنام کرتے ہیں،
حالانکہ وہ خود اس سے بڑھ کر برے ہوتے ہیں۔ لیکن میں اسے رسوا نہیں کرتا
اگر چاہوں تو رسوا کر دوں۔

اے داوٗد، کیا خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو گناہ کرنے سے تنہائی میں
بھی مجھ سے شرماتے ہیں۔ اے داوٗد، گریہ وزاری کرنے والوں کی صحبت

اختیار کر اور نکموں کو چھوڑ دے۔ اے داؤد، اگر بندوں کو گناہ کرنے پر میری ناراضگی کی اطلاع ہو تو مر جائیں۔ لیکن میں نے ان پر رحم کر کے اسے پوشیدہ رکھا ہے۔ اے داؤد، جو پوشیدہ گناہ کرتا ہے میں ان کے جرموں کی اطلاع لوگوں کو دوں گا اور اس کو رسوا کر کے جہنم میں گراؤں گا۔

والحمد للہ رب العلمین

۱۴۵۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ اپنے آپ کو عیوب سے پاک سمجھنے کے خوف سے جو کوئی ان کو بُرا کہتا تو وہ اس کو سچائی پر محمول کرتے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک سال تک میرا نفس میرے ساتھ اخلاق کے دعوے میں جھگڑا کرتا رہا۔ اور میں اس کو کہتا رہا کہ تو جھوٹا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن بصرہ کی ایک گلی میں جا رہا تھا۔ ایک عورت نے دوسرے سے کہا، اگر تو ریاکار کو دیکھنا چاہتی ہے تو دیکھ لے یہ مالک بن دینار جاتا ہے۔ مالکؒ کہتے ہیں، میں نفس کے خلاف امداد ملنے پر خوش ہوا اور اس سے کہا، اے نفس! تو نے اپنا لقب اس نیک عورت سے سن لیا۔ اس کے بعد آپ فرمایا کرتے، جو ریاکار کو دیکھنا چاہتا ہو وہ مجھ کو دیکھ لے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، مجھے اپنے ریاکار ہونے پر قسم کھانا زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے، بہ نسبت اس کے کہ میں اپنے ریاکار نہ ہونے پر قسم کھاؤں۔ نیز اکثر اپنے آپ کو بُرا بھلا کہتے رہتے۔ اور فرماتے،

اے فضیل! اپنی جوانی میں تو فاسق اور عاصی رہا ہے اور کہولت میں ریاکار اور منافق۔ بخدا فاسق اور عاصی اللہ کے نزدیک ریاکار سے کم مجرم ہے۔ کیونکہ گنہگار کو اللہ کی مغفرت کی تو امید ہے برخلاف ریاکار اور منافق کے کہ اس کا گناہ اس کی سمجھ میں کم آتا ہے کہ تائب ہو۔ والحمد للہ رب العلمین۔

۱۴۶۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ جو ہمسران کو بُرا کہتے اور حسد کرتے ان کی تعریف کرتے ان کی عداوت اور حسد ان کو نیکی سے یاد کرنے سے نہ روکتی۔ بفضلہ میں اس خصلت سے آراستہ ہوں۔ جو علماء اور فقراء میرے ساتھ دشمنی اور حسد کرتے ہیں میں نے برابر انکے مناقب کو ذکر کیا۔ اور عداوت کا لفظ ان کے لحاظ سے ہے نہ میری طرف سے کیونکہ میں کسی مسلمان کے ساتھ اپنے نفس کے لئے عداوت نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ خود میرے ساتھ عداوت رکھتے ہیں۔ کیونکہ میں ان کو اپنی باتوں میں جو عداوت پیدا کرتی ہیں، امداد نہیں دیتا۔ مثلاً ترک صلوٰۃ، خمر، یا لوگوں کے پیٹھ پیچھے بُرا کہنے میں، یا ان کے امور دنیاوی میں رکاوٹ پیدا کرنے میں، وغیرہ وغیرہ۔ میری یہ حالت ان کی سخت عداوت کے ہوتے ہوئے تھی۔ میں نے اس امر کو کہ میرے دل میں کسی مسلمان کی عداوت نہیں اللہ کی عنایت پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اکثر لوگ اپنے دشمن کا نام لے کر بھی خوش نہیں ہوتے چہ جائیکہ ان کے محاسن کی لوگوں میں اشاعت کریں۔ میں نے ان دوستوں کی تکالیف کو اپنی کتاب "المنن" میں پورا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے بارہا میرے قتل کی سعی کی اور بعض نے مصر سے نکالنے میں پوری کوشش کی بعض نے

میری مؤلفہ کتابوں میں عقائد اہلسنت والجماعت کے مخالف عقائد تک شامل کر دیئے اور مصر وحجاز میں میری طرف سے ان کی اشاعت کرنے لگے جیساکہ میں نے ان باتوں کی طرف خطبہ میں اشارہ کیا ہے۔ بعض نے باشا علی وزیر والئ مصر کے پاس میری نسبت بہتان باندھے کہ کسی مومن کو ان کا زبان پر لانا بھی مناسب نہیں۔ ان تمام تکالیف کا دارومدار مصر کے تین اشخاص پر تھا جو عالم اور صالح مشہور تھے۔ یہ تینوں صاحب اللہ کی رحمت کی طرف کوچ کر گئے۔ میں نے دونوں جہان میں ان کو بری کیا۔ میں نے یہ صرف اس لئے ذکر کیا ہے کہ میرے دوست میرے ہمعصروں کی طرف سے تکلیف پر میری پیروی کریں۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ تینوں صاحب آپس میں ایک دوسرے کے مخالف تھے۔ لیکن میری مخالفت میں سب اکٹھے ہو گئے۔ کیونکہ میں صرف علم وصلاح کی شہرت میں ان کا شریک ومزاحم تھا جس پر انھوں نے مختلف طریق سے مجھے تکلیف دینی چاہی اور باقی تمام مصر والے مجھ پر مہربان تھے۔ میں نے ان صاحبوں کے مناقب "طبقات علماء وصوفیاء" میں بخوبی بیان کئے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس عادت سے متصف ہونے میں کوئی ہمعصر مجھ سے سبقت لے گیا ہو۔ بلکہ بعض کی نسبت اپنے دشمنوں کا مقابلہ منقول ہے۔

شکر اس خدا کا جس نے اس خلق محمدی سے ہم کو متصف کیا اور ہم کو ایسے لوگوں میں کیا جو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف اور درگزر کرتے ہیں۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

۱۴۷۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے :۔

کہ جب ان کو بذریعہ کشف آئندہ اپنا گناہ میں مبتلا ہونا معلوم ہوتا تو اپنے آپ کو اللہ تعالٰی کے سامنے ڈال دیتے اور اپنی طاقت و قوت سے بیزاری ظاہر کرتے اور اپنی دعاؤں اور سجدوں میں یوں فرماتے۔ اے اللہ! یہ اطلاع جو مجھے ہوئی ہے اگر یہ میری تقدیر میں ٹھیک لکھ گئی ہے تو اس کو لوگوں سے چھپا دے اور دنیا و آخرت میں اس پر ہم سے مواخذہ نہ کر۔ یہ بھی تیرا ایک صدقہ ہوگا۔ اور اگر تقدیر میں نہیں ہے تو ہم تیرے فضل سے سوال کرتے ہیں کہ اس کو ہمارے خیال سے مٹا دے۔ ان میں بعض اپنے سجدہ میں یوں فرمایا کرتے، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ کسی مقدر کو ہٹانا میری طاقت میں نہیں ہے۔ لہٰذا تو میرے گناہ معاف کردے مجھ پر تیرا یہ صدقہ ہوگا۔ اے رحیم! تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کرتا۔

اے دوست! اس کو غور سے دیکھ اور اس پر عمل کر۔

والحمد للہ رب العٰلمین

۱۴۸۔ سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے:۔

کہ اپنے آپ کو اپنی تالیف میں مختلف الفاظ اور زیادہ لکھنے کی تکلیف نیک نیت سے دیتے، نہ اس لیے کہ لوگ ان کی مدح کریں کہ فلاں نے اس کتاب میں کمی نہیں کی۔ اے دوست یاد رکھ، اگر انسان کتاب کے لکھنے میں نہایت ہی کوشش کرے اور عمدگی سے لکھے تو بھی ضرور بعض اوقات مسئلہ کی کوئی نہ کوئی شق بھول جائے گا۔ یا تفسیر کے موقعہ پر مطلق رہنے دے گا

چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا، یعنی اگر قرآن مجید خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف ہوتا۔

شیخ محی الدین بن عربی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں، میں نے کبھی کوئی علمی کتاب غور و فکر سے نہیں لکھی بلکہ جو کچھ مجھے اللہ تعالے بتا دیتا وہی لکھتا جاتا ہوں۔

حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں، انسان کے کلام اور تحریر کے نقص اور غلطی سے محفوظ نہ ہونے کا باعث یہ ہے کہ متواتر بیداری نہیں رہتی۔ اسی لئے اس سے سہو وغیرہ ہوتے ہیں۔ حضرت احمد زاہد رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ حقیقی ادب یہ ہے کہ انسان یہ خواہش نہ کرے کہ مجھ پر کبھی کوئی اعتراض نہ ہو بلکہ کلام الٰہی کی مشابہت سے حتی الامکان بھاگتا رہے۔

یہ کتاب تنبیہ المغترین کا آخری حصہ ہے یعنی دسویں صدی ہجری کے آخر میں جو لوگ دھوکہ کھائے ہوئے ہیں ان کو اپنے سلف صالحین کی مخالفت پر تنبیہ کرنا۔ اللہ تعالے کا شکر ہے جس نے ہم کو یہ سمجھایا۔ ورنہ ہم اس راہ پر چلنے والے نہ تھے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس سے دوستوں کو نفع بخشے اور ہمارا اور ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ اور ہمارا اس دنیا میں آخری کلام یہ ہو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ۔

اللہ تعالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تمام انبیاء سابقین پر رحمت کاملہ نازل فرماتے آمین

والحمد للہ رب العٰلمین

خطاط: اعجاز احمد قاسمی، مئی ۱۹۸۱ء